عمران سیریز
کوڈ کلاک
PAK Society
LIBRARY OF PAKISTAN
ONE SITE ONE COMMUNITY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

محترم قارئین۔
السلام وعلیکم!
میرا نیا ناول ''کوڈ کلاک'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول روس کے یخ بستہ سائبیریا کے ان جزائر پر لکھا گیا ہے جہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے کئی ڈگری نیچے رہتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان علاقوں میں انسانی رگوں میں خون تک منجمد ہو جاتا ہے۔ ان یخ بستہ جزائر میں جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں نے کیا کارنامے سرانجام دیئے یہ تو آپ ناول پڑھ کر جان ہی لیں گے۔
میں آپ کو گزشتہ ناول 'اقارم' میں دیئے گئے عمران کے سوال کے جواب کے بارے میں بھی بتا دوں۔ اس ناول 'کوڈ کلاک' میں سلیمان نے نوک جھونک کے درمیان عمران کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ ناول میں پورا سوال اور اس کا جواب دیا گیا ہے جسے پڑھ کر آپ کو بھی پتہ چل جائے گا کہ آپ زیادہ ذہین ہیں یا پھر سلیمان۔ اسی طرح سابقہ ناول 'پاور آف ایکسٹو' میں صفدر نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب بھی آپ کو آئندہ ماہ شائع ہونے والے ناول 'سرخ قیامت' میں آسانی سے مل جائے گا۔ اس لئے آج ہی 'سرخ قیامت' جیسا فقید المثال ناول حاصل کرنے کی تیاری شروع کر دیں کیونکہ یہ ناول میری زندگی کا پہلا طویل ترین ناول ہے جو یقیناً آپ کے اعلیٰ معیار کے عین مطابق ہو گا۔
'اقارم' میں دیئے گئے سوال کے جواب کے لئے قارئین نے

بے حد ذوق و شوق سے حصہ لیا اور مجھے صحیح جواب کے بے شمار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل میں پیش لفظ کے آخر میں دے رہا ہوں۔ پہلے دس قارئین کو ان کے مطلوبہ ناول ارسال کر دیئے ہیں۔ حسب روایت اس ناول میں بھی ایک سوال کیا جا رہا ہے جو آپ سے جولیا نے پوچھا ہے۔ جولیا کے سوال کا درست جواب دے کر آپ بھی انعام حاصل کر سکتے ہیں۔ اب وہ خطوط پڑھ لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔

جناب محمد زاہد صاحب سنگوٹ روڈ، C/4 آزاد کشمیر سے لکھتے ہیں کہ 'گرین وائرس' میں آپ کی والدہ ماجدہ کی رحلت کا پڑھا تو دل گھبرا گیا۔ سوچا کہ آپ اس وقت کس کرب سے گزر رہے ہوں گے کیونکہ میں بھی ایسے ہی کرب سے گزر رہا ہوں مجھ پر بھی ایک قیامت ٹوٹی ہے جس کے بارے میں ابھی میں آپ کو نہیں بتا سکتا ہوں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی والدہ محترمہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین) سچی بات تو یہ ہے کہ میں آپ کے لکھے ہوئے بچوں کے ناول جن میں عمرو عیار، ٹارزن، ہرکولیس اور دوسرے ناول پڑھتا تھا جو مجھے بے حد پسند تھے۔ ایک روز میں نے اپنے ایک دوست سے لے کر آپ کا لکھا ہوا عمران سیریز کا ناول 'سپیشل کلرز' پڑھا تو بہت لطف آیا۔ رہی سہی کسر آپ نے 'ڈینجرس جولیانا' میں پوری کر دی۔ واقعی آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ بھی ان رائٹروں میں سے ایک

ہیں جو ہر موضوع پر ناول لکھنے کا فن جانتے ہیں۔ جس طرح سے آپ نے 'ڈینجرس جولیانا' میں جولیا کا پس منظر بتایا ہے اسی طرح آپ سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کے پس منظر سے بھی ہمیں آگاہ کریں اور خاص طور پر عمران کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ وہ ایکسٹو کب اور کیسے بنا تھا۔ اس نے آکسفورڈ سے اتنی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں اور وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے اس کے باوجود اس کا باپ سر عبدالرحمٰن اسے نکھٹو اور احمق سمجھتا ہے۔ کیوں؟ اس کے علاوہ بلیک زیرو ڈمی ایکسٹو کیسے بنا۔ آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے اور ہمارے لئے ایسے ہی منفرد اور دلچسپ ناول تحریر کرتے رہیں گے۔

محترم محمد زاہد صاحب۔ سب سے پہلے آپ کے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے میرا پچھلے سال لکھا ہوا ناول پڑھا تھا جس میں میری والدہ کی رحلت کا ذکر تھا اس بار تو مجھ پر ایک اور قیامت ٹوٹی ہے۔ اب میرے والد صاحب بھی رحلت فرما گئے ہیں۔ ایک سال میں دو دو قیامتیں ٹوٹنے سے کیا ہوتا ہے اس کا اندازہ تو آپ بہرحال لگا ہی سکتے ہیں۔ رہی بات آپ پر قیامت ٹوٹنے کی تو اس کا آپ نے ابھی ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا ہے لیکن پھر بھی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر تکلیف ہر کرب سے نجات دلائے اور آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو ڈھیروں خوشیاں نصیب فرمائے۔

(آمین)۔ آپ نے کہا ہے کہ میں جولیا کی طرح عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے پس منظر پر بھی ناول لکھوں تو برادرم یہ تمام کردار میرے تخلیق کردہ نہیں ہیں۔ ان ناولوں کا تخلیق کار اب اس دنیا میں نہیں ہے اس لئے میں ان کے کرداروں کو جوں کا توں رہنے دینا چاہتا ہوں۔ جولیا کے سلسلے میں خود میری بھی سوچ تھی کہ اس کے پس منظر پر کچھ لکھا جائے اس لئے میں نے اس پر کام کر دیا۔ بہرحال آگے اگر ایسا کوئی سلسلہ بنا تو میں ان پر ضرور لکھوں گا لیکن ان پر میں ان حالات سے ہٹ کر لکھوں گا کہ عمران سیریز کے تخلیق کار کے چاہنے والوں کو کوئی کوفت نہ ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ میں نے کرداروں کا پس منظر بگاڑ کر ان کرداروں کو نئی شکل دے دی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محترمہ نیلم بانو صاحبہ، امرت نگر، میاں چنوں سے لکھتی ہیں کہ آپ کا نیا ناول 'اقارم' پڑھا۔ ناول شروع سے آخر تک واقعی دہشت ناک تھا۔ آپ کے سابقہ ناول بھی اپنی مثال آپ تھے۔ خاص طور پر آپ کا ناول 'ٹائم کلر' بے حد زبردست تھا اور مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ ایسا ناول بھی لکھ سکتے ہیں۔ آپ ایسے اور ناول بھی لکھیں اور ماورائی ناول ہر دوسرے ماہ لکھا کریں اور آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ آپ ملتان میں رہتے ہیں یا کسی اور شہر میں۔

محترمہ نیلم بانو صاحبہ۔ سب سے پہلے میں آپ کے خط لکھنے اور اپنے ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ٹائم کلر آپ نے

پڑھا اس لئے آپ کو یقین تو کرنا ہی پڑے گا کہ وہ ناول میرا ہی لکھا ہوا ہے۔ ماورائی ناولوں کے سلسلے میں عرض ہے کہ میں کوشش کروں گا کہ جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ لکھ سکوں۔ رہی بات میں ملتان میں رہتا ہوں یا کسی اور شہر میں، پاکستان آپ کی طرح میرا بھی وطن ہے اور شہر کوئی بھی ہو میں آپ کی طرح اسی پاک وطن میں رہتا ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

اب جولیا کا سوال پڑھ لیں جو انتہائی دلچسپ ہے۔

جولیا کا سوال یہ ھے : ایک مرد اور ایک عورت موٹر سائیکل پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ٹریفک وارڈن نے انہیں مشکوک سمجھ کر روک لیا اور ان سے کہا کہ وہ دونوں اپنی شناخت کرائیں۔ مرد نے جواب دیا کہ میرے ساتھ جو خاتون ہے اس کے سسر میرے سسر کے والد ہیں۔ وارڈن نے مسکرا کر سر ہلایا اور نوجوان سے کہا کہ آپ کا رشتہ تو بہت محترم ہے۔ آپ جا سکتے ہیں۔ ﴿اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ اس مرد اور عورت کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟﴾

جن دوستوں نے 'اقارم' میں دیئے گئے عمران کے سوال کا صحیح جواب دیا ہے۔ ان کے نام یہ ہے۔ (محمد اسلم انصاری، ملتان۔ محمد عباس، ملتان۔ ندیم احمد، قلعہ گجر سنگھ لاہور۔ خضر جاوید۔ گوالمنڈی، لاہور۔ تنویر احمد، فلیمنگ روڈ، لاہور۔ محمد جاوید ہاشمی، عارف والا۔ روبینہ جاوید، کراچی۔ شاہد رفیق، گوجرانوالہ۔ محمد سلطان۔ سیکٹر c/1،

اسلام آباد۔ چوہدری ادریس۔ راولپنڈی) یہ وہ دس قارئین ہیں جن کے نام پہلے ملنے والے دس خطوط کے ذریعے انعام کے حقدار پائے گئے ہیں۔ سب کو میری اور ادارے کی جانب سے مبارک باد۔ آپ کو آپ کی پسند کا ایک ایک ناول ارسال کر دیا گیا ہے۔

باقی درست جواب دینے والوں کے نام یہ ہیں۔ (محمد توحید، خانیوال۔ رانا بابر، چک نمبر 369 ج،ب۔ محمد ارسلان علی، گوجر خان۔ غلام کبریا خان نیازی، اسلام آباد۔ ایم عثمان علی، میاں چنوں۔ رانا محمد ارسلان، عارف والا، ضلع پاکپتن۔ زین علی خان، گوجر خان۔ حاجی اصغر، گوجرانوالہ۔ نسیم حیدر، سکھر۔ جہانگیر، کرک، پشاور۔ نصیر احمد، کوئٹہ۔ جمیل اختر، حافظ آباد۔ شیخ روحیل، اسلام آباد۔ حماد علی، لودھراں اور کاشف عباس، ژوب)

اب اجازت: اللہ حافظ۔

آپ کا مخلص
ظہیر احمد

نوٹ۔

SMS 0333-6106573 اور

E.mail.Address arsalan.publications@gmail.com

پر آنے والے درست جوابات کو بھی اب انعامی قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔

عمران ناشتہ کر کے صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا کہ اچانک ڈور بیل
ج اٹھی لیکن عمران نے بیل کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور انہماک سے
خبار پڑھنے میں مصروف رہا۔ سلیمان کچن میں بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا
س نے بھی ڈور بیل کی آواز سن کر اپنے کان لپیٹ لئے تھے۔
جیسے اس نے ڈور بیل بجنے کی آواز سنی ہی نہ ہو۔

چند لمحے توقف کے بعد ایک بار پھر بیل بجی مگر عمران اور سلیمان
ے سر پر جوں تک نہ رینگی۔ تیسری بار بیل بجی تو عمران نے
جھلائے ہوئے انداز میں اخبار اپنے چہرے کے سامنے سے ہٹایا
ر تیز نظروں سے بیرونی دروازے کی جانب دیکھنے لگا۔

''سلیمان۔ کیا تم نے کانوں میں روئی ٹھونس رکھی ہے۔
دروازے پر جا کر دیکھ کیوں نہیں رہے کہ صبح صبح کس کے ہاتھوں کی
نگلیوں میں خارش ہو رہی ہے جو وہ اس طرح بیل پر بیل بجائے

چلا جا رہا ہے“...... عمران نے غصیلے لہجے میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا لیکن جواب میں سلیمان کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ خاموشی سے بیٹھا ناشتہ کرتا رہا۔ سلیمان کو آواز دے کر عمران نے ایک بار پھر اخبار اپنے سامنے کر لیا تھا۔ جیسے سلیمان نے اس کی آواز سن لی ہو اور وہ ابھی جا کر دیکھ لے گا کہ صبح صبح کون آیا ہے۔ اسی لمحے ایک بار پھر بیل بجی بلکہ اس بار بیل بجی تو بجتی ہی چلی گئی جیسے باہر موجود شخص نے تہیہ کر لیا ہو کہ وہ ڈور بیل کے بٹن سے اس وقت تک انگلی نہیں ہٹائے گا جب تک اس کے لئے دروازہ نہیں کھول دیا جاتا۔

”حد ہو گئی۔ سلیمان۔ سلیمان کہاں ہو تم۔ کیا تمہیں بیل کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے“...... عمران نے ڈور بیل سن کر سلیمان سے غصے میں مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ میں ناشتہ کر رہا ہوں اور ناشتہ کرتے ہوئے مجھے کوئی آواز سنائی نہیں دیتی“...... کچن سے سلیمان کی ایسی آواز سنائی دی جیسے اس نے منہ میں بہت کچھ ٹھونس رکھا ہو اور اس کے منہ سے آواز نہ نکل رہی ہو۔

”اگر ناشتہ کرتے ہوئے تمہیں کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تو تم میری بات کا جواب کیسے دے رہے ہو“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں صرف جواب دے رہا ہوں۔ میں نے کب کہا ہے کہ

میں نے آپ کی کوئی آواز سنی ہے“...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران بھنا کر رہ گیا۔

”اب باہر جا کر دیکھتے ہو یا میں کچن میں آ کر تمہیں دیکھوں۔ اگر میں کچن میں آیا تو تمہارا سارا ناشتہ تمہارے سر پر ڈال دوں گا تا کہ تمہارے کانوں کے ساتھ ساتھ تمہارے دماغ کی کھڑکیاں بھی کھل جائیں“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ سب کرنے کے لئے آپ کو کچن تک آنا پڑے گا صاحب۔ جب آپ کچن کی طرف آئیں تو لگے ہاتھوں باہر جا کر بھی دیکھ لینا کہ پیٹ میں مروڑ۔ میرا مطلب ہے کس کے پیٹ میں درد اٹھا ہے جو صبح صبح ہمارے فلیٹ کی گھنٹی جلانے کے لئے آ گیا ہے۔ مجھے کچھ کہنے سے پہلے آپ اسے دو چار کھری کھری سنا دینا کہ ہم نے یہ ڈور بیل اس کے باپ دادا کی کمائی سے نہیں لگوائی ہے جسے وہ جلانے پر تلا ہوا ہے“...... سلیمان نے اسی انداز میں جواب دیا اور عمران غصے سے تلملا کر رہ گیا۔

”ہونہہ۔ اسے کہتے ہیں کہ ملازموں کو ڈھیل دے دو تو وہ سر پر چڑھ کر ناچنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کمبخت نے میرے سر پر ناچنے کے ساتھ ساتھ میرے سر پر طبلے بھی بجانے شروع کر دیئے ہیں۔ مجھے جلد سے جلد اس کا کوئی نہ کوئی انتظام کرنا پڑے گا ورنہ یہ ناچ ناچ کر اور میرے سر پر طبلے بجا بجا کر مجھے سچ مچ گنجا ہی کر دے گا“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے اخبار لپیٹ

کر سامنے میز پر رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے بھنائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے وہ باہر نکلتے ہی بیل بجانے والے کا سر توڑ دے گا۔ لیکن وہ بیرونی دروازے کی طرف جانے کی بجائے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان کچن میں بیٹھا اطمینان سے ناشتہ کر رہا تھا۔ اس کے سامنے سادہ سا ناشتہ تھا۔

''یہ ناشتہ تم بعد میں بھی کر سکتے ہو۔ جاؤ دیکھو کون ہے باہر''...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''جب آپ یہاں تک آ گئے ہیں تو دو چار قدم اور اٹھا کر بیرونی دروازے پر چلے جائیں اور خود ہی دیکھ لیں کہ کون آیا ہے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تم نہیں جاؤ گے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی موڈ نہیں ہے''...... سلیمان نے اسی انداز میں جواب دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اگر تم نے اس کا جواب دے دیا تو پھر میں جا کر دروازہ کھولوں گا ورنہ تمہیں ہی جانا پڑے گا''...... عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

''چلیں ٹھیک ہے۔ بتائیں کون سا سوال ہے''...... سلیمان نے عمران کی بات فوراً مانتے ہوئے کہا۔

''پرانے زمانے کے ایک بادشاہ نے ایک قاتل کو سزائے موت

میں رعایت دیتے ہوئے ایک جیل میں بند کر دیا۔ قاتل کے ساتھ بادشاہ کے حکم پر ایک تلوار، ایک خنجر، زہر سے بھری ہوئی ایک شیشی، رسی کا بنڈل اور ایسے کئی ہتھیار رکھ دیئے گئے۔ ان سب کے علاوہ بادشاہ کے حکم پر قاتل کے ساتھ جیل میں ایک بندر کو بھی رکھا گیا۔ بادشاہ نے قاتل سے کہا کہ اس کی موت کی سزا میں کمی تو نہیں کی جا سکتی لیکن اسے یہ رعایت ضرور دی جا سکتی ہے کہ وہ ان ہتھیاروں یا کسی بھی طریقے سے اپنے ساتھ موجود بندر کو ہلاک کر دے۔ جس طریقے سے قاتل، بندر کو ہلاک کرے گا اسی طریقے سے قاتل کو بھی موت کی سزا دی جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر قاتل تلوار سے بندر کو ہلاک کرے گا تو قاتل کو بھی تلوار سے ہی ہلاک کیا جائے گا۔ اگر قاتل رسی سے پھندہ بنا کر بندر کو پھانسی دے گا تو قاتل کو بھی پھانسی کی ہی سزا ملے گی اور اگر قاتل بندر، کو زہر دے گا تو قاتل کو بھی زہر دے کر ہی ہلاک کیا جائے گا۔ قاتل کو صبح تک کا وقت دیا گیا تھا۔ دوسرے دن جب بادشاہ اپنے حواریوں کے ساتھ جیل آیا تو اس نے دیکھا تو بندر مرا پڑا تھا۔ قاتل نے بندر کو ہلاک کرنے کے لئے کوئی ہتھیار استعمال نہیں کیا تھا۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا کہ قاتل نے بندر کو کیسے مارا ہے۔ قاتل نے جب بادشاہ کو بتایا کہ اس نے بندر کو کس طرح سے ہلاک کیا ہے تو بادشاہ اس قاتل کی ذہانت سے بے حد خوش ہوا اور اس نے کہا کہ جس طریقے سے اس نے بندر کو ہلاک کیا ہے اس طریقے

سے کسی بھی انسان کو ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے فوری طور پر اس قاتل کی رہائی کا اعلان کر دیا۔ اب تمہیں یہ بتانا ہے کہ قاتل نے ایسے کون سے طریقے سے بندر کو ہلاک کیا تھا کہ کسی بھی انسان کو اس طریقے سے ہلاک کیا ہی نہیں جا سکتا ہے“...... عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

”اتنا لمبا سوال۔ بہرحال میں کنگ آف ورلڈ کچنز آرگنائزیشن کا چیف ہوں۔ آپ مجھے اتنا گیا گزرا بھی نہ سمجھیں کہ میں آپ کے اس معمولی سے سوال کا جواب نہ دے سکوں۔ یہ سوال تو میرے لئے بے حد آسان ہے“...... سلیمان نے لاپرواہی سے کہا جیسے وہ واقعی اس سوال کا جواب جانتا ہو۔

”اتنا ہی آسان ہے تو جواب بتاؤ“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”قاتل نے بندر کو اس کی دم سے پکڑ کر دیوار پر مار مار کر ہلاک کیا تھا۔ اب چونکہ انسان کی دم نہیں ہوتی اس لئے اسے اس بندر کی طرح ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے بادشاہ نے قیدی کو اس کی ذہانت پر چھوڑ دیا تھا“...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ سلیمان اس کے سوال کا جواب نہیں دے سکے گا لیکن سلیمان نے اس کے سوال کا جواب دینے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی تھی۔

”اب میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بعد میں دیکھ لیجئے گا

پہلے جا کر باہر دیکھیں کون آیا ہے“...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر کھجاتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

”آ رہا ہوں بھائی آ رہا ہوں۔ چھری تلے دم تو لے لو۔ تمہیں مرنے کی اتنی جلدی کیوں ہو رہی ہے“...... عمران نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا اور پھر بیرونی دروازے کے پاس آ کر اس نے دروازے کا لاک کھول کر ہینڈل گھماتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

”کیوں بھائی۔ کیا تمہاری انگلی کال بیل کے بٹن سے چپک گئی ہے۔ یا......“ عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا لیکن دروازہ کھولتے ہی جیسے ہی اس کی نظر باہر کھڑی ایک لڑکی پر پڑی وہ بولتے بولتے یوں رک گیا جیسے اچانک اس کے منہ کو تالا لگ گیا ہو۔

لڑکی نوعمر تھی۔ اس نے سرخ رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی اور اس کے گلے میں سفید رنگ کا ایک دوپٹہ بھی تھا جو اس پر بے حد جچ رہا تھا۔ لڑکی مقامی لگ رہی تھی لیکن اس کے نین نقش مغربی ممالک کی لڑکیوں جیسے تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور ڈارک براؤن تھیں اور اس کے سر کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو گھنگھریالے ہونے کے ساتھ ساتھ تراشیدہ تھے اور اس کے کاندھوں تک آ رہے تھے۔ اس کے کاندھے پر ایک گولڈن ہینڈ بیگ تھا جس پر اس نے ایک ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ جیسے اس میں کوئی

خاص پرندہ بند ہو اور اس نے بیگ کہ نہ پکڑا تو وہ پرندہ خود ہی ہینڈ بیگ سے نکل کر اُڑ جائے گا۔

"حد ہوتی ہے۔کوئی اتنی دیر لگاتا ہے دروازہ کھولنے میں۔ میں کب سے کھڑی گھنٹیوں پر گھنٹیاں بجا رہی ہوں اور تم ہو کہ تمہارے سر پر جوں ہی نہیں رینگ رہی تھی"...... لڑکی نے عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ غصے سے اس کے گال گلابی ہو رہے تھے۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو صدیوں سے جانتی ہو اور اس سے حد درجہ فرینک ہو۔

"جج۔ جج۔ جی۔ وہ وہ"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ اس لڑکی کی جانب نا آشنا نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"پرے ہٹو۔ میری طرف دیدے پھاڑ پھاڑ کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا پہلے کبھی کوئی لڑکی نہیں دیکھی"...... لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جج۔ جج۔ جی دیکھی ہے۔ مگر۔ وہ وہ"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"دیکھی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم ہر وقت لڑکیوں کو دیکھتے رہتے ہو کیا اور یہ مگر اور وہ وہ کیا لگا رکھی ہے۔ ہٹو آگے سے اور مجھے اندر آنے دو"...... لڑکی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور عمران غیر ارادی طور پر ایک طرف ہٹ گیا۔ لڑکی اسے راستے سے

ہٹتے دیکھ کر تیزی سے اندر داخل ہوئی اور رکے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔

"ارے ارے۔ خاتون۔ محترمہ۔ مس۔ میری بات سنیں۔ آپ اس طرح اندر کہاں گھسی جا رہی ہیں۔ میری بات سنیں"...... عمران نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دروازہ بند کئے بغیر لڑکی کے پیچھے لپکا۔ لڑکی تیز تیز چلتی ہوئی سٹنگ روم کی جانب بڑھ گئی تھی اور پھر وہ دھپ سے یوں ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی جیسے بے حد تھکی ہوئی ہو۔

"کیا ہے تم میرے پیچھے پیچھے کیوں آ رہے ہو۔ حد ہو گئی۔ جسے دیکھو میرے پیچھے یوں دُم اٹھائے چلا آتا ہے جیسے میرے علاوہ دنیا میں دیکھنے کے لئے کوئی اور لڑکی رہ ہی نہ گئی ہو"...... لڑکی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"دد۔ دد۔ دُم اٹھائے"...... عمران نے بوکھلا کر اپنی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے کہیں اس کی سچ مچ دم نہ نکل آئی ہو۔

"اور نہیں تو کیا۔ میں اس علاقے میں کیا آئی ہوں۔ ہر ایک بس مجھے ہی گھورے چلا جا رہا ہے۔ حد ہوتی ہے ہر بات کی"۔ لڑکی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ حد ہو گئی اور حد ہوتی ہے شاید اس کا تکیہ کلام تھا جسے وہ ہر دوسرے تیسرے فقرے میں استعمال کر رہی تھی۔

"معاف کیجئے گا"...... عمران نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”معاف کیا۔ جاؤ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس حاتم طائی کی خالہ سے پالا پڑا ہے“......لڑکی نے یوں ہاتھ جھٹک کر کہا جیسے وہ مکھیاں اُڑا رہی ہو۔

”حاتم طائی کی خالہ“......عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں کیوں۔تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو کیا تم حاتم طائی کو نہیں جانتے“......لڑکی نے حیران ہو کر عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے عمران کی لاعلمی پر اسے واقعی شدید حیرت ہو رہی ہو۔

”جی جانتا ہوں“......عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

”کیا جانتے ہو“......لڑکی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ حاتم طائی میرے چچا کے ماموں کا بیٹا ہے اور آپ اس کی خالہ ہیں“......عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”شٹ اپ۔ نانسنس۔کون تمہارے چچا کے ماموں اور کون سا اس کا بیٹا اور تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں اس کی خالہ ہوں۔ حد ہو گئی“......لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جج۔ جج۔ جی آپ نے کہا ہے کہ آپ حاتم طائی کی خالہ ہیں اور“......عمران نے ہکلا کر کہا۔ اسے لڑکی کی ٹائپ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ لڑکی شکل وصورت سے انتہائی معصوم دکھائی دے رہی تھی اور غصہ جیسے اس کی ناک پر دھرا ہوا تھا۔ وہ کبھی کچھ کہہ رہی تھی اور کبھی کچھ۔

”میں نے کب کہا ہے۔ جھوٹے۔ میں پرانے زمانے کے بادشاہ حاتم طائی کی بات کر رہی تھی جو انتہائی نیک اور سخاوت کا شہنشاہ تھا۔ میں تمہیں اتنی پرانی نظر آتی ہوں کیا۔ اگر میں پرانی ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ میں تمہیں بوڑھی بھی دکھائی دے رہی ہوں گی۔ بڈھی کھوسٹ۔ کیوں۔ بولو۔ جواب دو۔ اب خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ اب بولتے کیوں نہیں“......لڑکی نے نان سٹاپ بولتے ہوئے کہا اور عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی شکل دیکھنے لگا جو بس بولے ہی چلی جا رہی تھی۔

”جی آپ بولنے کا موقع دیں تو میں کچھ بولوں“......عمران نے بے چارگی سے کہا۔

”بولنے کا موقع۔ ہونہہ۔ تو تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ہی بول رہی ہوں۔تم کچھ بول ہی نہیں رہے۔ حد ہو گئی۔ میں تمہیں باتونی نظر آتی ہوں کیا“......لڑکی نے اور زیادہ غصہ دکھاتے ہوئے کہا اور عمران بے چارگی سے اپنے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا۔

”جی اب میں کیا کہوں“......عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا کہوں سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا تم بول نہیں سکتے۔ گونگے ہو گئے۔ ابھی تو اچھے بھلے تم میری ہر بات کا جواب دے رہے تھے اور اب کہہ رہے ہو کہ میں کیا کہوں اور تم مجھ سے کہہ بھی کیا سکتے ہو۔ کہنے کو تو میں آئی ہوں یہاں۔ بلکہ بہت کچھ

کہنا ہے مجھے تم سے''......لڑکی نے کہا اور عمران ہونقوں کی طرح
اس کی شکل دیکھنا شروع ہو گیا۔

''مم مم۔ میں آپ کے لئے پانی منگواؤں''......عمران نے کہا۔

''پانی۔ وہ کیوں۔ حد ہو گئی۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں یہاں پیاسی
آئی ہوں اور جب تک تم مجھے پانی نہیں پلاؤ گے میری پیاس ہی
نہیں بجھے گی۔ بولو۔ جواب دو''......لڑکی نے کہا۔

''کیا جواب دوں۔ آپ کہیں بریک لگائیں گی تو ہی میں آپ
کو کوئی جواب دوں گا۔ آپ کے بولنے کی رفتار اتنی تیز ہے کہ مجھے
یہ ڈر لگنے لگ گیا ہے کہ آپ اسی تیز رفتاری سے بولتی رہیں تو
کہیں آپ کا ایکسیڈنٹ ہی نہ ہو جائے۔ آپ کا تو شاید کچھ نہ
بگڑے لیکن جس سے آپ ٹکرائیں گی اس کے ضرور پرخچے اُڑ
جائیں گے''......عمران نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''پرخچے اُڑ جائیں گے۔ کس کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔ یہ تم
کیا مِن مِن کر رہے ہو۔ بولو منہ کھول کر بولو۔ حد ہو گئی۔ مِن مِن
کرو گے تو مجھے تمہاری باتوں کی کیا خاک سمجھ آئے گی''......لڑکی
نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور عمران اس کے سامنے دوسرے
صوفے پر یوں دھم سے گر گیا جیسے وہ اس لڑکی کی باتیں سن سن کر
تھک گیا ہو۔

''یہ کیا تم بیٹھ کیوں گئے ہو۔ اٹھو۔ فوراً اٹھو اور اٹھ کر کھڑے ہو
جاؤ۔ غضب خدا کا۔ یعنی کہ حد ہو گئی۔ میں اتنی دور سے آئی ہوں

اور تم مجھے ایک گلاس پانی بھی نہیں پلا سکتے۔ یہ ہے تمہاری مہمان
نوازی۔ ایک تو دروازہ دیر سے کھولتے ہو اور دوسرا مہمان کو ایک
گلاس پانی بھی نہیں پلا سکتے۔ حد ہی ہو گئی یہ تو''......لڑکی نے غصیلے
لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ خاموشی
سے اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

''اب پھر میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع ہو گئے
ہو۔ حد ہو گئی۔ آخر تم چاہتے کیا ہو''......لڑکی نے غصے سے چیختے
ہوئے انداز میں کہا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ آپ ایک بار میں جتنا بول سکتی ہیں بول
لیں۔ جب آپ تھک جائیں گی پھر میں آپ کو پانی بھی پلا دوں گا
اور چائے بھی اور پھر اس کے بعد ہی میں آپ سے پوچھوں گا کہ
محترمہ آپ ہیں کون اور اس طرح میرے ہی فلیٹ میں بم کے
گولے برسانے کیوں آئی ہیں''......عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

''بم کے گولے۔ اب تم مجھے توپ قسم کی چیز سمجھ رہے ہو۔ حد
ہو گئی۔ تم شکل وصورت سے تو خاصے پڑھے لکھے اور سمجھ دار نظر آ
رہے ہو مگر تمہاری باتوں سے لگتا ہے کہ تم میں عقل نام کی کوئی چیز
نہیں ہے۔ جو بھی بات کرتے ہو الٹی ہی کرتے ہو۔ جاؤ اور جا کر
میرے لئے پانی کا ایک گلاس لاؤ۔ فوراً۔ بول بول کر میرا حلق
خشک ہو گیا ہے۔ اٹھو۔ جاؤ جلدی''......لڑکی نے کہا اور عمران یوں

اٹھ کھڑا ہوا جیسے اگر اس نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر لگائی تو لڑکی اسے گولی مار دے گی۔

''سلیمان''...... عمران نے کھڑے ہوتے ہی روہانسی آواز میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

''سلیمان۔ ہونہہ۔ لگتا ہے تم واقعی نانسنس ہو۔ تمہیں مرد اور عورت میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا کیا۔ حد ہوگئی۔ میں اچھی بھلی ایک لڑکی ہوں اور تم مجھے سلیمان کہہ رہے ہو''...... لڑکی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو عمران کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے۔ عجیب تیز طرار لڑکی تھی۔ نہ کچھ سمجھتی تھی اور نہ کچھ سمجھنے کا موقع دیتی تھی۔

''میں نے اپنے ملازم کو آواز دی ہے محترمہ۔ آپ سلیمان ہوتیں تو آپ نے اب تک مجھ پر جتنے بم گرائے ہیں میں ان کے جواب میں آپ پر میزائلوں سے حملہ کر دیتا اور آپ پر اتنے میزائل برساتا کہ آپ کو اور کوئی نقصان ہوتا یا نہ ہوتا مگر آپ کے بولنے کی رفتار میں ضرور کمی آ جاتی۔ آپ اتنا بولتیں جتنا آپ کو بولنے کی ضرورت ہوتی اور آپ آتے ہی مجھ پر اس طرح چیخ چنگھاڑ کرنا نہ شروع کر دیتیں۔ مجھ سے آپ میرا نام پوچھتیں۔ اپنا تعارف کراتیں اور پھر آپ آرام سے یہاں آ کر بیٹھ جاتیں تو میں آپ کو چائے پانی بلکہ پورے ناشتے کا پوچھتا اور ناشتے میں آپ کو حلوہ پوری، سری پائے، مرغ چھولے، حلیم، نہاری اور نجانے کیا کیا لا کر دے دیتا۔ مگر آپ تو ہیں کہ بس بولے ہی چلی جا رہی

ہیں جیسے آپ بولنے کے سوا نہ کچھ کھاتی ہیں نہ پیتی ہیں اور نہ ہی کھلی ہوا میں سانس لیتی ہیں''...... اس بار عمران نے اسی کے انداز میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور لڑکی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنا شروع ہوگئی۔

''توبہ توبہ۔ حد ہوگئی۔ کتنا بولتے ہو تم''...... لڑکی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے بولنے کی بیماری ہے۔ میں نہ بولوں تو نہ مجھ سے پانی پیا جاتا ہے۔ نہ میں چائے پی سکتا ہوں اور نہ ہی میں کچھ کھایا پیا ہضم کر سکتا ہوں۔ بول بول کر جب تک میری زبان تھک نہ جائے میں رکنے کا نام نہیں لیتا اور آپ شاید نہیں جانتیں کہ پیدل چلنے والے کی ٹانگیں تو تھک جاتی ہیں لیکن بولنے والے کی زبان کبھی نہیں تھکتی۔ اگر زبان تھک جائے تو پھر انسان کے باقی اعضاء بھی لاغر اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر بولنا تو کجا آدمی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا۔ بولنے والا انسان دنیا کا ہر کام آسانی سے کر جاتا ہے جیسے میں کتنی دیر سے آپ کی بس سنے ہی جا رہا ہوں اور وہ بھی بے بہا کی۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ ہیں کون اور یہاں آپ کیوں آئی ہیں یا کس نے آپ کو بھیجا ہے اور کیوں بھیجا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور لڑکی نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

''حد ہوگئی۔ تمہاری باتیں سن سن کر تو میرے سر میں درد ہونا

شروع ہو گیا ہے“......لڑکی نے کہا۔

”اور آپ جو اتنی دیر سے بولے جا رہی ہیں کیا وہ سب سن کر میرے پیٹ میں گدگدیاں ہو رہی ہیں“......عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ہو کون اور یہاں کیا کر رہے ہو“......لڑکی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔

”یہ میرے دادا جان بلکہ پردادا جان خان جلاد خان عرف عام چنگیز خان کے دادا جبران خان کا فلیٹ ہے اور میں یہاں ان کی نانی اور دادی سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ حد ہو گئی۔ میں اپنے ہی فلیٹ میں ہوں اور آپ پوچھ رہی ہیں کہ میں کون ہوں اور یہاں کیا کر رہا ہوں“......عمران نے کہا۔

”چچ چچ۔ چنگیز خان تمہارے دادا ہیں“......لڑکی نے بری طرح سے اچھل کر کہا۔

”ہیں نہیں تھے اور وہ میرے دادا نہیں بلکہ میرے دادا کے بھی شاید دادا یا پردادا تھے“......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے ورنہ میں سمجھی تھی کہ شاید میں غلطی سے بدروحوں کے مسکن میں آ گئی ہوں“......لڑکی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بدروحوں کے مسکن میں نہیں۔ آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ شرفاء کے مسکن میں ایک بولنے والی بدروح گھس آئی ہے“......عمران نے

کہا۔

”بولنے والی بدروح۔ ارے ہائیں۔ کیا کہا آپ نے۔ کیا میں آپ کو بولنے والی بدروح دکھائی دیتی ہوں۔ آپ کی آنکھیں ہیں یا بٹن یا آپ کو کم دکھائی دیتا ہے جو آپ مجھے بدروح سمجھ رہے ہیں“......لڑکی نے ایک بار پھر طیش میں آتے ہوئے کہا۔

”دھیرج۔ دھیرج سے کام لیں محترمہ۔ ان دیواروں میں واقعی بدروحیں رہتی ہیں۔ اگر انہوں نے سن لیا کہ آپ بدروح ہیں اور وہ بھی حسین تو وہ جل بھن کر کباب ہو جائیں گے۔ وہ انتہائی بدصورت بدروحیں ہیں جو کسی بھی حسین بدروح کو برداشت نہیں کر سکتیں ہیں“......عمران نے کہا۔

”آپ پھر مجھے بدروح کہہ رہے ہیں“......لڑکی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں نے صرف بدروح نہیں آپ کو حسین بھی کہا ہے۔ حسین بدروح“......عمران نے مسکرا کر کہا۔

”اوہ ہاں۔ اچھا چھوڑیں ان باتوں کو اور یہ بتائیں کہ یہاں آپ کے ساتھ اور کون کون رہتا ہے“......لڑکی نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”کون کون کا تو پتہ نہیں۔ یہاں میں اور میرا ایک بوڑھا ملازم رہتا ہے جس کا نام جناب آغا سلیمان پاشا ہے“......عمران نے کہا۔

''آغا سلیمان پاشا۔ یہ کیسا نام ہے''......لڑکی نے کہا۔

''یہ مجھے نہیں پتا۔ میں نے اسے کبھی چکھ کر نہیں دیکھا کہ وہ کیسا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے چکھ بھی سکتی ہیں اور اسے کھا کر اپنی بھوک اور اس کا خون پی کر اپنی پیاس بھی بجھا سکتی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ احمقانہ باتیں نہ کرو۔ بلاؤ اسے۔ کہاں ہے وہ''۔ لڑکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی بہتر ابھی بلاتا ہوں''...... عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ اگر جناب کا شکم سیر ہوگیا ہو اور جناب نے دس من ناشتہ تناول فرما لیا ہو تو ذرا اپنی منحوس۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے اپنی جھریوں بھری حسین صورت لے کر یہاں آ جاؤ اور دیکھو یہاں تم سے ملنے کون آیا ہے''۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''یہ تم اپنے ملازم کو بلا رہے ہو یا اپنے مالک کو''......لڑکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''وہ میرا مالک ہی ہے مس۔ میں تو بس اس کا نام کا ہی مالک ہوں۔ وہ میرے ساتھ نہیں بلکہ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں۔ مجھے میرے کھانے پینے اور چائے پانی کا سارا بار وہی اٹھاتا ہے۔ مجھے چائے پلانے کے لئے کہاں سے اسے دودھ ادھار لانا پڑتا ہے،

کہاں سے وہ پتی چینی چوری کرتا ہے اور کس کس کی دکان سے بندے کے کپڑے اور جوتے چوری کر کے وہ مجھے پہننے کے لئے لا کر دیتا ہے۔ یہ سب تو وہی جانتا ہے۔ میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ مجھے اس کی بیس سال گیارہ ماہ، تیرہ دن دس گھنٹوں اور چھ سیکنڈ کی تنخواہیں دینی ہیں۔ جس کی وجہ سے میں اس کا لاکھوں کروڑوں کا مقروض ہو چکا ہوں۔ میں نے تو اس سے کئی بار کہا ہے کہ وہ مجھے اپنا ملازم رکھ لے اس نے جتنی میری خدمت کی ہے اس سے دو چار ون زیادہ مجھ سے اپنی خدمت کرا لے تاکہ اس کی تنخواہوں کا حساب برابر ہو جائے لیکن وہ میری ایک نہیں سنتا۔ اس لئے مجھے اس سے نہایت عزت اور تکریم سے بات کرنی پڑتی ہے۔ اب دیکھ لیں۔ اس کی جگہ مجھے اٹھ کر آپ کے لئے دروازہ کھولنا پڑا ہے۔ اسے بلانے کے لئے میں کتنی بار اسے آوازیں دے چکا ہوں لیکن وہ میری آواز سن کر یوں بن جاتا ہے جیسے اس نے کانوں میں روئی ٹھونس رکھی ہو۔ اس وقت وہ کچن میں بیٹھا حریرہ مقوی جات کا ناشتہ کر رہا ہو گا۔ مجھے صبح اس نے جو ناشتہ دیا تھا اس میں ایک چھٹانک کا پراٹھا۔ ایک ابلا ہوا انڈہ اور ایک چائے کا کپ تھا وہ بھی آدھا۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ اس فلیٹ میں کس کا حکم چلتا ہے اور کون اس فلیٹ کا مالک ہے''...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

''حد ہو گئی۔ ملازم ایسے بھی ہوتے ہیں۔ خیر کوئی بات نہیں۔

اب میں آ گئی ہوں نا۔ دیکھنا میں کیسے اسے ٹھیک کرتی ہوں۔ وہ آپ کو مالک سمجھے گا اور آئندہ وہ آپ کی ایک آواز پر نہ دوڑا آئے تو آپ میرا نام بدل دینا''......لڑکی نے کہا۔

''نام تو میں آپ کا تب بدلوں گا تا جب مجھے آپ کے اصلی نام کا پتہ ہوگا''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا میں نے آپ کو اب تک اپنا نام نہیں بتایا۔ حد ہو گئی''......لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بتایا ہے جی۔ ایک بار نہیں کئی بار بتایا ہے''......عمران نے کہا۔

''کیا بتایا ہے''......لڑکی نے اسی انداز میں پوچھا۔

''اپنا نام''......عمران نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے ابھی آپ کو اپنا نام بتایا ہی نہیں۔ خیر بتایا ہے تو بتائیں کیا نام بتایا ہے میں نے''......لڑکی نے کہا۔

''حد ہو گئی''......عمران نے کہا۔

''حد ہو گئی نہیں میں آپ سے اپنا نام پوچھ رہی ہوں''......لڑکی نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ بار بار یہی تو کہہ رہی ہیں کہ حد ہو گئی۔ میں سمجھا کہ شاید آپ کا یہی نام ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر آپ ہی بتا دیں کہ کیا نام ہے آپ کا مس حد ہو گئی صاحبہ''......عمران نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میرا نام''......لڑکی کہتے کہتے رک گئی۔

''جی جی۔ میں سن رہا ہوں۔ میرے دونوں کان کھلے ہوئے ہیں''......عمران نے کہا۔

''پہلے آپ اپنا نام بتائیں۔ پھر میں آپ کو بتاؤں گی کہ میرا کیا نام ہے''......لڑکی نے کہا۔

''لوگ مجھے ٹمبکٹو کہتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''ٹمبکٹو۔ یہ کیا نام ہوا''......لڑکی نے حیران ہو کر کہا۔

''بڑا پیارا اور صاف ستھرا نام ہے جی۔ اس میں ٹمبک بھی آتا ہے اور ٹو بھی''......عمران نے کہا۔

''اور اس نام کا مطلب کیا ہوتا ہے''......لڑکی نے پہلی بار مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا مطلب تو میرے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم ہے جی۔ آپ جو مطلب بنانا چاہیں بنا لیں۔ نہ مجھے اعتراض ہوگا اور نہ ہی میرے نام کو''......عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اس سے اچھا تو یہ ہے کہ آپ ٹمبکٹو کی جگہ اپنا نام نانسنس رکھ لیں''......لڑکی نے ہنس کر کہا۔

''اگر آپ مسز نانسنس بننا پسند کریں گی تو مجھے اس نام پر کوئی اعتراض نہیں ہے جی''......عمران نے کنواری دلہنوں کی طرح

شرماتے ہوئے کہا اور لڑکی کی مسکراہٹ غائب ہوگئی اور وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

''مسٹر۔ ہونہہ۔ کبھی شکل دیکھی ہے تم نے آئینے میں''......لڑکی نے غرا کر کہا۔

''جی ہاں۔ روز ہی دیکھتا ہوں۔ کیوں پیاری ہے نا''......عمران نے ڈھٹائی سے کہا۔

''شٹ اپ۔ میں یہاں ایسی بکواس سننے نہیں آئی ہوں''۔لڑکی نے غصے سے کہا۔

''جی جانتا ہوں۔ آپ کسی کی تب ہی سنیں گی نا جب کسی کو بولنے کا موقع دیں گی''......عمران نے مسکرا کر کہا۔ اسی لمحے سلیمان ڈکاریں لیتا ہوا اندر داخل ہوا جیسے ناشتہ کر کر کے اس کا پیٹ ضرورت سے زیادہ بھر گیا ہو۔ اس کی نظر عمران کے سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی پر پڑی تو وہ وہیں ٹھٹھک کر رک گیا۔

''لڑکی''......سلیمان نے لڑکی کو دیکھ کر حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

''یہ لڑکی نہیں۔ مس حد ہوگئی ہیں''......عمران نے کہا تو لڑکی اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''مس حد ہوگئی۔ یہ کیسا نام ہے''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیسا بھی نام ہے تمہیں اس سے کیا۔ تم اس گھر کے نوکر ہو

:......لڑکی نے سلیمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی۔ وہ۔ جی۔ جی''......سلیمان نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں کو جی جی کرنے کی بیماری ہے کیا''......لڑکی نے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''جی نہیں۔ وہ وہ''......سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''حد ہوگئی۔ جیسا مالک ویسا ملازم۔ کوئی بات نہیں۔ میں آ گئی ہوں نا اب میں تم دونوں کو ٹھیک کر لوں گی''......لڑکی نے منہ بنا کر کہا اور سلیمان ہونقوں کی طرح عمران کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا لیکن عمران اس کی جانب دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

''یہ۔ یہ کون ہیں صاحب''......سلیمان سے رہا نہ گیا تو اس نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس سے کیا پوچھتے ہو۔ مجھ سے پوچھو۔ میں خود تمہیں بتاؤں گی کہ میں کون ہوں''......لڑکی نے اسے گھور کر کہا۔ اس نے ہینڈ بیگ سے اپنا سیل فون نکال لیا تھا اور سیل فون کے نمبر پریس کر رہی تھی۔ نمبر پریس کر کے اس نے کالنگ بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے بھی لگا لیا تھا۔

''آپ بتا دیں جی کہ آپ کون ہیں''......سلیمان نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

''میں مسز عمران ہوں''...... لڑکی نے جواب دیا اور اس کا

جواب سن کر نہ صرف سلیمان بلکہ عمران بھی اچھل پڑا۔

''مسز عمران''......عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک منٹ۔ مجھے اماں بی سے بات کر لینے دو۔ میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میں تمہارے فلیٹ میں پہنچ گئی ہوں''۔لڑکی نے کہا اور اس کے منہ سے اماں بی کا سن کر عمران اس بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک صوفے پر کوئی زہریلا سانپ چڑھ آیا ہو اور اس نے عمران کو ڈس لیا ہو۔سلیمان بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جو بڑے اطمینان سے صوفے سے ٹیک لگا کر اور کان سے فون لگا کر بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ واقعی اس گھر کی مالکن ہو۔

''جی اماں بی۔ السلام وعلیکم۔ میں زرکاشہ بول رہی ہوں۔ کیسی ہیں آپ۔ جی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔ جی اماں جی۔ میں فلیٹ میں پہنچ گئی ہوں۔ عمران یہیں ہے۔ جی وہ میرے سامنے ہی بیٹھا ہے۔ جی بہتر۔ میں بات کراتی ہوں۔ ایک منٹ ہولڈ کریں''......لڑکی نے فون پر باتیں کرتے ہوئے کہا۔

عمران اور سلیمان اسے اماں بی سے اس انداز میں باتیں کرتے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑ رہے تھے۔ اس کی باتیں سن کر عمران کو اپنے دماغ میں دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اور اب وہ اس لڑکی کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ لڑکی نہ ہو بلکہ سچ مچ کی کوئی بدروح ہو جو اس کے فلیٹ میں گھس

آئی ہو۔

''میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بعد میں دیکھ لینا۔ لو پہلے اماں بی سے بات کرلو''......لڑکی جس نے فون پر اماں بی کو اپنا نام زرکاشہ بتایا تھا، سیل فون کان سے ہٹا کر عمران کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں اماں بی سے بات کروں۔ مم۔ مم۔ مگر''......عمران نے واقعی بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اماں بی سے بات کرتے ہوئے تم ہکلا کیوں رہے ہو۔ جلدی کرو۔ وہ آن لائن ہیں۔ تم ان کا غصہ جانتے ہو اگر تم نے ان سے بات نہ کی تو وہ اپنی ہارڈ جوتیاں لے کر سیدھی یہاں آ جائیں گی اور پھر جب تمہارے سر پر ان کی ہارڈ جوتیاں پڑیں گی تو تمہیں سچ مچ اپنی نانی یاد آ جائے گی۔ لو کرو بات''...... زرکاشہ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر عمران نے اس سے یوں فون جھپٹ لیا جیسے اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہوگئی تو واقعی اماں بی فلیٹ میں آ جائیں گی اور جوتیاں مار مار کر اس کا سر توڑ دیں گی۔

خاکی رنگ کا ایک ہیلی کاپٹر نہایت تیز رفتاری سے کھلے آسمان پر اُڑتا ہوا شمالی نیو جزائر سائبیرین کی پہاڑیوں کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

یہ علاقہ روسیاہ کے انتہائی شمال میں بحیرہ منجمد شمالی کے نزدیک تھا جسے بحیرہ آرکٹک بھی کہا جاتا تھا۔ یہ نو دریافت علاقے کئی جزائر پر مشتمل تھے۔ ان میں تین بڑے جزیرے تھے جنہیں نیو جزائر سائبیرین کا نام دیا گیا تھا۔ ان تینوں جزائر میں سب سے بڑا جزیرہ سٹارکا تھا۔ سٹارکا جزیرے کے چاروں اطراف بحیرہ منجمد تھا جہاں سارا سال نہ صرف برف باری ہوتی تھی بلکہ شدید سردی کے باعث سمندر بھی ٹھوس برف کی شکل میں جما رہتا تھا۔ جزیرہ سٹارکا میں ہر طرف پہاڑیاں اور میدانی علاقے پھیلے ہوئے تھے جہاں غیر آباد علاقے اور جنگل موجود تھے۔ جزیرہ سٹارکا میں شدید برف باری

ہوتی تھی اس لئے برف کی سفید چادر میں ہر چیز ڈھک جاتی تھی اور حد نگاہ برف ہی برف دکھائی دیتی تھیں۔ برف کی سفید چادر زمین کے ساتھ ساتھ درختوں اور پہاڑیوں کو بھی اپنے وجود میں چھپا لیتی تھی۔ گرمیوں کے موسم میں بھی جہاں دوسرے ممالک میں گرم مرطوب ہوائیں چلتی تھیں۔ ان دنوں میں بھی اس جزیرے پر شدید سردی رہتی تھی اور اس جزیرے کے ساتھ ساتھ اردگرد کے علاقوں میں بھی درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بھی کئی ڈگری نیچے گر جاتا تھا۔ ان تمام جزائر پر روسیاہ کا ہی قبضہ تھا۔ ان جزائر کے شمالی مغربی کنارے پر چونکہ انٹرنیشنل ڈیڈ لائن تھی جس کے بعد بحیرہ چوکچی اور آبنائے بیرنگ شروع ہو جاتا تھا جو کہ براعظم شمالی ایکریمیا کا حصہ تھا اس لئے ایکریمیا سے محفوظ رہنے کے لئے روسیاہ نے وہاں ایک بیس کیمپ بنا لیا تھا تاکہ ایکریمیا اگر ان طراف آنے کی کوشش کرے تو اسے روکا جا سکے۔

ہیلی کاپٹر میں اس وقت چار افراد سوار تھے جو فوجی وردیوں میں ملبوس تھے اور انہوں نے فر کے گرم لباسوں کے ساتھ مخصوص روسیاہی ٹوپیاں بھی پہن رکھی تھیں۔ ان میں ایک ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص جس کا چہرہ بے حد بڑا ر ٹھوڑی کسی ہتھوڑے جیسی تھی اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کا نام کرنل ۔چوف تھا۔ پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افسران کرنل راچوف ے ماتحت تھے جن میں ایک میجر راڈف تھا اور دوسرا کیپٹن

سارووف۔ کرنل راچوف کی چوڑی پیشانی تھی۔ اس کی آنکھیں نیلگوں تھیں جو چھوٹی چھوٹی تھیں مگر ان میں بے پناہ ذہانت کے ساتھ ساتھ انتہائی سفاکی، درندگی اور شیطانیت کی چمک بھی نمایاں دکھائی دیتی تھی۔

کرنل راچوف سائبیریا کے اس بیس کیمپ کا انچارج تھا اور وہ ایک خصوصی مہم پر روسیاہ سے آزاد ہونے والی ایک ریاست چاچن گیا ہوا تھا۔ اس مسلم ریاست چاچن میں اس نے ایک خفیہ گروپ کے خلاف کارروائی کی تھی جو چاچن میں موجود روسیاہ کی فورس کو نقصان پہنچا رہا تھا جو چاچنوں کے خلاف کام کرتی تھی۔ اس مخالف گروپ کا نام ہاٹ شاٹ تھا۔

کرنل راچوف بیس کیمپ کا انچارج ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ روسیاہ کی ایک انتہائی ٹاپ اور خفیہ ایجنسی کا چیف بھی تھا اس لئے چاچن مخالف گروپ کے خلاف کام کرنے کے لئے اسے خاص طور پر بیس کیمپ سے بلایا گیا تھا۔ کرنل راچوف کی خفیہ ایجنسی کا نام سی آر تھا جو اسی کے نام کا مخفف تھا۔ کرنل راچوف کی ایجنسی کے ایجنٹ پورے روسیاہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ جب کرنل راچوف کو خفیہ چاچن گروپ کے خلاف کام کرنے کے لئے کہا گیا تو کرنل راچوف نے فوری طور پر اپنے ایجنٹوں کو متحرک کر دیا جو پوری چاچن ریاست میں پھیل گئے تھے اور انہوں نے دن رات ایک کر کے چاچن مخالف گروپ ہاٹ شاٹ کے بارے میں تفصیلات اکٹھی

کیں اور جب انہیں ہاٹ شاٹ کے بارے میں تمام معلومات مل گئیں اور انہیں ہاٹ شاٹ کے خفیہ ٹھکانے کا بھی پتہ چل گیا تو انہوں نے کرنل راچوف کو اطلاع دے دی۔ اطلاع ملتے ہی کرنل راچوف تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر اپنے دو ماتحتوں کے ساتھ فوری طور پر چاچن پہنچ گیا اور پھر اس نے اپنی نگرانی میں ہاٹ شاٹ کے خفیہ ٹھکانے پر حملہ کرایا۔ وہاں موجود ہاٹ شاٹ کے ایجنٹوں نے زبردست مزاحمت کی تھی لیکن کرنل راچوف پوری سے تیاری گیا تھا اس نے مزاحمت کاروں کی ایک نہ چلنے دی اور وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے خفیہ ٹھکانے کو تباہ کر دیا گیا۔

خفیہ ٹھکانے کو تباہ کرنے سے پہلے وہاں انتہائی باریک بینی سے تلاشی لی گئی تھی اور کرنل راچوف کے کہنے پر وہاں سے چھوٹی سی چھوٹی اور غیر اہم چیز بھی نکال لی گئی تھی۔ خفیہ ٹھکانے سے ملنے والی تمام چیزیں کرنل راچوف کو دے دی گئی تھیں جنہیں وہ لے کر اب واپس بیس کیمپ کی جانب جا رہا تھا تاکہ ان تمام چیزوں کی جانچ پڑتال کرا سکے۔ کرنل راچوف کا خیال تھا کہ شاید ان چیزوں میں سے کچھ ایسی چیز یا کوئی ایسی دستاویزات مل جائیں جن سے ہاٹ شاٹ کے باقی خفیہ افراد کو بھی تلاش کیا جا سکے جو کارروائی کے وقت اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں تھے۔ یہی سوچ کر کرنل راچوف، ہاٹ شاٹ کے خفیہ ٹھکانے سے ملنے والا تمام سامان اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

ہیلی کاپٹر برفانی علاقوں سے گزرتا ہوا ایک کھلے میدان میں داخل ہو گیا تھا۔ یہ میدان بھی برف سے ڈھکی ہوئی سفید چادر کی طرح دکھائی دے رہا تھا جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ میدانی علاقہ ایک وادی کا تھا جس کے چاروں اطراف اونچے اونچے پہاڑوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ وادی میں بیس کیمپ اور اس کے ساتھ ہی ایک ایئر بیس بھی بنایا گیا تھا تاکہ اگر غلطی سے بھی کوئی ایکریمین جاسوس طیارہ بارڈر لائن کے حدود کی خلاف ورزی کرتا ہوا اس طرف آ جائے تو اسے آگے آنے سے روکنے کے ساتھ ساتھ اس کے خلاف مناسب کارروائی عمل میں لائی جا سکتے۔

سائبیریا کے اس علاقے میں بنائے گئے بیس کیمپ میں اسلحے کا ایک بہت بڑا ڈپو بھی موجود تھا جو خاص طور پر وہاں ایکریمین جارحیت کے خلاف استعمال کرنے کے لئے رکھا گیا تھا تاکہ حملے کی صورت میں روسیاہ کو ایکریمین جارحیت کے خلاف اسلحہ حاصل کرنے میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کرنل راچوف کو چونکہ اس علاقے کی لوکیشن بے حد پسند تھی اسی لئے اس نے سی آر ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بھی یہیں بنا رکھا تھا۔ وہ اسی کیمپ میں رہ کر سی آر کے ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ بہت کم افراد کو اس بات کا علم تھا کہ کرنل راچوف کی سی آر ایجنسی کا مین ہیڈ کوارٹر سائبیریا میں موجود بیس کیمپ میں ہے۔

اس بیس کیمپ کو شوگران سے تحفظ کے لئے خاص اہمیت دی جاتی تھی اس لئے اس بیس کیمپ میں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں رکھ گئی تھی۔ یہاں لکڑیوں کے تختے کاٹ کر ان کے ستون بنا کر زمین سے خاصی بلندی پر مچانوں جیسی بیرکیں بنائی گئی تھی۔ بیس کیمپ کی حفاظت کے لئے بھی وہاں خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔

بیس کیمپ کو زیادہ خطرات ایکریمین فضائیہ سے ہو سکتے تھے اس لئے ان طیاروں سے بچنے کے لئے ارد گرد کے علاقوں میں ایئر کرافٹ گنیں اور ایئر کرافٹ میزائلوں کے ساتھ ساتھ اینٹی میزائل سسٹم بھی نصب کر دیئے گئے تھے تاکہ ایکریمین فضائیہ اگر اچانک وہاں آ کر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو اس حملے سے ہر ممکنہ طریقے سے بچا جا سکے۔ شمالی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ہیوی راڈار سسٹم بھی نصب تھے جو ایکریمیا سے آنے والے طیاروں کا بھی فوراً کاشن دے دیتے تھے۔ کاشن ملتے ہی بیس کیمپ اور اس کے ساتھ ملحق ایئر بیس کو ہائی الرٹ کر دیا جاتا تھا۔

چونکہ ایکریمیا کے مسافر بردار طیارے انہی راستوں سے گزار کر روسیاہ جاتے تھے اور انہی راستوں سے گزر کر روسیاہ کی فلائٹس شمالی ایکریمیا جاتی تھیں اس لئے اس بیس کیمپ میں ہر وقت گھما گھمی کا ہی عالم رہتا تھا۔ روسیاہ سے ایکریمیا جانے والی فلائٹ پر تو زیادہ توجہ نہیں دی جاتی تھی لیکن دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والی فلائٹس جو خاص طور پر ایکریمیا سے ہو کر روسیاہ آتی تھیں ان

پر خصوصی نظر رکھی جاتی تھی اور اگر بیس کیمپ کے راڈار ان فلائٹس میں ذرا سی بھی گڑبڑ محسوس کرتے تھے تو ان کے ایئر بیس سے فائٹر طیارے اُڑ کر ایکریمین اور انٹرنیشنل فلائٹ کو اپنے گھیرے میں لے لیتے تھے اور پھر اس فلائٹ کو بیس کیمپ کے ایئر بیس پر اتار لیا جاتا تھا۔ جب تک ایئر بیس کمانڈر اور خاص طور پر کرنل راچوف مطمئن نہ ہو جاتا تھا اس پرواز کو روسیاہ میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔

ایکریمین فلائٹس کو اس بیس کیمپ میں چیکنگ کے لئے اتارا جاتا تھا تو ایکریمیا، روسیاہ سے زبردست احتجاج کرتا تھا اور روسیاہ کی اس جارحیت پر سخت نقطۂ چینی کرتا تھا لیکن روسیاہ کو جیسے کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ روسیاہ کے کئی ٹکڑے ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود بھی روسیاہ اب تک خود کو سپر پاور سمجھتا تھا اور ایکریمیا کی طرح اپنی ہٹ دھرمی اور گھمنڈ پر ڈٹا رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ روسیاہ نے آزاد ہونے والے مسلم ممالک کو تسلیم ہی نہیں کیا تھا اور روسیاہ اب بھی ان تمام ریاستوں کو روسیاہ میں ضم کرنے کا خواہاں تھا اور ان ریاستوں میں نسلی فسادات اور دوسرے جرائم کو ہوا دے کر خون خرابہ کرنے اور ان ریاستوں کو توڑنے کے لئے ہر قسم کی کارروائیوں میں ملوث رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے آزاد ہونے والی ریاستیں اب بھی ان کی ستائی ہوئی تھیں اور روسیاہ نے ان آزاد ریاستوں میں خفیہ مگر بڑے پیمانے پر تباہی پھیلا رکھی تھی اور کسی بھی طرح ان ریاستوں کو مستحکم ہونے اور ان کی معیشت کو سنبھلنے کا موقع

نہیں دیتا تھا اور بے جا ان ریاستوں پر فوجی کارروائیں کر کے انہیں اپنی دہشت میں مبتلا رکھتا تھا۔ جس میں سب سے بڑا ہاتھ کرنل راچوف اور اس کی سی آر ایجنسی کا ہی تھا۔

سی آر ایجنسی ان مسلم ریاستوں پر موت بن کر چھائی رہتی تھی اور کسی بھی طرح ان ممالک میں موجود مسلمانوں کو آزادی کا سانس نہیں لینے دیتی تھی۔ سی آر ایجنسی کو چونکہ حکومتی سرپرستی حاصل تھی اور ان آزاد ریاستوں کے پاس چونکہ فوجی قوت کے ساتھ ساتھ اسلحہ کی بھی کمی تھی اس لئے وہ اس ایجنسی کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھے اور سی آر ایجنسی اپنی طاقت اور اپنے اسلحے کے بل پر ہر وقت ان کے حواس پر چھائی رہتی تھی۔ جب تک سرحدی یا انٹرنل محافظ ان کے خلاف جوابی کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوتے اس وقت تک سی آر ایجنسی اپنا کام کر کے وہاں سے نکل جاتی تھی۔

کرنل راچوف انتہائی سخت گیر، غصیلا اور شر پسند انسان تھا۔ جو اسرائیلی یہودیوں سے کہیں زیادہ مسلمانوں سے نفرت کرتا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ ان تمام آزاد ریاستوں کے مسلمانوں کا خاتمہ کر دے اور ان ممالک پر ایک بار پھر پہلے جیسا روسیاہ کا ہولڈ ہو جائے لیکن یہ سب کرنا اس اکیلے کے لئے ممکن نہیں تھا اس لئے وہ اپنے دل کی بھڑاس اس وقت نکالتا تھا جب اس کی ایجنسی کو ان مسلم ریاستوں میں کارروائیوں کے لئے آگے لایا جاتا تھا۔ کرنل راچوف کو شک کی بنیاد پر کسی اسلامی ریاست میں پہنچ کر کسی علاقے

کے کسی ایک رہائش گاہ پر حملہ کرنا ہوتا تو وہ صرف اس رہائش گاہ کو تباہ کرنے پر اکتفا نہیں کرتا تھا بلکہ وہ ہر طرف تباہ کن انداز میں حملہ کرتا تھا تاکہ وہاں موجود مسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو اور بے شمار مسلمان ہلاک ہو جائیں۔

کرنل راچوف کی سخت گیری اور اس کے غصیلے پن کی وجہ سے اس کے ساتھی اور بیس کیمپ کے افراد بھی اس سے بے حد ڈرتے تھے۔ سب کی ہی یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ کرنل راچوف سے صرف مطلب اور ضرورت کے مطابق بات کریں اور بات کر کے جلد سے جلد اس کے سامنے سے ہٹ جائیں تاکہ کرنل راچوف کی اور کا غصہ بھی ان پر نہ نکال دے۔

اس وقت کرنل راچوف بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ اس نے چاچن کی جس خفیہ تنظیم ہاٹ شاٹ کو ختم کیا تھا اس تنظیم نے اس کی ایجنسی کے خلاف بہت کام کیا تھا اور اس کی ایجنسی کے کئی ٹاپ ایجنٹوں کو نہ صرف ہلاک کیا تھا بلکہ وہ اس کے ایجنٹوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آ جاتے تھے اور سی آر ایجنسی کو ان کے ہاتھوں شکست کھا کر کئی بار بھاگ پڑنے پر بھی مجبور ہونا پڑا تھا۔ اسلامی ریاستوں میں چاچن ہی ایسی ریاست تھی جہاں ہاٹ شاٹ کے افراد انتہائی باوسائل، تیز طرار اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھے اور کرنل راچوف کی اطلاع کے مطابق اس تنظیم شوگران سے ہی اسلحہ فراہم کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اب تک اس تنظیم

نے روسیاہ اور سی آر ایجنسی کے خلاف جو بھی اسلحہ استعمال کیا تھا وہ شوگران ساختہ ہی ثابت ہوا تھا۔

ہاٹ شاٹ شوگران سے وہ اسلحہ کیسے اور کن راستوں سے حاصل کرتا تھا اس کے بارے میں سی آر ایجنسی اب تک کچھ بھی پتہ نہیں چلا سکی تھی۔ کرنل راچوف نے ہاٹ شاٹ کے جس خفیہ ٹھکانے پر حملہ کیا تھا اس کی کوشش تھی کہ اس ٹھکانے سے ہاٹ شاٹ کا کوئی ایک شخص اس کے ہاتھ زندہ آ جائے تو وہ اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے سب کچھ اگلوا سکتا تھا اور کچھ نہیں تو اسے کم از کم اس بات کا ضرور پتہ چل سکتا تھا کہ ہاٹ شاٹ کن راستوں اور کن ذرائع سے شوگران سے اسلحہ حاصل کرتا ہے۔ لیکن ہاٹ شاٹ کے ایک ایک شخص نے ان کا بڑے بہادری اور دلیری سے مقابلہ کیا تھا اور ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جو ان کے ہاتھ زندہ آیا ہو۔ ہر ایک اس وقت تک مزاحمت کرتا رہا تھا جب تک کہ وہ سی آر ایجنسی کے ہاتھوں ہلاک نہ ہو گیا۔

کرنل راچوف کو ان تمام افراد کے ہلاک ہونے کا بے حد افسوس تھا لیکن اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ اس خفیہ ٹھکانے سے اسے جو چیزیں اور جو دستاویزات ملی ہیں۔ ان کی مدد سے وہ ہاٹ شاٹ کے بہت سے رازوں سے پردہ اٹھا سکتا ہے اور اسے اس بات کا بھی علم ہو جائے گا کہ ہاٹ شاٹ شوگران میڈ اسلحہ کیسے اور کن ذرائع سے حاصل کرتا ہے اور اس تنظیم کی پشت پناہی کون

کر رہا ہے۔

کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر پہاڑوں کے اوپر سے ہوتا ہوا اس وادی میں داخل ہو گیا جہاں بیس کیمپ تھا۔ کرنل راچوف نے بیس کیمپ میں اپنے ہیلی کاپٹر کے آنے کی ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دی تھی اور بیس کیمپ میں ایک ایسا کمپیوٹرائزڈ سسٹم بھی لگا ہوا تھا جس میں اس طرف آنے والے مخصوص ہیلی کاپٹروں اور ایئر بیس کے لڑاکا طیاروں کی ڈیٹا فیڈنگ کی گئی تھی جو راڈار سے منسلک تھے۔ راڈار ان ہیلی کاپٹر اور طیاروں کو مارک کرتے ہی ان کے ڈیٹا فوراً کمپیوٹر میں فیڈ کر دیتے تھے جس کی وجہ سے ان طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے لئے فوراً بیس کیمپ ایئر بیس کے راستے اوپن کر دیئے جاتے تھے اور ان سب کی ری چیکنگ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور نہ ہی ان طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو کہیں آنے جانے سے روکا جاتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر بیس کیمپ کے درمیان میں بنے ہوئے ایک ہیلی پیڈ پر اترتا نظر آیا۔ بیس کیمپ کے اس حصے میں کئی گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

بیس کیمپ کے گرد کوئی بارڈر لائن نہیں لگائی گئی تھی۔ وسیع و عریض وادی پر چونکہ برف کی سفید چادر پھیلی رہتی تھی اس لئے بیس کیمپ کے مسلح افراد وہاں اسکیٹنگ بھی کرتے تھے اور ان کی زیادہ تر آرمڈ گاڑیاں بھی اسکیٹ سسٹم کے تحت ہی تھیں۔ وہاں گن شپ

گاڑیاں اور اسکوٹر بھی موجود تھے جن پر ہیوی مشین گنوں کے ساتھ منی میزائل لانچر بھی لگے ہوتے تھے۔ ان گاڑیوں اور اسکوٹروں کے نیچے پہیوں کی جگہ برف پر دوڑنے والے اسکیٹرز اور گھومنے والی بیلنس لگی ہوئی تھیں جو تیزی سے ان اسکیٹرز کو برف پر پھسلاتی تھیں۔ اس کے علاوہ بیس کیمپ میں برف کے نیچے چلنے والے آئس کیپسول بھی تھے جو برف کے اندر بنی ہوئی خفیہ سرنگوں میں دوڑتے پھرتے تھے۔ ان کیپسولوں میں بیٹھ کر برف کے نیچے ہونے کے باوجود مسلح افراد باہر کا منظر آسانی سے دیکھ سکتے تھے اور ہر طرف نگاہ رکھ سکتے تھے۔ یہ کیپسول بیس کیمپ کے نیچے انڈر گراونڈ بنے ہوئے کرنل راچوف کے خفیہ ہیڈ کوارٹر میں جاتے تھے۔ کیپسولوں کے لئے سرنگوں کو انتہائی وسیع پیمانے پر بنایا گیا تھا جو نہ صرف اس وادی میں موجود تھیں بلکہ ان کیپسولوں کی سرنگیں پہاڑوں کی سرنگوں سے بھی گزر کر دوسرے علاقوں تک بھی چلی جاتی تھیں جن کی مدد سے کرنل راچوف وادی کے ارد گرد کے علاقوں پر بھی گہری نظر رکھ سکتا تھا اور ضرورت پڑنے پر بیس کیمپ اور ایئر بیس کے افراد دوسرے علاقوں سے انہی کیپسولوں میں سوار ہو کر آتے اور جاتے تھے۔

”میں ہیڈ کوارٹر میں جا رہا ہوں۔ تم دونوں سارا سامان لے کر وہاں آ جاؤ۔ دھیان رکھنا یہ سارا سامان مجھ تک پورا اور انتہائی حفاظت سے پہنچنا چاہئے۔ اس میں سے کوئی ایک چیز بھی مس نہیں

ہونی چاہئے''...... کرنل راچوف نے پیچھے بیٹھے میجر راڈف اور کیپٹن ساروف کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس کرنل۔ ہم سارا سامان حفاظت سے آپ کے پاس پہنچا دیں گے''...... میجر راڈف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کرنل راچوف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر ہیلی پیڈ پر اترا۔ کرنل راچوف دروازہ کھول کر اچھل کر ہیلی کاپٹر سے باہر نکل گیا اور ہیلی کاپٹر کے تیز چلتے ہوئے پنکھوں کی ہوا کے دباؤ سے بچنے کے لئے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر جھکے جھکے انداز میں رکے بغیر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسے ہیلی کاپٹر سے اترتے اور آگے بڑھتے دیکھ کر ہر طرف اس کے لئے ایڑیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں لیکن کرنل راچوف بے اعتنائی سے آگے بڑھتا ہوا کیمپ کے سنٹر میں موجود ایک بڑی چٹان کے پاس آ کر رک گیا۔ یہ چٹان کافی بڑی اور ٹھوس تھی جیسے کسی پہاڑ سے کاٹ کر خاص طور پر یہاں لا کر رکھ دی گئی ہو۔ کرنل راچوف نے چٹان کے پاس آتے ہی چٹان کی جڑ کے ایک مخصوص حصے میں زور سے ٹھوکر ماری تو اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چٹان کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چٹان میں ایک بڑا سا خلاء نمودار ہو گیا تھا جہاں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کرنل راچوف سیڑھیوں کی

طرف بڑھا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

سیڑھیاں اترتے ہی وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ ہال نما اس کمرے کا پھیلاؤ بہت زیادہ تھا۔ وہاں چھوٹے چھوٹے پلیٹ فارم بنے ہوئے تھے جہاں رنگ برنگے کیپسول موجود تھے۔ تین اطراف دیواروں میں گول گول سوراخ بنے ہوئے تھے جن میں سے ایسے ہی مختلف رنگوں والے کیپسول آ اور جا رہے تھے۔ وہاں مسلح افراد بھی موجود تھے۔ کرنل راچوف کو آتے دیکھ کر وہ سب بھی مستعد ہو گئے اور ہال ایڑیاں بجنے کی تیز آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔

سامنے والی دیوار میں ایک بڑا اور فولادی دروازہ دکھائی دے رہا تھا جو بند تھا۔ کرنل راچوف رکے بغیر اس طرف ہی بڑھا جا رہا تھا۔ دروازے کے پاس کوئی نہیں تھا۔ کرنل راچوف اس دروازے کے پاس پہنچ کر رک گیا۔

''جیسے ہی وہ دروازے کے پاس رکا اسی لمحے چھت سے نیلے رنگ کی روشنی کی ایک دھار سی آئی اور کرنل راچوف اس نیلی روشنی میں نہا سا گیا۔ کرنل راچوف کے جسم پر نیلی روشنی پڑتے ہی اس روشنی کا رنگ سرخ ہوا پھر بدل کر سبز ہوا اور پھر دوبارہ نیلا ہو گیا۔ تین مختلف رنگ بدلنے کے بعد جیسے ہی روشنی کی دھار کا رنگ نیلا ہوا اسی لمحے سامنے موجود دروازہ بے آواز انداز میں کسی شٹر کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔

دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی جہاں دائیں بائیں بے شمار کمروں کے دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں بھی مسلح افراد موجود تھے۔ کرنل راچوف کو دیکھ کر ان سب کی بھی ایڑیاں بجنا شروع ہوگئیں لیکن کرنل راچوف ان سب کو بھی نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا دروازے کے ساتھ ایک ہینڈ پرنٹ سکینر لگا ہوا تھا۔ کرنل راچوف نے اس ہینڈ پرنٹ کے سانچے میں اپنا دایاں ہاتھ پھیلا کر رکھا تو کمرے کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور کرنل راچوف اس کمرے میں داخل ہوگیا۔

یہ کمرہ شاندار آفس کی طرز پر سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک جہازی سائز کی میز موجود تھی جس کے عقب میں اونچی نشست والی کرسی بھی پڑی ہوئی تھی۔ کرنل راچوف جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔ کرنل راچوف آگے بڑھا اور میز کے پیچھے سے ہوتا ہوا اپنی مخصوص کرسی پر آ کر یوں دھم سے گر گیا جیسے وہ بری طرح سے تھک چکا ہو۔

ابھی اسے کرسی پر بیٹھے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ سیٹی کی آواز سن کر کرنل راچوف بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ سیٹی کی آواز اس کی میز کی نچلی دراز میں سے آ رہی تھی۔ کرنل راچوف نے سر جھٹک کر نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید اور لانگ

رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی اور اس پر سرخ رنگ کا ایک بلب بھی جل بجھ رہا تھا۔

کرنل راچوف نے ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنا بند ہوگئی اور ساتھ ہی ایک انسانی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ ہنڈرڈ ون کالنگ۔ ہنڈرڈ ون کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا جا رہا تھا۔

''یس۔ چیف آف سی آر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... کرنل راچوف نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میں پاکیشیا سے ڈولف بول رہا ہوں۔ اوور''۔ دوسری طرف سے چیف کی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پاکیشیا کا نام سن کر کرنل راچوف بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا سے۔ کیا مطلب۔ تم پاکیشیا میں کیا کر رہے ہو اور کب گئے ہو پاکیشیا۔ اوور''...... کرنل راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے ڈولف کے پاکیشیا سے بات کرنے پر واقعی حیرت ہو رہی ہو۔

''چیف۔ مجھے خصوصی طور پر سیکنڈ چیف کارف نے پاکیشیا بھیجا تھا۔ آپ چونکہ چاچن میں مصروف تھے اور آپ کی جگہ سیکنڈ چیف کارف کام کر رہے تھے اس لئے انہوں نے مجھے کال کی اور فوری طور پر پاکیشیا جانے کا حکم دیا تھا۔ اب میں سیکنڈ چیف کارف کو کافی دیر سے کال کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ شاید کہیں اور

مصروف ہیں۔ وہ میری کال اٹنڈ نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے ٹرانسمیٹر پر کال کر رہا ہوں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن تمہیں کارف نے پاکیشیا کیوں بھیجا ہے۔ کس مقصد کے لئے تم گئے ہو اور کب۔ اوور''...... کرنل راچوف نے اسی طرح سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کارف سی آر ایجنسی کا نمبر ٹو تھا۔ کرنل راچوف کی غیر موجودگی میں سی آر کے فارن ایجنٹس کو وہی ڈیل کرتا تھا اور کرنل راچوف کی ہدایات کے مطابق انہیں مختلف ممالک میں بھیجتا تھا اور انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا تھا۔ کس ملک میں کس ایجنٹ کو بطور فارن ایجنٹ تعینات کرنا ہے اس کی ذمہ داری کارف کی ہوتی تھی وہ سی آر ایجنسی کے ایجنٹوں کو سلیکٹ کر کے رپورٹ کرنل راچوف کو دے دیتا تھا اور کرنل راچوف سے ڈسکس کرنے کے بعد ہی وہ انہیں دوسرے ممالک میں بھیجتا تھا لیکن کرنل راچوف کو بخوبی یاد تھا کہ ڈولف نامی ایجنٹ جس کا کوڈ ہنڈرڈ ون ہے کے بارے میں کارف نے اس سے کوئی ڈسکس نہیں کی تھی اور نہ ہی اسے پاکیشیا کسی مشن پر بھیجنے کی بات کی تھی۔ اسی لئے کرنل راچوف حیران ہو رہا تھا کہ ڈولف پاکیشیا کیسے پہنچ گیا تھا۔

''مجھے سیکنڈ چیف نے تین روز قبل پاکیشیا جانے کا حکم دیا تھا چیف۔ انہوں نے مجھے فوری طور پر ایئر پورٹ پہنچنے کا حکم دیا تھا

جہاں ایک کاؤنٹر پر میرے کاغذات، پاسپورٹ اور دیگر سامان پہلے ہی پہنچا دیا گیا تھا۔ مجھے ایک فلائٹ میں سوار ہونا تھا۔ جس کی میرے لئے ٹکٹ بھی بک کر دی گئی تھی۔ چنانچہ میں ایئر پورٹ پہنچ گیا اور مخصوص کاؤنٹر سے مجھے ٹکٹ سمیت سارا سامان مل گیا تھا۔ میرے سامان میں ایک ہینڈ پاؤچ بھی تھا جس میں سیکنڈ چیف کارف کی طرف سے ایک پیغام تھا۔ اس پیغام میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ جس طیارے میں، میں سفر کر رہا ہوں اس طیارے کی ایک سیٹ پر ایک چاچن لڑکی بھی سفر کر رہی ہے۔ جس کا نام زرکاشہ تافندی ہے۔ مجھے سارے راستے اس لڑکی پر نظر رکھنی تھی۔ کاغذات کے مطابق لڑکی پاکیشیا جا رہی تھی۔ جس طیارے میں، میں اور زرکاشہ تافندی نامی لڑکی سفر کر رہی تھی وہ طیارہ ایکریمیا اور مختلف ممالک سے گزر کر پاکیشیا کے دارالحکومت جاتا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ زرکاشہ تافندی پاکیشیا کے دارالحکومت ہی جا رہی ہے۔ مجھے سیکنڈ چیف کی طرف سے ہدایات دی گئی تھیں کہ اس لڑکی پر مجھے نظر رکھنی ہے اور یہ چیک کرنا ہے کہ پاکیشیا میں یہ لڑکی کہاں جاتی ہے اور کس سے ملتی ہے۔ اس لڑکی سے ملنے جو بھی آئے یا یہ لڑکی جس سے بھی ملے مجھے اس کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کرنی تھیں۔ چنانچہ میں نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی نے پاکیشیا پہنچ کر ایک مقامی ہوٹل میں رہائش حاصل کی تھی۔ میں نے بھی اس ہوٹل میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ہوٹل میں لڑکی کو جو

روم الاٹ کیا گیا تھا میں نے اس کے ساتھ والا کمرہ بک کرایا تھا۔ ان دونوں کمروں کے واش روم چونکہ ایک ساتھ بنے ہوئے تھے۔ دونوں واش رومز کا ایک روشن دان کھلا ہوا تھا۔ میں نے واش روم کے روشن دان سے ایک مائیکرو چپ دوسرے واش روم میں اچھال دی تھی جو دوسرے واش روم کی چھت سے جا کر چپک گئی تھی۔ اس چپ کی مدد سے میں ایک رسیور کی مدد سے دوسرے کمرے میں ہونے والی ہلکی سے ہلکی آواز بھی نہایت آسانی سے سن سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے رسیور آن کیا اور دوسری طرف سے لڑکی کی باتیں سننے کی کوشش کرنے لگا لیکن لڑکی چونکہ طویل سفر کر کے آئی تھی اس لئے وہ کمرے میں جاتے ہی سو گئی تھی۔ مجھے اس کے ہلکے ہلکے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔ چونکہ طویل سفر سے میں بھی تھکا ہوا تھا اس لئے میں نے رسیور کے ساتھ ریکارڈر لنک کیا اور میں بھی سو گیا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے سونے کے دوران اگر لڑکی جاگ کر فون پر کسی سے بات کرے۔ کوئی اس سے ملنے آئے یا وہ کہیں جانے کا ارادہ کرے تو بعد میں مجھے ریکارڈنگ کے ذریعے اس کی ہر بات کا علم ہو جائے۔ جب میں جاگا تو میں نے رسیور چیک کیا۔ رسیور میں کمرے سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ میں فوراً کمرے سے باہر آیا تو مجھے وہاں ایک روم سروس کرنے والا دکھائی دیا اس سے پوچھنے پر مجھے معلوم ہوا کہ لڑکی کچھ دیر پہلے ہوٹل سے نکلی ہے۔ میں نے فوراً ہی واپس کمرے میں آ کر رسیور

کے ساتھ منسلک ریکارڈر چیک کرنا شروع کر دیا۔ ریکارڈر نے اس لڑکی کی ایک کال ریکارڈ کی تھی۔ لڑکی نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان دنوں چونکہ سیکرٹری خارجہ کسی بیرونی ملک کے دورے پر گئے ہوئے تھے اس لئے لڑکی سر سلطان کا ذاتی سیل نمبر معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے آفس سے سر سلطان کا نمبر ٹریس کیا اور پھر اس نے روم میں سے ہی سیل فون پر سر سلطان سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ لڑکی سر سلطان کو بتا رہی تھی کہ وہ چاچن سے خاص طور پر ان سے ملنے کے لئے آئی ہے اور اس کے پاس سر سلطان کے لئے اس کے باپ کا دیا ہوا ایک لیٹر ہے۔ وہ ہر حال میں اس لیٹر کو سر سلطان تک پہنچانا چاہتی ہے۔ لیکن چونکہ سر سلطان بیرون ملک تھے اس لئے وہ فوری طور پر لڑکی سے نہیں مل سکتے تھے۔ انہوں نے لڑکی سے کہا کہ وہ ان کا لیٹر علی عمران کو دے دے واپس آ کر وہ اس سے لیٹر لے لیں گے۔ لڑکی نے جب علی عمران کا سنا تو اس نے سر سلطان سے علی عمران کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا تو سر سلطان نے اسے بتایا کہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا خصوصی نمائندہ ہے۔ اس لئے وہ اس پر بھروسہ کر سکتی ہے اور زرکاشہ تافندی کے توسط سے اس کے باپ نے سر سلطان کو جو لیٹر بھجوایا تھا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے لئے ہی تھا اس لئے سر سلطان کا کہنا تھا کہ لیٹر اگر عمران کو دے دیا

جائے تو وہ اسے بحفاظت چیف ایکسٹو تک پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ
زرکاشہ نے سر سلطان کے کہنے پر اپنے باپ کا لیٹر علی عمران کو دینے
کا فیصلہ کر لیا جس کا سر سلطان نے اسے ایڈریس بھی بتا دیا تھا۔
اوور"۔ دوسری طرف سے ڈولف نے کرنل راچوف کو پوری تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"چاچن لڑکی اپنے باپ کا کوئی خط پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
چیف کے لئے لے گئی ہے۔ مگر کیوں۔ کیا ہے اس لیٹر میں اور اس
لڑکی زرکاشہ تافندی کے بارے میں کارف نے تمہیں کیا بتایا تھا۔
کون ہے وہ لڑکی اور اس کے باپ کا کیا نام ہے۔ اوور"...... کرنل
راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سیکنڈ چیف نے اس لڑکی اور اس کے باپ کے بارے میں
مجھے کوئی تفصیل نہیں بتائی تھی چیف۔ انہوں نے مجھے فوراً ایئر پورٹ
پہنچنے کی ہدایات دی تھیں اور پاؤچ میں میرے لئے انہوں نے جو
لیٹر رکھا تھا اس میں اس لڑکی کی نگرانی کرنے کے سوا کچھ نہیں کہا
گیا تھا۔ اوور"...... ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ بہرحال تم نے لڑکی اور سر سلطان کی فون پر
ہونے والی باتیں سنی ہیں۔ کیا لڑکی نے سر سلطان کو اپنے باپ کے
بارے میں نہیں بتایا اور کیا اس نے سر سلطان کو اس لیٹر کے بارے
میں کچھ نہیں کہا کہ اس لیٹر میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف
ایکسٹو کو کیا پیغام دیا گیا تھا۔ اوور"...... کرنل راچوف نے غصے اور

پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"چیف۔ لڑکی نے سر سلطان کو چاچن کے کسی پروفیسر تافندی کا
حوالہ دیا تھا اور جب اس نے سر سلطان کو اپنا نام بتایا تو سر سلطان
سمجھ گئے تھے کہ لڑکی کس پروفیسر تافندی کی بات کر رہی ہے۔ ان
کی باتوں سے مجھے صرف اتنا کنفرم ہوا ہے کہ چاچن پروفیسر تافندی
سر سلطان کے دور کے رشتہ داروں میں سے ایک ہیں اور زرکاشہ
اسی پروفیسر تافندی کی بیٹی ہے جسے سر سلطان اپنی بھانجی کہہ رہے
تھے اور خط کے حوالے سے اس نے سر سلطان کو کچھ نہیں بتایا ہے
کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق خط سیلڈ ہے جو صرف پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے لئے ہے۔ اوور"...... ڈولف
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور علی عمران۔ یہ کون ہے جسے سر سلطان نے ایکسٹو کے
نمائندہ خصوصی کا خطاب دیا ہے۔ اوور"...... کرنل راچوف نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا تو دوسری طرف سے ڈولف عمران کے
بارے میں بتانے لگا۔

"اوہ۔ گاڈ۔ یہ تو وہی علی عمران ہے جو دیکھنے میں انتہائی معصوم
اور احمق دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں وہ نہایت شاطر اور ذہین
ترین انسان ہے جس سے دنیا بھر کی ایجنسیاں اور ایجنٹ لرزہ
براندام رہتے ہیں۔ اوور"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں اسی علی عمران کی بات کر رہا ہوں۔ زرکاشہ

تافندی اسی علی عمران سے ملنے اس کے فلیٹ میں گئی ہے۔ اوور''...... ڈولف نے جواب دیا۔

''تمہیں عمران کے فلیٹ کا ایڈریس معلوم ہے۔ اوور''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں اس وقت عمران کے فلیٹ کے پاس ہی موجود ہوں۔ سر سلطان نے زرکاشہ تافندی کو ایڈریس بتایا تھا اور زرکاشہ ہوٹل سے جا چکی تھی اس لئے میں فوری طور پر وہاں پہنچ گیا تھا اور اب میں اس فلیٹ کے سامنے ایک بلائنڈ شیشوں والی کار میں موجود ہوں اور یہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اوور''۔ ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ تم ایک کام کرو۔ اوور''...... کرنل راچوف نے کہا اور پھر وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔

''یس چیف۔ حکم۔ اوور''...... ڈولف نے کہا۔

''تم کسی بھی طرح سے علی عمران کے فلیٹ میں گھس جاؤ۔ فلیٹ میں جا کر تمہیں چاہے علی عمران کو قتل بھی کرنا پڑے تو کر دو۔ اگر لڑکی نے اپنے باپ کا خط عمران کو دے دیا ہے تو اس سے خط حاصل کرو اور اگر خط ابھی تک لڑکی کے پاس ہے تو لڑکی کو اغوا کر کے وہاں سے نکل جاؤ اور اس سے خط حاصل کر کے اس سے پوچھ گچھ کرو۔ تب تک میں کارف سے بات کرتا ہوں اور اس سے لڑکی اور اس کے باپ کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ اس نے تمہیں ایسے

ہی لڑکی کے پیچھے پاکیشیا نہیں بھیجا ہو گا اور اس خط میں بھی ضرور کوئی اہم بات ہے جو پروفیسر تافندی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بتانا چاہتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ خط ایکسٹو تک پہنچے اسے فوراً حاصل کرو اور مجھ تک پہنچانے کا انتظام کرو۔ ہری اپ۔ میں اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ اوور''...... کرنل راچوف نے تیز تیز بولتے ہوئے ڈولف کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے اسی لئے آپ کو کال کی تھی تاکہ میں ہدایات لے سکوں کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔ اوور''...... ڈولف نے کہا۔

''کیا تم یہاں تیاری سے آئے ہو۔ میرا مطلب ہے اسلحہ ہے تمہارے پاس۔ اوور''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ پاکیشیا میں ایک کرائم گروپ سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں جن کی میں نے روسیاہ میں بہت مدد کی تھی۔ میں نے پاکیشیا روانہ ہونے سے پہلے انہیں اپنی آمد کے بارے میں انفارم کر دیا تھا انہوں نے مجھے ہر قسم کی تعاون کی یقین دہانی دلائی ہے۔ مجھے چونکہ زرکاشہ تافندی کی نگرانی کرنی تھی اس لئے میں ان کے پاس نہیں گیا تھا۔ اب انہیں ایک کال کروں گا تو وہ اپنے آدمیوں اور اسلحے سمیت یہاں دوڑا چلا آئے گا۔ میں روسیاہ سے خفیہ طور پر اپنا سامان لانے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔ اس سامان

میں کچھ ایسی چیزیں بھی موجود ہیں جن کی مدد سے میں عمران کے فلیٹ پر اکیلا بھی حملہ کر سکتا ہوں۔ عمران کو ہلاک کر کے میں خط اور لڑکی کو کرائم گروپ کے لیڈر کی مدد سے کسی ایسی جگہ لے جاؤں گا جہاں میں اطمینان سے بیٹھ کر اس لڑکی سے پوچھ گچھ کر سکوں۔ اوور“...... ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ بہرحال تم نے جو کرنا ہے جلدی کرو۔ لڑکی کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہتا لیکن خط مجھ تک ہر حال میں پہنچنا چاہئے۔ اوور“...... کرنل راچوف نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ کسی طرح لڑکی کو بھی واپس لایا جا سکے۔ اگر لڑکی آ گئی تو اس سے خط کے حوالے سے آپ خود بھی پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔ اوور“۔ ڈولف نے کہا۔

”او کے۔ تم اپنا کام کرو اور خط ملتے ہی مجھے انفارم کرو۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور“...... کرنل راچوف نے کہا۔

”یس چیف۔ میں دو گھنٹوں تک تمام انتظام کرتے ہی آپ کو کال کرتا ہوں۔ اوور“...... ڈولف نے کہا اور کرنل راچوف نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اوور آل اینڈ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

”کیا ہو سکتا ہے اس خط میں جسے لڑکی خاص طور پر چیف

یلسٹو کو دینے کے لئے پاکیشیا گئی ہے اور یہ پروفیسر تافندی آخر ہے کون جسے کارف اتنی اہمیت دے رہا ہے اور مجھے بتائے بغیر اس نے ہنڈرڈ ون کو لڑکی کے پیچھے پاکیشیا بھیج دیا ہے“...... کرنل راچوف نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔

”یس“...... کرنل راچوف نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”میجر راڈف بول رہا ہوں جناب“...... دوسری طرف سے میجر راڈف کی آواز سنائی دی۔

”بولو۔ کیوں کال کی ہے“...... کرنل راچوف نے اسی انداز میں کہا۔

”میں نے اور کیپٹن ساروف نے سارا سامان نیچے ہیڈ کوارٹر کے مین روم میں رکھوا دیا ہے جناب۔ اسی کے بارے میں آپ کو اطلاع دینے کے لئے کال کی ہے“...... میجر راڈف نے کرنل راچوف کی غراہٹ بھری آواز سن کر قدرے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں خود اسے چیک کر لوں گا۔ اور ہاں کرنل کارف کہاں ہے“...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

”وہ اپنے روم میں ہیں جناب۔ جب میں اور میجر ساروف سامان رکھنے مین روم کی طرف جا رہے تھے تو میں نے کرنل

صاحب کو اپنے مخصوص کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا"...... میجر ساروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں دیکھتا ہوں"...... کرنل راچوف نے کہا اور اس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر فون منقطع کیا۔ دوسری بار جب اس نے کریڈل دبایا تو فون کی ٹون آنے لگی۔ کرنل راچوف تیز تیز انداز میں فون کے بٹن پریس کرنے لگا۔

"لیس۔ کرنل کارف ہیئر"...... دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

"کرنل راچوف سپیکنگ"...... کرنل راچوف نے اس سے بھی کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ لیس چیف۔ میں آپ کے پاس ہی آ رہا تھا۔ مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آ جائیں۔ میں آپ کا ہی انتظار کر رہا ہوں"۔ کرنل راچوف نے کہا۔

"لیس چیف۔ میں بس دس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"...... کرنل کارف نے کہا تو کرنل راچوف نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کرنل کارف کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

پروفیسر تافندی اور اس کی بیٹی زرکاشہ کے بارے میں کرنل

کارف ہی جانتا تھا کہ وہ کون ہیں اور اس نے زرکاشہ نامی لڑکی کے پیچھے اپنے خاص ایجنٹ کو پاکیشیا کیوں بھیجا تھا۔ اس کے علاوہ کرنل کارف نے اس ایجنٹ کو بھیجنے سے پہلے کرنل راچوف سے مشورہ یا اس سلسلے میں کوئی بات کیوں نہیں کی تھی۔

کرنل کارف چونکہ بیس کیمپ کا دوسرا کمانڈر انچارج تھا اور وہ کرنل راچوف کے رینک کا تھا اس لئے دونوں ایک دوسرے کا احترام بھی کرتے تھے لیکن چونکہ کرنل راچوف بیس کیمپ اور سی آر ایجنسی کا چیف تھا اس لئے دوسرے تمام افراد کی طرح کرنل کارف بھی دوسروں کی طرف اسے فوقیت دیتا تھا اور اپنا ہم منصب ہونے کے باوجود اسے چیف ہی کہتا تھا۔ اس کا رینک چونکہ کرنل کا تھا اس لئے کرنل راچوف نے اسے بیس کیمپ اور سی آر ایجنسی کا سیکنڈ چیف بنا دیا تھا۔ بیس کیمپ اور سی آر ایجنسی کے تمام افراد کرنل کارف کی بھی اتنی ہی تعظیم کرتے تھے جتنی کہ وہ کرنل راچوف کی کرتے تھے۔

عمران سہمی ہوئی نظروں سے کبھی زرکاشہ کی جانب کبھی اس کے ہاتھ میں موجود سیل فون کی جانب اور کبھی ترحم بھری نظروں سے سلیمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اماں بی سے کیا بات کرے۔

زرکاشہ نے جس طرح سے اماں بی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ مسز عمران ہے یہ سن کر عمران کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں سی بجنا شروع ہوگئی تھیں۔

”کیا سوچ رہے ہو۔ اماں بی لائن پر ہیں۔ کتنا انتظار کراؤ گے انہیں۔ کرو ان سے بات“...... زرکاشہ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”وہ میں میں“...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کیا بھیڑ بکریوں کی طرح منمنا رہے ہو۔ بات کرو نہیں تو میں

ں بی سے کہہ دیتی ہوں کہ تم ان سے بات نہیں کرنا چاہتے“...... زرکاشہ نے اسے دھمکی دینے والے انداز میں کہا اور عمران نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے اس سے سیل فون جھپٹ لیا۔ عمران کو اس طرح فون جھپٹتے دیکھ کر زرکاشہ کے ہونٹوں پر ایک شرارت بھری مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”السلام وعلیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ اماں بی۔ آپ کیسی ہیں“۔ عمران نے سیل فون کان سے لگا کر بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو زرکاشہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ سیل فون خاموش تھا س میں سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

”مم مم۔ میں آپ کا فرزندِ ارجمند دخترِ نامعلوم، مسز عمران کا مسٹر عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے اسی انداز میں کہا لیکن سیل فون سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ عمران نے حیران ہو کر سیل فون کان سے ہٹایا اور پھر وہ سیل فون کا ڈسپلے دیکھ کر بھنا کر رہ گیا۔ سیل فون آن ضرور تھا لیکن اس پر کوئی کال نہیں ملائی گئی تھی۔ زرکاشہ نے اماں بی سے جو باتیں کی تھیں وہ محض اس کی اداکاری تھی اس نے نہ تو اماں بی کو کال کی تھی اور نہ ہی اس کی اماں بی سے بات ہوئی تھی حالانکہ فون پر اماں بی سے اس کے بات کرنے ا انداز اس قدر نیچرل تھا کہ عمران جیسا انسان بھی دھوکا کھا گیا تھا ر وہ یہی سمجھا تھا کہ زرکاشہ واقعی اماں بی سے بات کر رہی ہے۔ ب عمران کو زرکاشہ کی شرارت سمجھ میں آ گئی تھی۔ اس نے واقعی

اسے خوب احمق بنانے کی کوشش کی تھی۔

''میرا خیال ہے۔ اماں بی سے رابطہ منقطع ہوگیا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں۔ میں ان سے پھر بات کرلوں گا۔ پہلے میں اپنی مسز سے تو بات کرلوں جو بغیر کسی بارات، بغیر کسی بینڈ باجے، بغیر کسی ڈولی میں بیٹھے اور میرے دولہا بنے بگھی میں سسرال جائے بغیر خود ہی چل کر میرے فلیٹ میں آ گئی ہے''...... عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

''کون سی مسز۔ کیسی مسز۔ میں تو مذاق کر رہی تھی۔ دیکھا آج میں نے دنیا کو احمق بنانے والے انسان کو سچ میں احمق بنا ہی دیا ہے نا۔ آ گئے نا تم میرے جھانسے میں''...... زرکاشہ نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سلیمان بری طرح سے اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی جانب دیکھنے لگا جیسے اسے واقعی لڑکی کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

''احمق بننے اور جھانسے میں آنے کی وجہ سے اگر میں گھر بیٹھے کسی مسز کا مسٹر بن سکتا ہوں تو میرے لئے اس سے اچھی اور کون سی بات ہوسکتی ہے۔ دلہن بھی ایسی جو سو کیا ایک ہزار چراغ لے کر بھی ڈھونڈو تو نہیں ملے گی۔ میں تو کہتا ہوں کہ بغیر بارات اور بغیر نکاح کے میں دولہا تو بن ہی گیا ہوں۔ کیوں نہ ہم کل دعوت ولیمہ کا بھی اہتمام کرلیں۔ ولیمے میں ہی کسی قاضی کو بلا کر دنیا داری رکھنے کے لئے

چھوٹا موٹا نکاح بھی کر لیں گے''...... عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

''بکواس نہ کرو۔ میں یہاں تم سے نکاح کرنے کے لئے نہیں آئی ہوں''...... زرکاشہ نے عمران کا انداز دیکھ کر گھبرا کر کہا۔

''لو کرلو بات۔ مسز بنتے وقت تو تم شرمائی بھی نہیں تھی اور اب نکاح کرنے سے ڈر رہی ہو۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ چاچن میں بسنے والے مسلمان دنیا کے تمام مسلمانوں کی طرح نکاح کرتے ہیں اور چھوہارے بٹنے کے بعد ہی مسٹر اینڈ مسز کا درجہ حاصل کرتے ہیں اور پروفیسر تافندی صاحب بھی ایک نیک اور انتہائی صالح انسان ہیں وہ بھلا اپنی اکلوتی بیٹی کو بغیر نکاح کرائے کسی کی منکوحہ کیسے بنا سکتے ہیں''...... عمران نے زرکاشہ کے انداز میں رکے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور زرکاشہ، عمران کے منہ سے اپنے باپ کا نام سن کر بری طرح سے اچھل پڑی اور یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی جانب دیکھنا شروع ہوگئی جیسے اسے عمران کے سر پر سینگ نکلے ہوئے دکھائی دے گئے ہوں۔

''تت تت۔ تم۔ تم کیسے جانتے ہو کہ میں سر تافندی کی بیٹی ہوں''...... زرکاشہ نے چند لمحے عمران کو حیرت سے دیکھنے کے بعد اٹک اٹک کر پوچھا۔

''رات کو نیند میں سر تافندی کی نانی کی روح آئی تھی میرے

خواب میں۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ سر تافندی ان دنوں خاصے علیل ہیں اور ان کی ایک معصوم اور پیاری سی بیٹی ہے جس کا نام زرکاشہ ہے وہ بہت جلد زوجۂ عمران بن کر یہاں آنے والی ہے اس لئے میں جلد سے جلد اس سے نکاح کر لوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آ۔ آپ۔ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں نا''...... زرکاشہ کے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''مذاق عام حالات میں کیا جاتا ہے۔ نکاح کے وقت یہ کام دولہا اور دلہن کے باراتی کرتے ہیں اور دولہا اور دلہن تو گھبرائے گھبرائے سے رہتے ہیں۔ کیا آپ کو میرے چہرے پر گھبراہٹ دکھائی نہیں دے رہی ہے''......عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ میں نے آپ سے وہ سب مذاق میں کہا تھا۔

مجھے دراصل آپ کی طبیعت کا پتہ تھا کہ آپ انتہائی مزاحیہ طبیعت کے مالک ہیں اور آپ کے سامنے کوئی بھی آ جائے آپ ہنسی مذاق سے اس کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ تو میں نے سوچا کہ اس بار میں آپ کا ہی کیوں نہ ناطقہ بند کر دوں اس لئے میں نے آپ سے تھوڑا سا مذاق کر لیا ہے۔ اگر آپ کو میری باتیں بری لگی ہیں تو میں اس کے لئے آپ سے معذرت چاہتی ہوں''۔ زرکاشہ نے پشیمانی سے کہا۔

''اب معذرت اور افسوس کرنے سے کچھ نہیں ہو گا مسز عمران، آپ نے خود کو میری مسز کہا ہے اور میری تو برسوں سے دلی خواہش تھی کہ نجانے وہ دن کب آئے گا جب کوئی میری مسز بن کر میرے فلیٹ کو رونق بخشے گی۔

آپ نے مذاق میں کہا ہو گا مگر میں نے آپ کی باتوں کو سنجیدگی سے قبول کر لیا ہے۔ اس لئے آپ آج سے بلکہ ابھی سے میری مسز ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی سلیمان کو بھیج کر کسی نکاح خواں کو یہاں بلا لیتا ہوں۔ بس دس پندرہ منٹ میں نکاح کی رسم پوری ہو جائے گی پھر آپ شرعی اور قانونی طور پر بھی میری مسز بن جائیں گی''......عمران نے سنجیدگی سے کہا اور زرکاشہ بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران اس کے مذاق کا خوب بدلہ لے رہا تھا۔

''آ۔آ۔آپ شاید پاگل ہو گئے ہیں''......زرکاشہ نے کہا۔

''جی ہاں۔ بجا فرمایا آپ نے۔ آپ کا حسن اور حسن ذوق دیکھ کر میں سچ مچ پاگل ہو گیا ہوں۔ جاؤ۔ سلیمان جلدی جاؤ اس سے پہلے کہ مس زرکاشہ کے سامنے میرے پاگل پن کی ساری حقیقت کھل جائے۔ دوڑ کر جاؤ اور قریبی مسجد سے کسی مولانا اور دو چار گواہان کو پکڑ لاؤ۔ اور ہاں آتے ہوئے اپنے کسی دکاندار سے من دو من چھوہارے بھی لیتے آنا''......عمران نے کہا۔

''جی صاحب''......سلیمان نے بڑی سعادتمندی سے کہا تو لڑکی

کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

''ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ رک جاؤ''...... سلیمان کو مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر زرکاشہ نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان رک گیا اور استفہامیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔

''جانے دیں۔ کیوں روک رہی ہیں اسے۔ اس کے آنے تک ہم دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر مستقبل کی پلاننگ کر لیتے ہیں''...... عمران نے زیرِلب مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس بس۔ بہت ہوا مذاق۔ مجھے آپ کے پاس سر سلطان نے بھیجا ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں بے حد طویل سفر کر کے آئی ہوں اور مجھے ابھی طویل سفر کر کے واپس بھی جانا ہے۔ میری آج کی ہی فلائٹ ہے۔ اگر دیر ہوگئی تو میری فلائٹ مس ہو جائے گی اور میں نہیں چاہتی کہ میری فلائٹ مس ہو''۔ زرکاشہ نے ایک بار پھر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''تو پھر دیں وہ خط جو آپ کے ڈیڈی نے خاص طور پر چیف کے لئے بھیجا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو زرکاشہ ایک بار پھر چونک کر اس کی جانب دیکھنا شروع ہوگئی۔

''خط۔ آپ کو خط کے بارے میں بھی پتہ ہے''...... زرکاشہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کے آنے سے قبل سر سلطان کی مجھے کال آئی

تھی اور انہوں نے مجھے آپ کی آمد اور آپ کی آمد کے مقصد کے بارے میں بتا دیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو زرکاشہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... زرکاشہ نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے ہینڈ بیگ کے خفیہ خانے سے نیلے رنگ کا ایک سیلڈ لفافہ نکالا اور عمران کی جانب بڑھا دیا۔

''ایکسٹو کے لئے ڈیڈی نے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ لفافہ کھولنے سے پہلے اسے سی آر سی میں چیک ضرور کر لیں۔ سی آر سی سے چیک کرنے کے بعد ہی لفافے کو کھولنا ہے ورنہ نہیں''...... زرکاشہ نے کہا۔

''سی آر سی۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں موجود لفافہ قدرے پھولا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس لفافے میں اسفنج ہو یا پھر کوئی لیکوئڈ سا بھرا ہوا ہو۔ لفافے کی دونوں سائیڈوں پر کوئی تحریر موجود نہیں تھی۔ نہ اس پر کسی کا نام لکھا ہوا تھا اور نہ ہی کوئی پتہ۔ اسی لمحے عمران کی نظر خط کے ایک کارنر پر بنے ہوئے ایک سرخ رنگ کے دائرے پر پڑی تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔ جیسے عمران سمجھ گیا ہو کہ خط کھولنے سے پہلے اسے سی آر سی سے چیک کرنے کا کیوں کہا گیا ہے۔

''مجھے تو سر سلطان سے آپ کے بارے میں علم ہوا ہے اور سر

سلطان نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ ان کے چاچن میں رہنے
والی ایک عزیز کی بیٹی اور ان کی بھانجی ہیں لیکن آپ کو میرے
بارے میں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئی تھیں کہ میری ایک عدد
اماں بی بھی ہے اور انہیں مجھ پر جب حد سے زیادہ پیار آتا ہے تو
وہ میرے سر پر جوتیوں کی برسات کر دیتی ہیں''......عمران نے اس
سے لفافہ لیتے ہوئے پوچھا۔

''کچھ باتیں آپ کے انکل سر سلطان نے ہی بتا دی تھیں۔
ڈیڈی نے چونکہ یہ خط ہر حال میں مجھے انکل کو دینے کے لئے کہا
تھا لیکن انکل بیرون ملک گئے ہوئے تھے اور انہوں نے مجھے یہ خط
آپ کو دینے کے لئے کہہ دیا تھا۔ گو کہ مجھے یقین تھا کہ انکل مجھے
کسی ایسے شخص کے پاس نہیں بھیجیں گے جو ناقابلِ اعتبار ہو۔ لیکن
اس کے باوجود میں نے آپ کے بارے میں انکوائری کرا لینا
ضروری سمجھا تھا۔

میں نے ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے رابطہ کیا تھا جہاں میری
ایک فرینڈ ایگزیکٹو ممبر کے طور پر کام کرتی ہے۔ جب میں نے اس
سے آپ کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپ کا سارا کچا چٹھا
کھول کر میرے سامنے رکھ دیا۔ آپ کے بارے میں یہ سب جان
کر میں حیرت زدہ رہ گئی تھی کہ آپ جیسا مرنجان مرنج قسم کا انسان
اس قدر خطرناک اور تیز ترین ایجنٹ ہوسکتا ہے۔ پھر میں نے آپ
سے ملنے اور آپ سے یہ سب شرارت کرنے کا سوچ لیا''......

زرکاشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حد ہوگئی۔ میری پرسنل لائف کی باتیں بھی ورلڈ کراس
آرگنائزیشن کو معلوم ہیں''......عمران نے جھلا کر کہا۔

''جی ہاں۔ اس آرگنائزیشن میں دنیا کے تمام بین الاقوامی
مجرموں، ایجنٹوں اور ٹاپ کلاس افراد کی انفارمیشن ہوتی ہیں اور یہ
ادارہ ان تمام افراد کی چھوٹی چھوٹی اور عام باتوں کو بھی اپنے ریکارڈ
کا حصہ بناتا ہے''......زرکاشہ نے کہا۔

''تب تو آپ کی سہیلی نے میرے کنوارے ہونے کا بھی آپ
کو بتا دیا ہوگا''......عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ عورت بیزار قسم کے
انسان ہیں۔ باکردار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ عورتوں کو دیکھ کر
یوں بھاگتے ہیں جیسے آپ کو یہ ڈر ہو کہ کوئی عورت چڑیل بن کر
آپ سے چمٹ ہی نہ جائے''......زرکاشہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آج تک میرا جن عورتوں سے واسطہ پڑا ہے وہ واقعی آپ
کے سامنے چڑیل ہی لگتی ہیں۔ مگر آپ کو دیکھ کر نہ مجھے ڈر لگ رہا
ہے اور نہ ہی میرا کہیں بھاگنے کو دل چاہ رہا ہے''......عمران نے
خالصتاً عاشقانہ لہجے میں کہا تو زرکاشہ کے چہرے پر ایک بار پھر
بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

''پلیز عمران بھائی۔ اب مذاق بس کریں''...... زرکاشہ نے کہا
اور بھائی کا سن کر عمران یوں سمٹتا چلا گیا جیسے بھرے ہوئے غبارے

سے ہوا نکل گئی ہو۔

''لگتا ہے اس دنیا میں صرف میری مائیں اور بہنیں ہی پیدا ہوئی ہیں''...... عمران نے مرے مرے سے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر زرکاشہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''یہ تو آپ کی خوش قسمتی ہے عمران بھائی کہ آپ کی اس دنیا میں اتنی ساری مائیں اور اتنی زیادہ بہنیں ہیں''...... زرکاشہ نے کہا۔

''آپ کی فلائٹ کا وقت نہیں ہو رہا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کا بنا ہوا منہ دیکھ کر زرکاشہ پھر کھلکھلا اٹھی۔

''جی ہاں۔ میں بس جا ہی رہی ہوں''...... زرکاشہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہوں۔ اگر آپ نے چائے ناشتہ کرنا ہو تو سلیمان سے کہہ دیں۔ یہ آپ کو بلا معاوضہ چائے بھی پلا دے گا اور ناشتہ بھی کرا دے گا''...... عمران نے کہا۔

''نو تھینکس۔ میں ہوٹل سے چائے پی کر اور ناشتہ کر کے آئی تھی''...... زرکاشہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سلیمان انہیں عزت سے دروازے تک چھوڑ آؤ''...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا اور زرکاشہ ہنستی ہوئی مڑی اور اسے ٹاٹا کرتی ہوئی بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اچانک وہ لڑکھڑائی اور پھر لہراتی ہوئی یوں گرتی چلی گئی جیسے اچانک اس کا جسم بے جان ہو گیا ہو۔ اس کے

تھ سلیمان بھی لہراتا ہوا گر گیا تھا۔

ان دونوں کو اس طرح گرتے دیکھ کر عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ٹھیک اسی لمحے اس کی ناک سے تیز بو کا بھبکا سا ٹکرایا۔ عمران نے سانس روکنا چاہا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ بو اس کے دماغ تک پہنچ چکی تھی۔ دوسرے لمحے عمران کو اپنے دماغ میں اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ سے اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل دوسرے لمحے وہ بے دم ہو کر اسی صوفے پر گرتا چلا گیا جس سے وہ اٹھا تھا۔

انہیں بے ہوش ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں کے بعد ایک لمبا تڑنگا آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل تھا۔ اندر آتے ہی اس کی نظر زمین پر گری ہوئی لڑکی اور ایک ملازم ٹائپ شخص پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ پھر اس نے صوفے پر پڑے ہوئے نوجوان کو دیکھا تو اس نے پرخیال انداز میں سر ہلا دیا۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے زرکاشہ پھر سلیمان اور آخر میں عمران کی نبضیں چیک کیں تو اس کے چہرے پر سکون سا آ گیا۔ وہ تینوں بے ہوش تھے۔ نوجوان نے سب سے پہلے لڑکی کے قریب گرا ہوا اس کا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں موجود چیزیں نکال نکال کر باہر پھینکنے لگا۔ اس بیگ سے اسے اپنے

مطلب کی کوئی چیز نہیں ملی تھی اس لئے اس نے غصے سے بیگ وہیں پھینکا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نظریں صوفے پر پڑے ہوئے عمران کے قریب پڑے نیلے رنگ کے ایک لفافے پر پڑیں۔ لفافہ دیکھتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ تیزی سے عمران کی جانب لپکا اور اس نے لفافہ اٹھا لیا۔ لفافہ سیلڈ تھا۔ لفافہ دونوں طرف سے صاف تھا اس پر کوئی نام اور کوئی پتہ نہیں لکھا ہوا تھا۔

"اب کیا کروں۔ اس لفافے پر تو نہ کوئی نام ہے اور نہ کوئی پتہ۔ کیسے پتہ چلے گا کہ یہی وہ لفافہ ہے جس میں ایکسٹو کے لئے پیغام ہے"......نوجوان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سر جھٹک کر ایک سائیڈ سے لفافہ چاک کیا۔ جیسے ہی اس نے لفافہ چاک کیا اچانک ایک زور دار دھماکا ہوا اور نوجوان اچھل کر یوں دور جا گرا جیسے کسی طاقتور مخلوق نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا ہو۔ نوجوان اُڑتا ہوا پیچھے دیوار سے ٹکرایا تھا اور پھر الٹ کر نیچے گر گیا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں غائب ہو چکی تھیں۔

لفافے میں کوئی دھماکا خیز مواد تھا جو اس طرح اچانک لفافہ کھولنے کی وجہ سے پھٹ پڑا تھا اور اس کے دھماکے سے نہ صرف نوجوان کی انگلیاں اُڑ گئی تھیں بلکہ وہ اچھل کر دور جا گرا تھا۔

نوجوان چند لمحے زمین پر گرا تڑپتا رہا پھر وہ اٹھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ کی چار

انگلیاں غائب تھیں جہاں سے بری طرح سے خون ابل رہا تھا۔ نوجوان نے دوسرے ہاتھ سے زخمی ہاتھ کو بری طرح سے دبا رکھا تھا۔ پھر اس نے بایاں ہاتھ جیب میں ڈال کر ایک رومال نکالا اور رومال زخمی انگلیوں پر باندھنا شروع کر دیا۔

وہ چند لمحے پریشانی کے عالم کھڑا رہا۔ اس نے جس نیلے لفافے کو کھولا تھا وہ فرش پر پڑا تھا اور جل کر راکھ بنا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ اس لفافے میں شاید ڈیگوراٹ بھرا ہوا تھا جو لفافہ کھلتے ہی دھماکے سے پھٹ پڑا تھا"......نوجوان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے کچھ فاصلے پر پڑا ہوا اپنا مشین پسٹل اٹھا لیا جو دھماکا ہونے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے وہیں گر گیا تھا۔

"لفافہ تو جل گیا ہے۔ نجانے اس میں کیا تھا۔ اب میں کیا کروں۔ اس خط کے بارے میں اب میں چیف کو کیا جواب دوں گا۔ مجھے فوری طور پر اس لفافے کو نہیں کھولنا چاہئے تھا۔ اس خط کو غلط ہاتھوں میں جانے سے روکنے کے لئے اس میں ڈیگوراٹ ڈال دیا گیا تھا جسے سی آر سی میں چیک کرنے کے بعد اگر کھولا جاتا تو اس میں موجود خط سلامت رہ سکتا تھا"......نوجوان نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے لڑکی کی طرف دیکھا جو بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔

"ہونہہ۔ اب اس لڑکی کو مجھے اپنے ساتھ لے جانا پڑے گا۔

اب یہی مجھے بتا سکتی ہے کہ اس لفافے میں ایسا کون سا خفیہ پیغام تھا جو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو تک پہنچانا چاہتی تھی''...... نوجوان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے بے ہوش عمران کی جانب دیکھا اور پھر اس نے مشین پسٹل کر رخ عمران کی جانب کرتے ہوئے اس کا ٹریگر دبا دیا۔

کرنل راچوف کے سامنے کرنل کارف بیٹھا ہوا تھا جو ابھی چند ے قبل آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ جلد والی ایک فائل تھی جو ن نے میز پر اپنے سامنے رکھ لی تھی۔

''یہ پروفیسر تافندی کا کیا قصہ ہے''...... کرنل راچوف نے غور ے کرنل کارف کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تو کرنل کارف بے ختیار چونک پڑا۔

''آپ کو پروفیسر تافندی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے۔ مں اسی سلسلے میں تو آپ سے ملنا چاہتا تھا''...... کرنل کارف نے ن ہوتے ہوئے کہا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ہنڈرڈ ون کی ٹرانسمیٹر کال موصول ی تھی جسے تم نے پروفیسر تافندی کی بیٹی کے پیچھے پاکیشیا بھیجا ہوا ے ...... کرنل راچوف نے کہا۔

''اوہ۔ کیا کہا ہے ہنڈرڈ ون نے''...... کرنل کارف نے چونک کر پوچھا۔

''اس نے جو کچھ کہا ہے وہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا پہلے تم بتاؤ۔ کون ہے پروفیسر تافندی اور اس کی بیٹی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے لئے کون سا پیغام لے کر گئی تھی۔ کیا تھا اس پیغام میں''...... کرنل راچوف نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے لئے پیغام۔ اوہ تو وہ لڑکی یہاں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے لئے کوئی پیغام لے کر گئی تھی''...... کرنل کارف نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں آپ سے جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دیں مجھے''۔ کرنل راچوف نے اس بار غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ میں اسی سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ آپ چاچن کسی مشن پر گئے ہوئے تھے تو مجھے ہنڈرڈ ون نے ہی چاچن کے ایک علاقے شرون کے بارے میں ایک اطلاع دی تھی۔ اس علاقے میں روسیاہ کی مین لیبارٹری میں کام کرنے والا ایک سائنس دان رہتا ہے جس کا نام پروفیسر تافندی ہے۔ اس نے روسیاہ کے لئے بے پناہ کام کیا تھا جس کے اعزاز میں انہیں سر کا خطاب دے دیا گیا تھا۔ چونکہ پروفیسر تافندی روسیاہ کے مشترکہ مفادات کے لئے کام کرتا تھا اس لئے اس کا جینا مرنا روسیاہ کے لئے ہی تھا لیکن جب روسیاہ کے ٹکڑے ہوئے اور چاچن کو ایک

الگ مسلم ریاست بنا دیا گیا تو پروفیسر تافندی نے بھی روسیاہ چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور اس نے روسیاہ کی لیبارٹری سے استعفیٰ دے دیا اور مستقل طور پر چاچن سیٹل ہو گیا۔ پروفیسر تافندی کی بیوی ہلاک ہو چکی ہے۔ اس کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ ان دونوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ پروفیسر تافندی کا بیٹا جس کا نام زرتاش تافندی ہے چاچن کی ایک انٹرنیشنل ایئر لائن کا چیف پائلٹ ہے۔ جو انٹرنیشنل فلائٹس لے جاتا ہے۔ لڑکی جس کا نام زرکاشہ ہے وہ چاچن کے ایک ڈیلی نیوز پیپر کی چیف ایڈیٹر ہے۔ چونکہ دونوں انتہائی ذمہ داری سے اپنے کام سرانجام دے رہے ہیں اور ان کے گھر کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے اس لئے پروفیسر تافندی گھر کا ہی ہو کر رہ گیا ہے۔ وہ نہ گھر سے باہر جاتا ہے اور نہ کوئی کام کرتا ہے۔ چونکہ اس کا تعلق روسیاہ کی اہم ترین ایٹمی لیبارٹری سے رہ چکا ہے اس لئے الگ ملک میں رہنے کی وجہ سے اس کی مسلسل نگرانی کرائی جاتی ہے تاکہ اس کی سرگرمیوں اور نقل و حمل پر نظر رکھی جا سکے۔ یہ کافی پرانی بات ہے۔ آپ شاید بھول گئے ہیں کہ پروفیسر تافندی کی نگرانی کی ذمہ داری ہماری ایجنسی کو ہی سونپی گئی تھی اور آپ نے ہی ہنڈرڈ ون کو پروفیسر تافندی کی نگرانی پر مامور کیا تھا۔ چونکہ آپ کی نظر میں یہ کوئی اہم معاملہ نہیں تھا اس لئے آپ نے ہنڈرڈ ون کو حکم دیا تھا کہ پروفیسر تافندی کے بارے میں جو بھی معلومات ہوں وہ آپ کو دینے کی بجائے مجھے دے۔

چنانچہ ہنڈرڈ ون پروفیسر تافندی اس کے بیٹے اور بیٹی کے بارے
میں جو بھی رپورٹ ہوتی تھی اس سے مجھے ہی آگاہ کرتا تھا۔ پھر
چند دن پہلے مجھے ہنڈرڈ ون نے کال کر کے بتایا کہ پروفیسر
تافندی، اس کی بیٹی اور اس کا بیٹا تینوں ایک ساتھ رات کے وقت
انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر گئے ہیں۔ اس وقت پروفیسر تافندی کے بیٹے
کی ڈیوٹی نہیں تھی۔ لیکن چونکہ وہ چیف پائلٹ تھا اس لئے وہ کبھی
بھی ایئر پورٹ جا سکتا تھا اور جس طیارے کی چیکنگ کرنا چاہے کر
سکتا تھا۔ ہنڈرڈ ون کی رپورٹ کے مطابق زرتاش تافندی اپنے
باپ اور بہن کو ایک انٹرنیشنل طیارے میں لے گیا تھا جو ہینگر میں
موجود تھا اور ضروری مرمت کے لئے رکا ہوا تھا۔ وہ تینوں طیارے
میں تین گھنٹوں سے زیادہ وقت کے لئے رکے تھے اور پھر واپس آ
گئے تھے۔ واپسی پر وہ تینوں بے حد پرجوش دکھائی دے رہے تھے
جیسے انہوں نے کوئی انتہائی اہم کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔

ہنڈرڈ ون حیران تھا کہ وہ تینوں ایئر پورٹ اور ہینگر میں موجود
انٹرنیشنل طیارے میں کیوں گئے تھے اور طیارے میں تین گھنٹوں
تک کیا کرتے رہے تھے۔ اس نے اپنے طور پر معلومات حاصل
کیں تو اسے معلوم ہوا کہ جس طیارے میں پروفیسر تافندی، اس کی
بیٹی اور اس کا بیٹا گئے تھے۔ دو روز کے بعد وہی طیارہ چاچن سے
ایکریمیا کی مختلف ریاستوں سے ہوتا ہوا شوگران اور، شوگران سے
پاکیشیا اور پاکیشیا سے آران روانہ ہونا تھا۔ وہ مسافر بردار طیارہ ہے

جو ایک مخصوص روٹ سے ہوتا ہوا ان ممالک میں ہی جاتا ہے۔
ہنڈرڈ ون کے پاس چونکہ ایسے ذرائع نہیں تھے کہ وہ خود بھی اس
طیارے کو چیک کر سکے اس لئے اس نے مجھے کال کر کے ساری
صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ ہنڈرڈ ون کی رپورٹ پر میں بھی بے
حد حیران ہو رہا تھا کہ آخر وہ تینوں اس انٹرنیشنل طیارے میں کیا
کرنے کے لئے گئے تھے اور تین گھنٹوں تک وہاں کیا کرتے رہے
تھے۔ چنانچہ میں نے ہنڈرڈ ون کو خصوصی اختیارات دیتے ہوئے
چار انجینئرز کے ساتھ اس طیارے میں جانے کی اجازت دلا دی۔
چاروں انجینئرز نے ہنڈرڈ ون کے ساتھ مل کر طیارے کی چیکنگ
کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ایک ایک حصے کی تلاشی لی لیکن
انہیں وہاں کچھ نہیں ملا تھا۔ ہنڈرڈ ون کا خیال تھا کہ پروفیسر
تافندی، اس کے بیٹے اور اس کی بیٹی نے ضرور طیارے میں کوئی
چیز چھپائی ہو گی جسے وہ اپنے سائنسی آلات یا پھر انجینئرز کی مدد
سے ڈھونڈ لے گا۔ لیکن اسے وہاں کچھ نہیں ملا تھا۔ لیکن اس کے
ساتھ ساتھ میں بھی اسی شش و پنج میں مبتلا تھا کہ اگر انہوں نے
طیارے میں کچھ نہیں چھپایا ہے تو پھر وہ تین گھنٹے طیارے میں کیا
کرتے رہے تھے۔ ہنگر کے سیکورٹی گارڈز اور وہاں موجود دوسرے
افراد سے بھی معلومات حاصل کی گئی تھیں اور انہوں نے یہی بتایا تھا
کہ طیارے میں ان تینوں افراد کے سوا اور کوئی موجود نہیں تھا۔ میرا
دل اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ انہوں نے طیارے

میں کوئی گڑبڑ نہ کی ہو۔ ہنڈرڈ ون نے ایئر پورٹ کے ڈیوٹی روسٹر سے اس بات کا بھی پتہ چلا لیا تھا کہ زرتاش تافندی کی فلائٹ دو روز کے بعد ہے اور وہ یہی طیارہ لے کر جانے والا تھا۔ چنانچہ میں نے ہنڈرڈ ون سے کہہ کر ان تینوں کی کڑی نگرانی شروع کرا دی۔ پھر پتہ چلا کہ پروفیسر تافندی کی بیٹی اگلے دن ہی پاکیشیا جانے کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ اس بات کی مجھے اطلاع دی گئی تو میں اور زیادہ چونک پڑا اور میں نے فوری طور پر ہنڈرڈ ون کو اس کے پیچھے پاکیشیا روانہ کر دیا۔ میرے خیال میں یہ سب کچھ حیرت انگیز اور انوکھا واقعہ ہے کہ وہ تینوں مشکوک حرکتیں کر رہے ہیں۔ اب آپ بتا رہے ہیں کہ ہنڈرد ون کی اطلاع کے مطابق زرکاشہ پاکیشیا کے خطرناک ترین ایجنٹ کے پاس گئی ہے''...... کرنل کارف نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پروفیسر تافندی اور اس کا بیٹا اس وقت کہاں ہیں''۔ کرنل راچوف نے ساری تفصیل سن کر غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''ان دونوں کی بھی نگرانی جاری ہے وہ چاچن میں ہی ہیں''۔ کرنل کارف نے جواب دیا۔

''پروفیسر تافندی کا بیٹا زرتاش چاچن سے طیارہ لے کر کب روانہ ہونے والا ہے''...... کرنل کارف نے پوچھا۔

''اس کی فلائٹ اب سے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد روانہ ہونے

والی ہے''...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ایک گھنٹے کے بعد''...... کرنل راچوف نے چونک کر کہا۔

''یس چیف۔ مگر آپ فکر نہ کریں میں نے اعلیٰ حکام سے کہہ کر اس کی ڈیوٹی تبدیل کرا دی ہے۔ اب وہ اس طیارے میں نہیں بلکہ دوسرے طیارے میں جا رہا ہے اور میری اطلاعات کے مطابق ڈیوٹی تبدیل ہونے کی وجہ سے وہ بے حد اپ سیٹ ہے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''اس کے اپ سیٹ ہونے کا مطلب ہے کہ طیارے میں ضرور کوئی ایسا خاص سٹف ہے جسے وہ ہر حال میں ایکریمیا یا پاکیشیا لے جانا چاہتا ہے۔ اس طیارے کو روکو اور ایک بار پھر اس کی چیکنگ کراؤ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان کی رکھی ہوئی چیز ابھی طیارے میں ہی موجود ہے تو وہ ہمیں ضرور مل جائے گی۔ پروفیسر تافندی کوئی معمولی سائنس دان نہیں ہے۔ وہ سائنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ رہ چکا ہے جسے ایٹمی اور ہائیڈروجن بموں، تیز ترین اور انتہائی تباہ کن میزائلوں پر اتھارٹی کی حیثیت حاصل تھی۔ اس کی پاکیشیا میں سر سلطان جیسے افراد سے رشتہ داری تھی اس لئے اس سے کوئی بعید نہیں ہے کہ اس نے گھر بیٹھے ہی کوئی نیا بم یا تیز اور طاقتور میزائل کا فارمولا تیار کر لیا ہو۔ جس کا اس نے ایکریمیا یا پاکیشیا سے سودا کر لیا ہو''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے بھی اسی بات کا خدشہ ہے۔ پروفیسر تافندی

کا پاکیشیا کی طرف شروع سے ہی ضرورت سے زیادہ جھکاؤ تھا۔ اسی لئے جب وہ پاکیشیا جاتا تھا یا پاکیشیا سے اس سے ملنے کوئی آتا تھا تو اس کی کڑی نگرانی کرائی جاتی تھی"...... کرنل کارف نے کہا۔

"مجھے تو اب بھی یہی لگ رہا ہے کہ پروفیسر تافندی نے کوئی خاص چیز ایجاد کی ہے جسے اس طیارے میں خصوصی طور پر چھپا کر لے جایا جا رہا ہے۔ اس لئے جیسے بھی ممکن ہو اس طیارے کو رکواؤ اور اس میں موجود اس سائنسی سٹف کو حاصل کرو"...... کرنل راچوف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نو چیف۔ ہم زیادہ سے زیادہ اس طیارے کے عملے کو تبدیل کرا سکتے ہیں یا اس کا فلائٹ ٹائم بدلا جا سکتا ہے لیکن شیڈول کے مطابق طیارہ اپنے روٹس پر جانے کے لئے تیار ہے۔ وہ طیارہ چاچن حکومت کی ملکیت ہے جسے ہم کسی بھی طرح سے پرواز کرنے سے نہیں روک سکتے ہیں"...... کرنل کارف نے کہا تو کرنل راچوف نے غصے اور بے بسی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوکے۔ جتنی دیر اس طیارے کو پرواز کرنے سے روک سکتے ہو روک لو اور اس طیارے کی چیکنگ کے لئے تم خود جاؤ۔ تم اپنے ساتھ سپیشل ڈی ٹیکٹر مشین لے جانا اور طیارے کے ایک ایک انچ کا جائزہ لینا۔ وہاں تمہیں ایک سوئی بھی ملے تو اسے طیارے کے ساتھ نہ جانے دینا"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"یس چیف۔ یہ سب ممکن ہے۔ میں اس کے لئے ابھی سے

احکامات دے دیتا ہوں"...... کرنل کارف نے کہا۔

"تم نے کوتاہی سے کام لیا ہے کرنل کارف۔ اگر وہ تینوں اس قدر مشکوک حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں تو پھر تمہیں ان کی نگرانی کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ ان تینوں کو ہی ایک ساتھ اٹھوا لیتے۔ اب نجانے وہ لڑکی علی عمران کے پاس کیا پیغام لے گئی ہے"...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پہلے میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن چونکہ اب ہمارا پروفیسر تافندی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے میں نے اس کی نگرانی کرانے پر ہی اکتفا کیا تھا"...... کرنل کارف نے کہا۔

"بہرحال معاملہ چونکہ انتہائی حد تک مشکوک ہے اس لئے میں نے ہنڈرڈ ون سے کہہ دیا ہے کہ وہ فوری طور پر عمران کے فلیٹ پر حملہ کرے اور وہاں سے لڑکی اور وہ خط حاصل کرے جسے بطور خاص ایکسٹو کے لئے بھیجا گیا ہے"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہنڈرڈ ون عمران جیسے خطرناک ایجنٹ کو اکیلا سنبھال لے گا"...... کرنل کارف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ ذہین اور انتہائی فعال ایجنٹ ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہاں اس نے ایک کرائم گروپ کو بھی ہائر کر لیا ہے اور وہ اس وقت عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس کے پاس مخصوص اسلحہ بھی موجود ہے وہ اکیلا بھی عمران کے فلیٹ پر حملہ کر سکتا ہے"۔ کرنل راچوف نے کہا۔

”یس چیف۔ جیسا آپ بہتر سمجھیں۔ میں جا کر طیارے کو رکوانے کی کوشش کرتا ہوں اور چاچن کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر جا کر خود اس طیارے کی خصوصی آلات سے چیکنگ کرتا ہوں۔ اگر اس طیارے میں پروفیسر تافندی، اس کی بیٹی اور اس کے بیٹے نے کچھ چھپایا ہو گا تو وہ ہمیں ضرور مل جائے گا“...... کرنل کارف نے کہا۔

”یہ سب کرنے کے ساتھ ساتھ پروفیسر اور اس کے بیٹے کو بھی وہاں سے اٹھوانے کا انتظام کرو۔ ان دونوں کو یہاں لاؤ۔ میں خود ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ میرے سامنے کس طرح سے زبان نہیں کھولتے“...... کرنل راچوف نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ میں سب انتظام کرتا ہوں“...... کرنل کارف نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ مڑ کر کرنل راچوف کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔ کرنل راچوف کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات تھے وہ پروفیسر تافندی، اس کے بیٹے اور خاص طور پر اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو پروفیسر تافندی کا خاص پیغام لے کر پاکیشیا علی عمران کے پاس گئی تھی۔ کرنل راچوف نے ہنڈرڈ ون کو عمران کے فلیٹ پر حملہ کر کے اس سے وہ خط اور لڑکی کو بھی لانے کا کہہ دیا تھا۔ اب اسے ہنڈرڈ ون کی کال کا انتظار تھا تاکہ وہ اسے بتا سکے کہ اس نے فلیٹ پر حملہ کر کے عمران کو ہلاک

کر دیا ہے اور اس سے نہ صرف لڑکی کا دیا ہوا خط حاصل کر لیا ہے بلکہ وہاں سے لڑکی کو بھی نکال لانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

پھر تقریباً دو گھنٹے بعد اچانک میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجتے دیکھ کر کرنل راچوف بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آن کر لیا۔

”ہیلو ہیلو۔ کرنل کارف کالنگ۔ ہیلو۔ اوور“...... دوسری طرف سے کرنل کارف کی آواز سنائی دی۔ کرنل کارف کی آواز سن کر کرنل راچوف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”یس کرنل کارف۔ چیف ہیئر۔ اوور“...... کرنل راچوف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف ایک بری اطلاع ہے۔ اوور“...... کرنل کارف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”بری اطلاع۔ کیا مطلب۔ اوور“...... کرنل راچوف نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

”میں نے چاچن اعلیٰ حکام سے کہہ کر اس طیارے کو رکوانے کے لئے کہا تھا۔ اعلیٰ حکام نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ ان کی طرف سے دیر ہو رہی تھی اس لئے میں نے فوری طور پر چاچن ایئر پورٹ پر پہنچنے کو ترجیح دی اور اپنے آدمی اور سائنسی آلات لے کر

ایئر پورٹ پہنچ گیا۔ جب میں ایئر پورٹ پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ ہمارا مطلوبہ طیارہ اپنے مقررہ وقت پر روانہ ہو گیا ہے۔ اس طیارے میں چند اعلیٰ شخصیات بھی سفر کر رہی تھیں اس لئے اس طیارے کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ اوور“...... کرنل کارف نے کہا تو کرنل راچوف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”ہونہہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سی آر کے سیکنڈ چیف ہونے کے باوجود تم اس طیارے کو نہیں رکوا سکے ہو۔ اوور“...... کرنل راچوف نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”نہیں چیف۔ یہ بات نہیں ہے۔ اس طیارے میں چاچن کے وزارت داخلہ سمیت کئی اہم سرکاری عہدے دار شامل تھے جو آران ایک خصوصی کانفرس میں شرکت کرنے کے لئے جا رہے تھے اس لئے اس طیارے کو مقررہ وقت پر ہی بھیجا گیا تھا۔ اگر اس طیارے میں اہم شخصیات نہ ہوتیں تو پھر میرے حکم پر اس طیارے کو تین چار گھنٹوں کے لئے آسانی سے روکا جا سکتا تھا۔ اوور“...... کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ بہرحال تم ایک کام کرو۔ اس طیارے میں جو افراد موجود تھے۔ ان سب کے بارے میں مجھے انفارم کرو۔ وہ کون لوگ تھے اور ان کا تعلق کس قوم اور کس ملک سے تھا۔ اوور“...... کرنل راچوف نے کہا۔

”یس چیف۔ اوور“...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

”اور پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کا کیا ہوا ہے۔ کسے بھیجا ہے انہیں اٹھانے کے لئے۔ اوور“...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

”ہنڈرڈ ون کی جگہ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کی نگرانی پر ہماری ایجنسی کے دو ایجنٹ موجود ہیں۔ ہنڈرڈ ٹین اور ہنڈرڈ ففٹین۔ میں نے انہیں ہی ہدایات دی ہیں وہ ہر حال میں ان دونوں کو وہاں سے اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دیں گے۔ اوور“...... کرنل کارف نے کہا۔

”اوکے۔ تم طیارے میں سوار افراد کی لسٹ لے کر واپس آ جاؤ۔ اوور“...... کرنل راچوف نے کہا۔

”یس چیف۔ میں دو گھنٹے تک واپس پہنچ جاؤں گا۔ اوور“۔ کرنل کارف نے جواب دیا اور کرنل راچوف اوکے کہہ کر اسے اوور اینڈ آل کہنے ہی لگا تھا کہ اچانک کرنل کارف نے اسے ہولڈ کرنے کے لئے کہا۔

”کیوں کیا ہوا۔ مجھے ہولڈ آن کیوں کرا رہے ہو۔ اوور“۔ کرنل راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ایک منٹ چیف ایک اور بری خبر ملی ہے۔ میں اس خبر کی تصدیق کر کے ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ اوور“...... دوسری طرف سے کرنل کارف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اب کون سی بری خبر ہے۔ اوور“...... کرنل راچوف نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے کرنل کارف

نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھائی رہی پھر دوبارہ کرنل کارف کی آواز سنائی دی۔

’’ہیلو ہیلو۔ چیف کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ اوور‘‘۔

دوسری طرف سے کرنل کارف کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’یس۔ بولو۔ اوور‘‘...... کرنل راچوف نے جیسے بے زاری سے کہا۔

’’چیف۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ انٹرنیشنل فلائٹ نمبر ڈبل بی نائن تھری ایک حادثے کا شکار ہو گئی ہے۔ یہ وہی فلائٹ ہے جس کی چیکنگ کے لئے میں یہاں آیا تھا۔ اوور‘‘...... کرنل کارف کی آواز سنائی دی اور کرنل راچوف بری طرح سے اچھل پڑا۔

’’اوہ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے تباہ ہوا ہے وہ طیارہ۔ اوور‘‘...... کرنل راچوف نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

’’ابھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا ہے چیف۔ یہی بتایا جا رہا ہے کہ طیارہ سائبیریا کے شمالی جزیرے ووسٹ میں گر کر تباہ ہو گیا ہے۔ اس جزیرے پر پہاڑیوں اور گہری کھائیوں کا طویل سلسلہ ہے۔ میں چاچن کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ کنٹرول ٹاور پر موجود ہوں۔ اس ٹاور سے ہر طیارے سے اس وقت تک رابطہ رکھا جاتا ہے جب تک کہ وہ روسیاہ کی بارڈر لائن کراس نہ کر جائے۔ اسی طرح آنے والے طیاروں سے بھی بارڈر لائن کے اس طرف آنے پر ہی ٹاور سے رابطہ کیا جاتا ہے اور آنے اور جانے والے

طیاروں پر راڈار سے نظر رکھی جاتی ہے۔ سیون ون تھری طیارے کا ان پہاڑیوں کی طرف جاتے ہوئے نہ صرف اچانک کنٹرول ٹاور سے رابطہ ختم ہو گیا تھا بلکہ راڈار سے بھی وہ طیارہ غائب ہو گیا ہے۔ اوور‘‘...... کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’بیڈ نیوز۔ اٹس ویری بیڈ نیوز۔ کتنے افراد سوار تھے اس طیارے میں۔ اوور‘‘...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

’’اس مسافر بردار طیارے میں تین سو تیرہ افراد سوار تھے چیف۔ جن میں طیارے کا عملہ بھی شامل ہے۔ اوور‘‘...... کرنل کارف نے کہا۔

’’اوہ گاڈ۔ اگر وہ طیارہ ان پہاڑیوں میں گر کر تباہ ہوا ہے تو پھر شاید ہی ان میں سے کوئی زندہ بچا ہو۔ اوور‘‘...... کرنل راچوف نے کہا۔

’’یس چیف۔ ان میں سے کسی ایک کے بھی زندہ ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اوور‘‘...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

’’طیارہ روسیاہی علاقے میں گر کر تباہ ہوا ہے۔ اس لئے چاچن حکام یقینی طور پر روسیاہی حکام سے اس طیارے کی تلاش کے لئے کہیں گے۔ تم فوراً واپس آ جاؤ۔ طیارہ ہمارے بیس کیمپ سے زیادہ دور نہیں گرا ہے۔ اس کی تلاش کے لئے میں روسیاہی اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں۔ امید ہے ہم جلد ہی اس طیارے کا ملبہ تلاش کر لیں گے اور اس ملبے میں ہو سکتا ہے ہمیں وہ سٹف بھی مل

جائے جس کی ہمیں تلاش ہے۔ اوور''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی نکل رہا ہوں۔ اوور''...... کرنل کارف نے کہا اور کرنل راچوف نے اوکے اور اوور اینڈ آل کہتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔ جیسے ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اس سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز ابھری۔ کرنل راچوف نے فوراً بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

''ہیلو ہیلو۔ ہنڈرڈ ون کالنگ فرام پاکیشیا۔ اوور''...... دوسری طرف سے ہنڈرڈ ون ڈولف کی تیز آواز سنائی دی تو کرنل راچوف کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے خود کو سٹنگ روم کے اسی صوفے پر پڑا ہوا پایا۔ ہوش میں آتے ہی اس کا شعور فوری طور پر بیدار ہو گیا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اس کی نظریں اپنے سامنے زمین پر پڑے ہوئے کاغذ کے جلے ہوئے پرزوں، خون کے دھبوں اور دائیں طرف فرش پر پڑے ہوئے سلیمان پر پڑیں تو وہ فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

سابقہ منظر فوراً کسی فلم کے منظر کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا۔ جب زرکاشہ تافندی نے اسے ایک سیلڈ لفافہ ٹیسٹو کو دینے کے لئے دیا تھا اور واپس جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ابھی زرکاشہ نے دو تین قدم ہی بڑھائے ہوں گے کہ اچانک وہ لہراتی ہوئی گر گئی۔ عمران نے سلیمان کو بھی اسی کے انداز میں گرتے دیکھا تھا اس کے بعد عمران کو تیز اور انتہائی ناگوار بو کا

احساس ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنا سانس روکتا بو اس کے دماغ تک پہنچ گئی تھی جس کے نتیجے میں وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔

اب ہوش میں آنے کے بعد اسے وہاں سلیمان تو پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا لیکن زرکاشہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"یہ زرکاشہ کہاں غائب ہو گئی ہے"...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا اور سٹنگ روم سے نکل کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران تیزی سے باہر نکلا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ گیلری کے پاس آ کر عمران نے سڑک کی طرف دیکھا مگر زرکاشہ اسے وہاں کہیں دکھائی نہ دی۔ عمران نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچے اور واپس اپنے فلیٹ کی طرف آ گیا۔ اس نے فلیٹ کا دروازہ دیکھا تو اس کے چہرے پر سنجیدگی اور زیادہ گہری ہو گئی۔ دروازے کا لاک پگھلا ہوا تھا۔

عمران چند لمحے پگھلا ہوا لاک دیکھتا رہا پھر وہ فلیٹ کے اندر آیا اور فلیٹ کا جائزہ لینے لگا۔ زرکاشہ نے اسے جو خط دیا تھا اس خط کے وہاں جلے ہوئے ٹکڑے پڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ اسے سٹنگ روم کے مختلف حصوں سے چار انسانی کٹی ہوئی انگلیاں اور خون کے دھبے دکھائی دیئے۔ عمران نے کٹی ہوئی انگلیاں دیکھیں تو سمجھ گیا کہ یہ کٹی ہوئی انگلیاں کسی مرد کی ہیں۔ اسے فوراً زرکاشہ کی بات یاد آ گئی جس نے اسے لفافہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ اسے کھولنے سے پہلے سی آر سی سے چیک کیا جائے اور عمران

نے بھی لفافے کے ایک کارنر پر سرخ دائرے کا نشان دیکھا تھا۔
ں دائرے کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ لفافے کو غلط ہاتھوں یں جانے سے بچانے کے اس میں ریڈیم اور سوڈیم کلورائیڈ ملا کر ں کا مواد بھرا گیا تھا تا کہ اگر کوئی غیر متعلق آدمی اس لفافے کو ھولے تو لفافہ دھماکے سے پھٹ جائے اور اس میں موجود تمام غذات جل کر راکھ بن جائیں اور کسی کے ہاتھ کوئی ثبوت نہ آ سکے۔ ایسے لفافے عموماً غیر ملکی ایجنٹس ایک دوسرے کو پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان لفافوں پر خاص طور پر یک سرخ دائرہ بنا دیا جاتا تھا تا کہ لفافہ دیکھنے والا سمجھ جائے کہ اس فے میں دھماکہ خیز مواد بھی موجود ہے جو فوراً کھلنے اور ہوا لگنے سے پھٹ سکتا ہے۔ سرخ دائرہ جو سی آر سی کا کوڈ ہوتا ہے اس کے تحت لفافے کو پانی کے اندر کھولا جا سکتا ہے۔ پانی میں لفافہ کھولنے ی وجہ سے اس میں موجود ریڈیم اور سوڈیم کلورائیڈ کے اثرات ل ہو جاتے تھے اور لفافے میں موجود مومی کاغذ میں لپٹے ہوئے غذات یا کسی بھی چیز کو آسانی سے باہر نکالا جا سکتا تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ یقیناً زرکاشہ تافندی کے پیچھے کوئی لگا ہوا ہ جو اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کے فلیٹ تک پہنچ گیا تھا اور پھر نے دروازے سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جس کی جہ سے وہ سب فلیٹ میں بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر گیس فائر نے والا بند دروازے کا لاک پگھلا کر فلیٹ میں آ گیا ہو گا۔ اس

نے عمران سے لفافہ لے کر اسے کھول کر جیسے ہی اس میں موجو
چیز دیکھنے کی کوشش کی ہو گی اسی لمحے ریڈیم اور سوڈیم کلورائیڈ کو ہو
مل گئی ہو گی جس کی وجہ سے لفافہ دھماکے سے پھٹ گیا اور لفاف
کھولنے والے کی انگلیاں اڑ گئی ہوں گی۔

زخمی ہونے والے نے کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے وہاں سے بے ہوش زرکاشہ کو اٹھایا ہو گا اور وہاں سے نکل گیا ہو گا۔ عمران یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اگر زرکاشہ کے پیچھے آنے والا اسلحے سے لیس تھا اور اس نے فلیٹ کے دروازے کا لاک پگھلا دیا تھا تو پھر اس نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا۔ وہ چاہتا تو بے ہوشی کی ہی حالت میں اسے گولی مار کر ہلاک کر سکتا تھا۔ پھر اچانک عمران کے دماغ میں آیا کہ اس نے فلیٹ کا حفاظتی سسٹم آن کر رکھا ہے تاکہ وہاں کوئی دھماکا نہ ہو اور کوئی گن استعمال نہ کی جا سکے۔

لفافے میں چونکہ سادہ ریڈیم اور سوڈیم کلورائیڈ کے مواد کا مکسر ڈالا جاتا ہے اس لئے اس کے ہلکے پھلکے بلاسٹ کو حفاظتی سسٹم نہیں روک سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حفاظتی سسٹم آن ہونے کے باوجود لفافہ کھلتے ہی دھماکا ہو گیا تھا اور آنے والے شخص کے ہاتھ کی انگلیاں اُڑ گئی تھیں۔

زرکاشہ کو عمران کے فلیٹ سے اور اس کی موجودگی میں اغوا کیا گیا تھا اور پروفیسر تافندی نے ایکسٹو کے لئے جو لفافہ بھیجا تھا وہ بھی ضائع ہو گیا تھا اس لئے عمران کو بے حد غصہ آ رہا تھا کہ وہ نہ

تو زرکاشہ کو بچا سکا تھا اور وہ یہ بھی نہیں جان سکا تھا کہ اس لفافے میں کیا تھا۔

عمران نے فلیٹ کا باریک بینی سے جائزہ لیا جس سے اسے یہ ضرور پتہ چل گیا تھا کہ اس کے فلیٹ میں صرف ایک شخص ہی داخل ہوا تھا۔ عمران نے باہر نکل کر ارد گرد موجود فلیٹ کے مکینوں اور پھر سڑک پر جا کر مختلف لوگوں سے پوچھ گچھ کی تو اسے اس نوجوان کا حلیہ بھی معلوم ہو گیا۔ لوگوں نے جس انداز میں نوجوان کا حلیہ بتایا تھا اس سے عمران کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ جو کوئی بھی تھا میک اپ میں تھا۔ اس کے چہرے کا رنگ اس کے ہاتھوں کے رنگ سے مختلف تھا۔ اسی طرح نوجوان کی گردن پر بھی کچھ ایسے نشانوں کے بارے میں بتایا گیا تھا جو عام طور پر موی ماسک لگانے کی وجہ سے نمودار ہوتے ہیں۔

لوگوں کے کہنے کے مطابق نوجوان ایک سفید رنگ کی ڈاٹسن کار میں تھا اور کافی دیر سے اس بلڈنگ کے سامنے موجود تھا جس بلڈنگ میں عمران کا فلیٹ تھا۔

پھر انہوں نے نوجوان کو فلیٹ کی طرف جاتے اور فلیٹ کے دروازے سے جڑے ہوئے دیکھا تھا جیسے وہ دروازے سے چپکا اندر کی باتیں سننے کی کوشش کر رہا ہو اور پھر وہ اچانک فلیٹ میں داخل ہو گیا تھا۔ عمران کے فلیٹ میں چونکہ اس کے ساتھیوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے اس لئے ارد گرد کے مکین اس طرف زیادہ دھیان

نہیں دیتے تھے کہ وہاں کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے۔ عمران کو چند لوگوں نے بتایا کہ کچھ دیر کے بعد وہ نوجوان ایک نوجوان لڑکی کو کاندھوں پر اٹھائے نکلا تھا اور بھاگتا ہوا سیڑھیوں کی طرف گیا تھا۔ لڑکی کو لئے وہ تیز تیز سیڑھیاں اترا تھا اور پھر اسے لے کر اپنی کار کی طرف چلا گیا تھا۔ اس نے لڑکی کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا تھا اور پھر فوراً ہی وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس نے لڑکی کو جس طرح سے اٹھا رکھا تھا اس سے لوگوں نے اندازہ لگایا تھا کہ لڑکی کی طبیعت زیادہ خراب ہے جسے وہ فوری طور پر کسی ہسپتال میں لے جانا چاہتا ہوگا۔

عمران یہ سب معلومات حاصل کر کے دوبارہ فلیٹ میں آ گیا تھا۔ فلیٹ میں آتے ہی اس کی نظر بے ہوش پڑے ہوئے سلیمان کے قریب پڑے ہوئے زرکاشہ کے ہینڈ بیگ پر پڑی جس کی چیزیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ عمران نے ان چیزوں کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے ہینڈ بیگ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ہینڈ بیگ خالی تھا شاید آنے والے شخص نے ہینڈ بیگ سے چیزیں نکال نکال کر باہر پھینکی تھیں۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بیگ ایک طرف رکھا ہی تھا کہ اچانک وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر بیگ اٹھایا اور اس کے باہر لگے ہوئے ایک کو بٹن غور سے دیکھنے لگا۔ یہ بٹن ہینڈ بیگ کو بند کرنے کے لئے لگا ہوا تھا۔ عمران نے غور سے اس بٹن کو دیکھا تو اسے اس بٹن

کے دائیں سائیڈ پر ایک چھوٹا سا ہول سا دکھائی دیا جس میں چمک تھی۔ عمران نے فوراً انگلیوں سے اس ہول کو چوڑا کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک مائیکرو کیمرہ دکھائی دے رہا تھا جسے نہایت مہارت سے ہینڈ بیگ کے بٹن کے ساتھ بیگ کے اندر فٹ گیا تھا اور کیمرے کا لینز بٹن کے پاس سے باہر نکالا گیا تھا۔

چند لمحے عمران غور سے اس کیمرے کو دیکھتا رہا۔ کیمرے میں میموری کارڈ بھی موجود تھا۔ عمران نے کیمرہ اپنی جیب میں ڈالا اور سلیمان کو ہوش میں لانے کے لئے اس کے قریب آ گیا۔ اس نے سلیمان کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھے تو دم گھٹتے ہی سلیمان کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔

”کک۔ کک۔ کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ میں یہاں پڑا کیا کر رہا تھا اور وہ لڑکی“...... سلیمان نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لڑکی اڑنچھو ہوگئی ہے اور تم اس کے فراق میں یہیں گر کر بے ہوش ہو گئے تھے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”فراق میں۔ کیا مطلب۔ میرا اس کے فراق سے کیا تعلق“...... سلیمان نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ یہاں تم سے شادی کرنے کے لئے آئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ تم اسے بے حد پسند ہو۔ اسی لئے تو وہ تمہارے ساتھ نکاح

خواں کو لینے جا رہی تھی تا کہ اس کا اور تمہارا نکاح ہو سکے۔ تم پر شادی مرگ کا دورہ پڑا اور تم گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ تمہیں بے ہوش ہوتے دیکھ کر لڑکی گھبرا گئی اور سمجھی کہ تم پر مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر شادی کے بعد بھی تم پر اسی طرح مرگی کے دورے پڑتے رہے تو وہ تمہاری دس من کی لاش کو کہاں سنبھالتی پھرے گی اس لئے میرے لاکھ سمجھانے پر بھی وہ نہیں رکی اور چلی گئی''......عمران نے کہا۔

''اور جاتے ہوئے وہ اپنا ہینڈ بیگ اور یہ سارا سامان یہیں چھوڑ گئی ہے''......سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں اس نے کہا تھا کہ یہ سب تم رکھ لینا جب تمہاری کسی بڑھیا سے شادی ہو تو اسے یہ سب تحفے میں دے دینا''......عمران نے کہا۔

''اور یہ۔ ارے باپ رے یہ میز پر کیا ہے۔ اوہ اوہ۔ یہ تو انسانی ہاتھ کی انگلیاں ہیں۔ یہ کہاں سے آ گئیں۔ کیا یہ بھی اسی لڑکی کی ہیں''......سلیمان نے میز پر پڑی ہوئی انگلیاں دیکھ کر بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ اس شخص کے ہاتھ کی انگلیاں ہیں جس نے مجھے لڑکی کا دیا ہوا خط کھولنے کی کوشش کی تھی۔ خط کھولتے ہی دھماکا ہوا تھا اور اس آدمی کے ہاتھ کی انگلیاں اُڑ گئی تھیں''......عمران نے کہا۔

''خط میں دھماکا۔ میں سمجھا نہیں''......سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تم کچھ نہ ہی سمجھو تو بہتر ہے باورچی کہیں کے''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں کہیں کا نہیں یہیں کا باورچی ہوں۔ اور آپ مجھے باورچی نہ کہا کریں۔ مجھے یہ لفظ پسند نہیں ہے''......سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تمہیں کیا پسند ہے دنیا کے آخری خانساماں کی آخری خانساماں اولاد''......عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باورچی سے یہی بہتر ہے کہ آپ مجھے خانساماں ہی کہہ دیا کریں۔ اس لفظ میں بے حد چاشنی اور مٹھاس ہے''......سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دو جوتے پڑیں گے تو تمہاری ساری چاشنی اور مٹھاس تمہاری ناک کے راستے باہر آ جائے گی۔ چلو اپنا کام کرو اور یہ خون صاف کر کے ان انگلیوں کو کہیں لے جا کر دفن کر دو۔ تب تک میں ٹائیگر کو کال کرتا ہوں اور اس سے تحقیق کراتا ہوں کہ میرے فلیٹ میں کون آیا تھا اور لڑکی کو یہاں سے کون لے گیا ہے''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو لڑکی اپنی مرضی سے یہاں سے نہیں گئی ہے۔ اسے کوئی یہاں سے اٹھا کر لے گیا ہے۔ اب مجھے یاد آیا کہ لڑکی

اچانک لہرا کر گری تھی پھر مجھے بھی تیز بو کا احساس ہوا اور پھر اچانک میرے دماغ میں اندھیرا بھر گیا تھا''...... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ تو پہلے سے ہی تمہارے دماغ میں بھرا ہوا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا بھرا ہوا ہے''...... سلیمان نے حیرت سے پوچھا۔

''اندھیرا''...... عمران نے جواب دیا اور سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''دماغ میں اندھیرا موت کے بعد بھرتا ہے اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے۔ میں ابھی زندہ ہوں۔ آپ مثال تو ٹھیک دیا کریں۔ آپ کہہ سکتے تھے کہ میرے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو۔ تم نے خود ہی مان لیا ہے کہ تمہارے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے۔ اب میں اور کیا کہوں''...... عمران نے مسکرا کر کہا اور تیزی سے اپنے سپیشل روم کی جانب بڑھ گیا اور سلیمان نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا۔ حماقت میں خود ہی اس کے منہ سے نکل گیا تھا کہ اس کے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے۔

عمران نے سپیشل روم میں جا کر ٹائیگر کو کال کی اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے اسے حکم دیا کہ وہ فوری طور پر معلوم کرے کہ اس کے فلیٹ میں کس نے حملہ کیا تھا اور وہ چاچن

سے آنے والی لڑکی زرکاشہ تافندی کو کہاں لے گیا ہے۔ اس نے ٹائیگر کو لڑکی اور حملہ آور کا حلیہ بھی بتا دیا تھا جو اسے باہر موجود لوگوں سے معلوم ہوا تھا۔

ٹائیگر کو ہدایات دے کر عمران نے دوسرے کمرے میں جا کر لباس بدلا اور پھر وہ فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔ اسے آپریشن روم میں آتے دیکھ کر بلیک زیرو بے اختیار اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''خیریت۔ آج صبح صبح یہاں کی راہ کیسے بھول گئے''...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے لیکن صبح کا بھولا اگر صبح ہی گھر واپس آ جائے تو اس کو کیا کہتے ہیں یہ میں بھی نہیں جانتا۔ اس لئے تم اس گتھی کو سلجھاؤ تب تک میں زیر زمین لیبارٹری میں جا کر ایک کام کر لیتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر وہ آپریشن روم سے ملحقہ کمرے سے گزر کر زیر زمین لیبارٹری میں گھستا چلا گیا۔

''حیرت ہے۔ عمران صاحب سنجیدہ بھی دکھائی دے رہے ہیں اور ان کا انداز مزاحیہ بھی ہے اور یہ آتے ہی لیبارٹری میں کیوں

گھس گئے ہیں''......عمران کو لیبارٹری کی طرف جاتے دیکھ کر بلیک زیرو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد عمران لیبارٹری سے نکل کر باہر آیا تو اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور وہ انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ آپریشن روم میں آتے ہی وہ اپنی مخصوص کرسی پر یوں دھم سے گر گیا جیسے وہ بے حد تھک گیا ہو۔ اس کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے جن پر پنسل سے کچھ لکھا ہوا تھا۔

''یہ کیا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''پتہ نہیں میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا ہے کہ یہ سب کیا ہے۔ تم دیکھو شاید تمہیں کچھ سمجھ آ جائے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کاغذات اس کی جانب بڑھا دیئے۔ کاغذ پر اوپر ہیڈنگ کے طور پر کوڈ کلاک لکھا ہوا تھا۔ جس کے نیچے ایک لائن لگا کر اس پر ڈبل بی نائن تھری ون لکھا ہوا تھا اور نیچے نقطے سے بنے ہوئے تھے۔ آٹھ کاغذات تھے جو انہی ڈاٹس سے بھرے ہوئے تھے۔ کہیں ایک ڈاٹ تھا۔ کہیں دو کہیں تین اور ان ڈاٹس کی تعداد ایک سے ساٹھ تک کی دکھائی دے رہی تھی۔ یہی نہیں ان نقطوں کے اوپر کہیں انگریزی کے الفا بیٹیکل الفاظ لکھے ہوئے تھے کہیں گنتی کے لفظ تھے اور کہیں بریکٹ اور دوسرے سیمبلز بنے ہوئے تھے جیسے عام طور پر میتھ کے مضمون کے سیمبل ہوتے ہیں۔

یہ لگ رہا تھا جیسے کسی سائنس دان نے ان تمام لفظوں کو ایک سے لے کر ساٹھ تک کے ڈاٹس سے منسوب کر دیا گیا ہو۔

''کوڈ کلاک۔ یہ کوڈ کلاک کیا ہے اور یہ ڈبل بی نائن تھری ون یہ ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ہیڈنگ سے تو لگ رہا ہے جیسے کسی [illegible] یا گھڑی کا کوڈ ہے لیکن کون سی گھڑی یا کون سا کلاک اور گھڑیوں یا کلاکوں کا بھلا کیا کوڈ ہو سکتا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''مجھے تو یہ حساب کے کوڈز معلوم ہو رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایسے کوڈز عموماً فارمولا بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں''......عمران نے جواب دیا۔

''تو کیا یہ کوئی فارمولا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ فارمولے کے کوڈز اس طرح بے ربط انداز میں نہیں لکھے جاتے۔ ان تمام ورڈز کو کوڈ کی شکل میں ان نقطوں سے منسوب کیا گیا ہے جو ایک سے ساٹھ تک ہیں''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

''آپ کو یہ کوڈز کہاں سے ملے ہیں''...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تو عمران نے زرکاشہ تافندی

کے آنے سے لے کر اس کے غائب ہونے تک کے سار
واقعات اسے بتا دیئے۔

"پروفیسر تافندی، سرسلطان کے دور کے عزیز ہیں جو چاچن :
رہتے ہیں۔ وہ ایک بڑے اور نامور سائنس دان ہیں جنہیں رو،
میں بے حد فوقیت حاصل تھی۔ روسیاہ میں پروفیسر تافندی ایٹمی ا
ہائیڈروجن بموں کے ساتھ ساتھ دنیا کے تیز اور طاقتور ترین میزا
بنانے کے ماہر سمجھے جاتے تھے اور انہیں روسیاہ میں بے حد سراہا جا
تھا لیکن جب روسیاہ ٹکڑوں میں تبدیل ہوا تو چاچن کو مسلمانوں
ایک الگ ریاست بنا دیا گیا۔ پروفیسر تافندی کا تعلق چونکہ چاچن
سے تھا اور وہ مسلمان تھے اس لئے انہوں نے روسیاہی لیبارٹر
چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ان کے اس فیصلے نے روسیاہ کو ہلا کر
رکھ دیا تھا لیکن چونکہ انٹرنیشنل فورم پر ہیومن رائٹس کے تحت ہر قو
کو آزادی حاصل تھی اس لئے وہ کہیں بھی جا سکتے تھے۔ اس لئے
انہیں ریٹائر کر کے روسیاہ سے نکال دیا گیا۔ پروفیسر تافندی فوری
طور پر اپنے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے ساتھ چاچن شفٹ ہو گئے
اور انہوں نے ہر قسم کی سائنسی سرگرمیاں معطل کر دی تھیں۔ چونکہ
چاچن میں ان کی فیلڈ کا کوئی کام نہیں تھا اس لئے وہ گھر کے ہی ہو
کر رہ گئے تھے لیکن میری اطلاعات کے مطابق پروفیسر تافندی نے
اپنے گھر کے بیسمنٹ میں ایک جدید لیبارٹری قائم کر رکھی تھی۔ اس کا
بیٹا چاچن انٹرنیشنل فلائٹس کا چیف پائلٹ تھا اور اس کی بیٹی ایک

ڈیلی نیوز پیپر کی چیف ایڈیٹر تھی اس لئے انہوں نے اپنے ذرائع
سے خفیہ طور پر انہیں لیبارٹری میں ہر وہ چیز فراہم کر دی تھی جس کی
انہیں ضرورت ہو سکتی تھی۔

پروفیسر تافندی چونکہ روسیاہ کے ایک اہم سائنس دان رہ چکے
تھے اس لئے روسیاہ بھلا انہیں اس قدر آسانی سے کیسے چھوڑ سکتا تھا
اس لئے روسیاہ نے پروفیسر تافندی کی سخت نگرانی کے لئے خفیہ
ایجنٹ رکھے ہوئے تھے جو نہ صرف پروفیسر تافندی بلکہ ان کے بیٹے
اور بیٹی کی بھی نگرانی پر مامور تھے۔ ان کی نگرانی کے باوجود پروفیسر
تافندی کے بیٹے اور بیٹی نے انہیں لیبارٹری بنا دی تھی اس لئے
پروفیسر تافندی دن رات اسی لیبارٹری میں محصور رہتے تھے وہ چاچن
کے لئے کوئی اہم ایجاد کرنا چاہتے تھے تاکہ چاچن روسیاہ کے تسلط
سے آزاد ہونے کے بعد ان کے شر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہ
سکے۔

شروع شروع میں پروفیسر تافندی کی سخت نگرانی کی جاتی رہی
لیکن چونکہ پروفیسر تافندی، ان کے بیٹے اور ان کی بیٹی کی طرف
سے کوئی مشکوک حرکت نہیں ہو رہی تھی اس لئے اس کی نگرانی
آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی۔ لیکن پروفیسر تافندی کو مکمل کلیئرنس نہیں
ملی تھی۔ ان کی یہ نگرانی تادم مرگ تک برقرار رکھی جاتی۔ یہاں
تک کہ ان کی فون کالز کو بھی باقاعدہ ٹیپ کیا جاتا تھا۔ جس کا
پروفیسر تافندی کو علم تھا لیکن وہ چونکہ سائنس دان تھے اس لئے

انہوں نے اس کا بھی توڑ نکال لیا تھا، انہوں نے ایک ایسی ڈیوائس بنا لی تھی جسے وہ جب فون کے ساتھ لگاتے تو ان کی کال ریکارڈ نہیں ہوتی تھی اور اس فون کال کا لنک ایک سیٹلائٹ سے ہو جاتا تھا جس کے توسط سے پروفیسر تافندی اکثر اپنے عزیز سر سلطان اور دیگر افراد سے بات چیت کرتے رہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی بنائی ہوئی ڈیوائس کی وجہ سے نہ تو ان کی کال چیک کی جا سکتی ہے اور نہ سنی اور ریکارڈ کی جا سکتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ احتیاط کا دامن نہیں چھوڑتے تھے اور سر سلطان اور دیگر افراد سے نام بدل کر اور مخصوص کوڈ میں بات کرتے تھے۔ ایک بار سر سلطان سے بات کرتے ہوئے انہوں نے سر سلطان کو بتایا تھا کہ وہ اپنی خود ساختہ لیبارٹری میں ایک بڑی ایجاد کر رہے ہیں جس پر انہوں نے دو تہائی کام مکمل کر لیا ہے۔ ایجاد سے زیادہ وہ اپنی ایجاد کے فارمولے پر کام کر رہے تھے۔ چاچین میں چونکہ اس فارمولے پر فوری طور پر کام نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی چاچن کے پاس اتنے وسائل تھے کہ وہ ان کے فارمولے کو ایجاد کی شکل میں عملی جامہ پہنا سکے اس لئے پروفیسر تافندی نے اپنا فارمولا دنیا بھر کے مسلمانوں کی فلاح کے نام کر دیا تھا اور انہوں نے اپنا فارمولا پاکیشیا کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا جسے وہ اسلام کا قلعہ مانتے تھے۔ ان کی ایجاد کیا تھی اور وہ کس فارمولے پر کام کر رہے تھے یہ بات وہ سر سلطان کو فون پر نہیں بتا سکتے تھے اس لئے انہوں نے سر سلطان

سے کہا تھا کہ جیسے ہی ان کا فارمولا مکمل ہو گا وہ مکمل فارمولا پاکیشیا بھیج دیں گے۔ فارمولا پاکیشیا بھیجنے کے لئے بھی انہوں نے پہلے سے ہی پلاننگ کر رکھی تھی۔ جس کے بارے میں اس وقت انہوں نے سر سلطان کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ پھر پروفیسر تافندی نے سر سلطان کو فون کیا کہ ان کی بیٹی پاکیشیا آ رہی ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے جسے وہ جلد سے جلد پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس خط میں فارمولا نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اس فارمولے تک پہنچ سکتا ہے جسے انہوں نے اپنی بیٹی اور بیٹے کی مدد سے ایک خاص قسم ریکارڈنگ کی شکل میں چھپایا ہے۔ جب پروفیسر تافندی کی بیٹی زرکاشہ پاکیشیا آئی تو اس وقت تک سر سلطان طے شدہ پروگرام کے تحت بیرون ملک کے دورے پر جا چکے تھے۔ زرکاشہ تافندی نے سر سلطان کو فون کر کے انہیں اپنی آمد کا بتایا تو سر سلطان نے اسے وہ خط مجھے پہنچانے کا کہہ دیا۔ میرے بارے میں سر سلطان نے زرکاشہ تافندی کو بتایا تھا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ہوں۔ اگر خط مجھ تک پہنچا دیا جائے تو میں وہ خط محفوظ طریقے سے ایکسٹو تک پہنچا دوں گا۔ زرکاشہ تافندی نے سر سلطان کی بات مان لی تھی لیکن وہ بھی اس فارمولے کا راز جانتی تھی جو اس کے باپ نے پاکیشیا کے لئے بنایا تھا۔ مگر وہ شکی مزاج تھی اس نے اپنے ذرائع سے میرے بارے میں معلومات حاصل

کی۔ وہ چونکہ چاچن کے ایک ڈیلی نیوز کی چیف رپورٹر اور چیف ایڈیٹر تھی اس لئے میرے بارے میں معلومات حاصل کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہوسکتا تھا۔ میرے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہی وہ میرے فلیٹ میں پہنچ گئی تھی اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں''...... عمران نے بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ زرکاشہ تافندی جو خط لائی تھی اس میں وہ فارمولا نہیں تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ پروفیسر تافندی نے سر سلطان کو جو کچھ بتایا ہے ان کے بیان کے مطابق پروفیسر تافندی کا بنایا ہوا فارمولا ابھی چاچن میں ہی کہیں موجود ہے اور وہ بھی ریکارڈ شدہ۔ اب انہوں نے فارمولے کو کس طرح اور کس چیز میں ریکارڈ کیا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے خط میں ایسا ہی کوئی کوڈ بھیجا تھا جو مجھے زرکاشہ تافندی کے ہینڈ بیگ کے ایک خفیہ کیمرے کی میموری کارڈ سے ملا ہے۔ اب یہ کوڈ کیا ہے اور اسے کوڈ کلاک کیوں لکھا گیا ہے میری سمجھ میں فی الحال کچھ نہیں آ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ پروفیسر تافندی نے جس ایجاد کا فارمولا بنایا ہے اس کا تعلق کسی کلاک سے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کلاک یا گھڑی سے مسلمانوں کی فلاح کا کیا کام لیا جا سکتا

ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تب پھر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ پروفیسر تافندی نے فارمولا کسی کلاک یا پھر کسی ریکارڈ کرنے والی گھڑی میں چھپا دیا ہو۔ آج کل جدید دور ہے۔ موبائل فونوں، پین اور چشموں تک میں میموری کارڈ والے ریکارڈر کیمرے نصب ہیں جن کی مدد سے طویل فلم کی ریکارڈنگ بھی کی جا سکتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن کوڈ کلاک۔ اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اور ان ڈاٹس کا کیا مطلب ہوسکتا ہے''۔ عمران نے اسی طرح سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گھڑی میں ایک گھنٹہ ساٹھ منٹ کا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ایک منٹ ساٹھ سیکنڈوں کا۔ کہیں یہ ڈاٹس گھڑی کی گھنٹے کی یا پھر منٹ کی سوئیوں کی طرف تو اشارہ نہیں کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''شاید۔ لیکن گھڑی کی سوئیوں میں کوڈ۔ بات کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے''...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کوڈ کلاک کیا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا پتہ تو شاید زرکاشہ تافندی یا پھر پروفیسر تافندی ہی بتا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے فلیٹ سے جس طرح سے زرکاشہ تافندی کو اغوا کیا گیا

ہے اس سے تو صاف لگتا ہے کہ روسیاہی ایجنٹ پہلے سے ہی یہاں موجود تھے یا پھر وہ زرکاشہ تافندی کے پیچھے آئے تھے اور جب انہوں نے اسے میرے فلیٹ میں جاتے دیکھا تو ان کا ماتھا ٹھنک گیا ہو گا اس لئے انہوں نے فوری طور پر زرکاشہ کو اغوا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو گا۔ اگر یہاں سے زرکاشہ تافندی کو اغوا کیا جا سکتا ہے تو پھر چاچن میں موجود پروفیسر تافندی اور ان کے بیٹے بھی محفوظ نہیں رہے ہوں گے۔ روسیاہی ایجنٹوں نے انہیں بھی اغوا کر لیا ہو گا''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''ظاہر سی بات ہے۔ اگر روسیاہی ایجنٹ زرکاشہ تافندی کے پیچھے یہاں تک آ سکتے ہیں تو پھر وہ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ پھر سب سے اہم بات کہ زرکاشہ تافندی جو ایکسٹو کے لئے خط لائی تھی وہ بھی ان کے ہاتھ نہیں لگا ہے۔ جس طرح سے لفافہ روسیاہی ایجنٹ کے ہاتھوں میں پھٹ گیا تھا اس سے تو ان کا شک اور زیادہ گہرا ہو گیا ہو گا کہ پروفیسر تافندی، ان کا بیٹا اور ان کی بیٹی کوئی انتہائی اہم راز پاکیشیا پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ راز کیا تھا یہ جاننے کے لئے وہ نہ صرف پروفیسر تافندی بلکہ ان کے بیٹے اور ان کی بیٹی کا منہ کھلوانے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ان تینوں کی زندگیاں انتہائی خطرے میں ہیں۔ پروفیسر تافندی نے پاکیشیا بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کی

فلاح کے لئے جو فارمولا بنایا ہے اس کے لئے وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے محسن ہیں۔ اس لئے ان جیسے محسنوں کو دشمنوں سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ اس لئے ہمیں جلد سے جلد کچھ کرنا پڑے گا۔ زرکاشہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی میں نے ٹائیگر کو ذمہ داری سونپ دی ہے۔ لیکن پروفیسر تافندی اور ان کے بیٹے کے لئے مجھے خاص طور پر چاچن جانا پڑے گا۔ بلکہ تم ایک کام کرو۔ مجھے فوراً بی سکس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر لا کر دو۔ میں روسیاہ میں موجود فارن ایجنٹ سے بات کرتا ہوں۔ امید تو نہیں کہ پروفیسر تافندی اور ان کا بیٹا اب چاچن میں ہوں گے لیکن پھر بھی ان کے بارے میں معلوم کر لینا ہی مناسب ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں بھی کسی خطرے کا علم ہو گیا ہو اور وہ خود ہی کہیں روپوش ہو گئے ہوں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے روسیاہ میں موجود فارن ایجنٹ کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ذہن میں لاتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ اسے دنیا میں موجود تمام فارن ایجنٹوں کے نام اور ان کے رابطے نمبر اور ٹرانسمیٹر فریکوئنسیاں زبانی یاد تھیں۔

''ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی اس پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بلب جلنے

بجھنے لگا تھا۔ عمران نے جب دوسری طرف کال دینی شروع کی تو سرخ بلب بجھ گیا اور پھر چند ہی لمحوں میں سرخ کی جگہ سبز بلب جل اٹھا۔

''یس پرنس۔ ایف جے سکس اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔ اس فارن ایجنٹ کا نام فرحان جلیل تھا جس نے اپنے نام کے پہلے حروف بتائے تھے۔

''ایف جے۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں اس وقت نماشیا میں ہوں پرنس۔ حکم۔ اوور''...... ایف جے نے پوچھا۔

''نماشیا شاید چاچن سے تیس کلو میٹر دور کا ایک علاقہ ہے۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''یس پرنس۔ میں یہاں ایک نجی کام کے سلسلے میں آیا ہوا ہوں۔ آتے ہوئے میں اپنے ساتھ وی فائیو ٹرانسمیٹر بھی لے آیا تھا جو میری کار میں چھپا ہوا تھا۔ میں نے اسے ابھی کال آنے پر کار کے خفیہ خانے سے نکالا ہے۔ اوور''...... ایف جے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ یہ اچھی بات ہے کہ ٹرانسمیٹر تم ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتے ہو۔ اسی لئے تم سے بروقت رابطہ ممکن ہو جاتا ہے۔ بہرحال تم کتنی دیر میں چاچن پہنچ سکتے ہو۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''تیس کلو میٹر کا فاصلہ بیس سے پچیس منٹ میں طے ہو جاتا ہے پرنس۔ میں تیز رفتاری سے پندرہ منٹ میں وہاں پہنچ سکتا ہوں۔ اوور''...... ایف جے نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم فوری طور پر چاچن پہنچ جاؤ''......عمران نے کہا اور وہ ایف جے کو ہدایات دینے لگا کہ اسے چاچن میں موجود پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے زرتاش کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی چیک کرنا ہے کہ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کی اگر خفیہ نگرانی کی جا رہی ہے تو نگرانی کرنے والوں کا تعلق کس گروپ یا کس ایجنسی سے ہے اور وہ گروپ چاچن کا ہے یا کہ روسیاہی۔

ایف جے کو ہدایات دے کر عمران نے اوور آل اینڈ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا لیا جو اس نے سامنے میز پر رکھ دیا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ ایف جے سکس کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایف جے نے کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو۔ اوور''......عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

''پرنس۔ میں پروفیسر تافندی کی رہائش گاہ کے پاس پہنچ گیا

ہوں لیکن میں آگے نہیں جا سکتا۔ پروفیسر تافندی کی رہائش گاہ کی طرف جانے والے تمام راستے بلاک کر دیئے گئے ہیں۔ یہ راستے چاچن سیکورٹی فورس نے بلاک کئے ہیں۔ سیکورٹی فورس میں میرے جاننے والے چند افراد موجود ہیں۔ میری ان سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ پروفیسر تافندی کی رہائش گاہ پر اب سے ایک گھنٹہ قبل چند نامعلوم افراد نے حملہ کیا تھا اور وہ رہائش گاہ سے پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو زبردستی اٹھا کر لے گئے ہیں۔ جب تک چاچن فورس یہاں پہنچتی اس وقت تک اغوا کنندگان پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو لے کر جا چکے تھے۔ سیکورٹی فورس نے پروفیسر تافندی کی رہائش گاہ کو گھیر لیا ہے اور اردگرد کے علاقوں میں ان کی تلاش کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ مگر تاحال ان کا کچھ علم نہیں ہوا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایف جے نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ پروفیسر تافندی اور ان کے بیٹے کو لے جانے والے کون تھے۔ اوور''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ یہاں دو بلیک کلر کی جیپیں آئی تھیں جن سے دس کے قریب مسلح افراد اترے تھے اور ان مسلح افراد نے پروفیسر تافندی کی رہائش گاہ پر تعینات گارڈز کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا جن کی تعداد چار تھی۔ گارڈز کو گولیاں مارتے ہی وہ

رہائش گاہ میں گھس گئے تھے اور پھر وہ پروفیسر اور اس کے نوجوان بیٹے کو زبردستی کھینچتے ہوئے باہر لائے تھے اور جیپوں میں ڈال کر نامعلوم مقام کی طرف لے گئے تھے۔ چاچن سیکورٹی فورس دونوں بلیک کلر کی جیپوں کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن نجانے وہ کس طرف اور کہاں چلی گئی ہیں۔ اوور''...... ایف جے نے کہا۔

''اوکے۔ تم اپنی کوشش جاری رکھو۔ جیسے ہی حملہ آوروں کے بارے میں کچھ معلوم ہو تو مجھے یا پھر چیف کو فوراً کال کر کے مطلع کر دینا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس پرنس۔ میں پتہ چلتے ہی کال کر دوں گا۔ اوور''...... ایف جے نے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''وہی ہوا جس کا خدشہ تھا''...... بلیک زیرو نے پریشان انداز میں کہا۔

''اب ٹائیگر کو چاہئے کہ وہ کسی طرح سے زرکاشہ کا پتہ چلائے کہ اسے میرے فلیٹ سے کون لے گیا ہے۔ تب ہی پتہ چل سکے گا کہ پروفیسر تافندی کے پیچھے روسیاہ کی کے جی بی لگی ہوئی ہے یا کوئی اور ایجنسی''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل راچوف کے چہرے پر ہنڈرڈ ون کی آواز سن کر تازگی سی آ گئی تھی۔

''یس ڈولف۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''چیف میں نے لڑکی کو عمران کے فلیٹ سے اغوا کر لیا ہے لیکن میں وہ خط حاصل نہیں کر سکا ہوں جو لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے لئے لے گئی تھی۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈولف نے رک رک کر اور قدرے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ وہ خط کہاں گیا۔ اسے تم کیوں حاصل نہیں کر سکے۔ اوور''...... ڈولف کی بات سن کر کرنل راچوف نے غصے سے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''چیف میں نے جس کرائم گروپ کو ہائر کیا تھا اس نے آنے

میں کافی دیر لگا دی تھی اس لئے میں نے عمران کے فلیٹ میں خود ہی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میرے پاس سائیلنسر لگا مشین پسٹل اور ایک گیس پسٹل تھا۔ میں نے دروازے کے پاس جا کر گیس پسٹل سے فلیٹ میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دی تھی۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا جس کا لاک میں نے لیزر لائٹر کی ریز سے پگھلا دیا تھا اور پھر میں فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ فلیٹ میں لڑکی کے ساتھ مجھے وہاں علی عمران اور اس کا ملازم بھی مل گئے۔ علی عمران ایک صوفے پر پڑا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی ایک پھولا ہوا لفافہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہی وہ لفافہ ہے جو لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے لئے لائی تھی۔ میں نے لفافہ اٹھا لیا لیکن لفافے پر کوئی نام اور پتہ نہیں تھا جس پر میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہی وہ لفافہ ہے یا نہیں تو میں نے اسے کھولنے کا فیصلہ کر لیا اور چیف جیسے ہی میں نے لفافہ کھولا اچانک ایک دھماکا ہوا اس سے نہ صرف میرے ہاتھ کی انگلیاں اُڑ گئیں بلکہ لفافے کو بھی آگ لگ گئی تھی جو دیکھتے ہی دیکھتے جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ اوور''...... ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لفافہ جل کر راکھ ہونے کا سن کر کرنل راچوف بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑ گیا تھا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ لفافے میں ایسا کون سا دھماکا خیز مواد بھرا ہوا تھا کہ لفافے کے پھٹنے سے تمہارے ہاتھ کی انگلیاں بھی اُڑ گئی

تھیں اور لفافہ بھی جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ اور جب وہ لفافہ تمہیں
عمران کے پاس ملا تھا تو تمہیں اسے کھولنے کی کیا ضرورت تھی۔
میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ سیلڈ لفافہ ہی مجھ تک پہنچنا چاہئے پھر۔
اوور''...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یچ یچ۔ چیف۔ وہ لفافے پر کوئی نشان اور لفظ نہیں تھا جس
کی وجہ سے میں کنفیوژ ہو گیا تھا اسی لئے میں نے اس لفافے کو
کھولنے کی کوشش کی تھی۔ اوور''...... کرنل راچوف کی غصیلی آواز سن
کر ڈولف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یو نانسنس۔ جو بھی تھا جیسا بھی تھا تمہیں وہ لفافہ اسی حالت
میں مجھ تک پہنچانا چاہئے تھا۔ یہ بات تم لڑکی سے بھی اگلوا سکتے
تھے کہ وہ کون سا لفافہ لائی تھی۔ اوور''...... کرنل راچوف نے
غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں ایسا کر لیتا تو شاید وہ خط ضائع نہ ہوتا۔ مجھے
واقعی وہ لفافہ نہیں کھولنا چاہئے تھا۔ لفافے کے دھماکے کے پریشر
سے میں دور جا گرا تھا۔ کچھ دیر کے لئے تو میرے حواس معطل ہو
گئے تھے لیکن جلد ہی میں نے خود کو سنبھال لیا۔ میں نے اپنی کٹی
ہوئی انگلیوں پر رومال باندھ لیا تھا۔ میری حالت چونکہ خراب تھی
اس لئے میں وہاں سے جلد سے جلد نکل جانا چاہتا تھا۔ میں نے
وہاں سے جاتے ہوئے عمران کو گولی مار کر ہلاک کرنا چاہا لیکن فلیٹ
میں شاید کوئی پروٹیکشن ریز پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے میرا مشین

ن جام ہو گیا تھا۔ علی عمران کے بارے میں مجھے معلوم تھا کہ وہ
ہنی طاقتور اعصاب کا مالک ہے۔ اسے میں نے جس گیس سے
بے ہوش کیا تھا کسی بھی وقت گیس کا عمران پر سے اثر ختم ہو سکتا تھا
ں لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ عمران کے ہوش میں آنے
سے پہلے ہی مجھے لڑکی کو لے کر وہاں سے نکل جانا چاہئے۔ اس کا
ہوا خط تو ضائع ہو چکا تھا لیکن وہ اس خط کے بارے میں جانتی
تھی کہ اس خط میں کیا ہے۔ اس لئے میں نے وقت ضائع نہیں کیا
اور لڑکی کو لے کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ اوور''...... ڈولف نے
ی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اب کہاں ہے وہ لڑکی۔ اوور''...... کرنل راچوف نے
کر پوچھا۔

''میں اسے کرائم گروپ کے ایک خفیہ ٹھکانے پر لے آیا ہوں
یف۔ میں نے اس لڑکی کو طویل بے ہوشی کا انجکشن بھی لگا دیا
ہے۔ میری کرائم گروپ کے سربراہ سے بات ہوئی ہے اس نے کہا
ہے کہ اس کا بین الاقوامی اسمگلروں کے گروپ سے رابطہ ہے جو
نی سمگلنگ کرتا ہے۔ آج شام کو اس گروپ کے چیف سے
ی ملاقات طے کر دی گئی ہے۔ جس سے ڈیل کرنے کے بعد
میں اس لڑکی کو آسانی سے پاکیشیا سے نکال لاؤں گا۔ اوور''۔
ف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس لڑکی کو لے کر جلد سے جلد یہاں آ جاؤ۔

اب تو مجھے بھی دال میں کالا نظر آنے لگ گیا ہے۔ میں نے کرنل کارف کو پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو بھی یہاں لانے کا کہہ دیا ہے۔ بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ پروفیسر تافندی چاچن میں کیا کر رہا تھا اور اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو کیا خفیہ پیغام بھیجا ہے۔ اوور''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ جیسے ہی میری انسانی اسمگلروں کے سربراہ سے بات ہوتی ہے۔ میں فوری طور پر اس لڑکی کو لے کر وہاں سے نکل آؤں گا۔ اوور''...... ڈولف نے کہا۔

''اوکے۔ اب اس بات کی ذمہ داری تمہاری ہے کہ وہ لڑکی صحیح سلامت مجھ تک پہنچنی چاہئے۔ اوور''...... کرنل راچوف نے اسے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

''یس چیف۔ لڑکی صحیح سلامت آپ تک پہنچ جائے گی۔ اوور''...... ڈولف نے با اعتماد لہجے میں کہا اور کرنل راچوف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد کرنل کارف وہاں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جس میں ان تمام مسافروں کی تفصیل تھی جو ووسٹ جزیرے پر تباہ ہونے والے طیارے میں سفر کر رہے تھے۔ کرنل کارف نے فائل کرنل راچوف کے سامنے رکھ دی۔ کرنل راچوف فائل کھول کر دیکھنے لگا۔

''کچھ معلوم ہوا ہے طیارہ کیسے حادثے کا شکار ہوا ہے''۔ کرنل

راچوف نے فائل بند کرتے ہوئے کرنل کارف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو چیف۔ چاچن حکومت، روسیاہی حکومت سے ووسٹ جزیرے پر جانے اور طیارے کا ملبہ تلاش کرنے کے لئے کہہ رہی ہے۔ جلد ہی انہیں ووسٹ جزیرے پر جانے کی اجازت مل جائے گی تب ہی معلوم ہو سکے گا کہ طیارے میں کیا ہوا تھا اور وہ کس طرح سے جزیرے پر گر کر تباہ ہوا تھا''...... کرنل کارف نے کہا۔

''ووسٹ جزیرہ یہاں سے زیادہ مسافت پر نہیں ہے۔ چاچن حکومت کو روسیاہ سے اجازت لینے میں وقت لگ سکتا ہے۔ اس لئے تم فوراً اپنی ٹیم کو لے کر جاؤ اور اپنے طور پر سرچ کرو کہ طیارہ کیسے حادثے کا شکار ہوا ہے اور اس طیارے میں ایسا کیا سٹف تھا جسے پروفیسر تافندی اپنے بیٹے کے ذریعے ایکریمیا یا پاکیشیا بھیج رہا تھا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے سرچنگ ٹیم کو تیار ہونے کا حکم دے دیا ہے۔ میں خصوصی آلات لے کر ووسٹ جزیرے پر جاؤں گا اور خود تحقیق کروں گا کہ وہاں کیا ہوا تھا۔ خصوصی آلات کی مدد سے شاید ہمیں وہاں وہ مطلوبہ سٹف بھی مل جائے جس کا تعلق طیارے سے نہ ہو''...... کرنل کارف نے کہا۔

''پروفیسر اور اس کے بیٹے کو یہاں آنے میں کتنا وقت لگے گا''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

”یہاں آتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر میری چاچن میں موجود ہنڈرڈ ٹین اور ففٹین سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا ہے کہ میرے حکم پر انہوں نے پروفیسر تافندی کی رہائش گاہ پر حملہ کیا تھا اور وہ دونوں باپ بیٹے کو وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے دونوں باپ بیٹے کو ایک محفوظ مقام پر چھپا لیا ہے۔ انہیں یہاں لانے کے لئے میں نے بیس کیمپ سے ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر وہاں بھیج دیا ہے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچے گا ہنڈرڈ ٹین اور ہنڈرڈ ففٹین دونوں باپ بیٹے کو اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں بھیج دیں گے“...... کرنل کارف نے کہا۔

”کون سا ہیلی کاپٹر بھیجا ہے“...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

”ٹی سکس تھاؤزنڈ بلیک برڈ“...... کرنل کارف نے کہا۔

”گڈ۔ یہ ہیلی کاپٹر واقعی انتہائی تیز رفتار ہے اور اس ہیلی کاپٹر کو کسی راڈار سے بھی چیک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جب تک چاچن ایئر فورس کو ٹی سکس تھاؤزنڈ بلیک برڈ نظر آئے گا اس وقت تک ہیلی کاپٹر ان کی سرحد سے نکل جائے گا“...... کرنل راچوف نے کہا تو کرنل کارف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ڈولف کی طرف سے کوئی اطلاع ملی ہے کہ اس نے عمران کے فلیٹ سے وہ خط حاصل کیا ہے یا نہیں جو پروفیسر تافندی کی بیٹی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے لئے لے گئی تھی“۔ کرنل کارف نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا تو کرنل راچوف نے

سے ڈولف کی بتائی ہوئی تمام باتیں بتا دیں۔

”چلیں کوئی بات نہیں چیف۔ ایک خط ضائع ہو گیا ہے تو کیا ہوا۔ خط لکھنے والا پروفیسر تافندی اور اس کا بیٹا اور خط لے جانے والی اس کی بیٹی ہمارے قبضے میں ہیں۔ ہم ان سے اگلوا لیں گے کہ اس خط میں کیا تھا اور ان تینوں نے انٹرنیشنل طیارے میں ایسی کیا چیز چھپائی تھی جسے وہ پاکیشیا پہنچانا چاہتے تھے“...... کرنل کارف نے کہا تو کرنل راچوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں تاکہ وہ چاچن حکومت کو دوست جزیرے پر جا کر طیارے کا ملبہ تلاش کرنے کی جلد اجازت نہ دیں اور ان سے ٹال مٹول کرتے رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تک چاچن حکام آ کر اس علاقے کا دورہ کریں ہم وہاں سے وہ چیز حاصل کر لیں جو خفیہ طور پر اس طیارے سے پاکیشیا بھیجی جا رہی تھی“...... کرنل راچوف نے کہا تو کرنل کارف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کرنل راچوف نے فون کا رسیور اٹھا کر روسیاہ کے اعلیٰ حکام سے بات کرنا شروع کر دی۔ کچھ دیر وہ فون پر بات کرتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”اعلیٰ حکام کے مطابق چاچن حکام کو شام تک کے لئے ہی ٹالا جا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں کیونکہ اگر ایسا کیا گیا تو چاچن حکام اس سلسلے میں اقوام متحدہ سے مدد مانگ سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم مشکلات کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے

اس کے لئے ہمارے پاس صرف چند گھنٹے ہیں۔ ان چند گھنٹوں میں ہمیں ہر حال میں طیارے کے ملبے سے وہ سٹف حاصل کرنا ہے جو پروفیسر تافندی نے اس طیارے میں کہیں چھپا رکھا تھا۔ کچھ دیر تک پروفیسر تافندی اور اس کا بیٹا دونوں یہاں پہنچ جائیں گے۔ میں ان کی زبان کھلوانے کی کوشش کروں گا۔ جب تک وہ کچھ نہیں بتاتے تم ووسٹ جزیرے پر جا کر اپنا کام شروع کر دو۔ میں تم سے رابطے میں ہی رہوں گا۔ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کی زبان کھلواتے ہی میں تمہیں انفارم کر دوں گا''...... کرنل راچوف نے کہا تو کرنل کارف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے چیف''...... کرنل کارف نے کہا۔

''اس بات کا خاص دھیان رکھنا۔ کوئی بھی معمولی سی معمولی چیز اور غیر اہم چیز بھی تمہاری نگاہوں سے نہیں بچنی چاہئے''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں اپنا کام بخوبی کر لوں گا''...... کرنل کارف نے کہا۔

''گڈ۔ اب تم جا سکتے ہو''...... کرنل راچوف نے کہا تو کرنل کارف نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ کرنل راچوف کو سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اچانک عمران کی ریسٹ واچ پر ضربیں سی لگنی شروع ہوئیں تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے اپنی ریسٹ واچ کی طرف دیکھا تو واچ کا نو کا ہندسہ اسے سپارک کرتا ہوا دکھائی دیا۔

''ٹائیگر کی کال ہے۔ شاید اسے زرکاشہ کا کوئی کلیو مل گیا ہے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے واچ کا ونڈ بٹن کھینچ کر سوئیوں کو حرکت دیتے ہوئے انہیں نو کے ہندسے پر ایڈجسٹ کیا تو نو کے ہندسے کی سپارکنگ ختم ہو گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... واچ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''یس ٹائیگر۔ کیا رپورٹ ہے۔ کچھ پتہ چلا اس لڑکی کے بارے میں۔ اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''یس باس۔ پتہ چل گیا ہے۔ لڑکی اس وقت ڈارک مون کلب

کے ایک تہہ خانے میں ہے اور اسے آج رات یہاں سے باہر لے جانے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

''باہر لے جانے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے کیا مطلب۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''میری معلومات کے مطابق اس لڑکی کی انٹرنیشنل اسمگلروں کے ذریعے آج رات کافرستان اور کافرستان سے روسیاہ پہنچانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تمہیں ان سب باتوں کے بارے میں کیسے علم ہوا ہے اور تمہیں لڑکی کے بارے میں کیسے پتہ چلا ہے کہ وہ ڈارک مون کلب کے تہہ خانے میں ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے اپنی تفتیش کا آغاز آپ کے فلیٹ کے باہر سے کیا تھا۔ وہاں سے مجھے پتہ چلا کہ جو شخص لڑکی کو آپ کے فلیٹ سے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر لے گیا تھا اس کے جانے کے ٹھیک دس منٹوں کے بعد ایک سیاہ رنگ کی کار اور دو جیپیں بھی وہاں پہنچ تھیں۔ ان جیپوں میں سوار افراد بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔ چند منٹوں تک کار اور جیپیں وہاں رکی رہیں اور پھر وہ اسی طرف روانہ ہو گئیں جس طرف نوجوان بے ہوش لڑکی کو لے گیا تھا۔ میں نے کار اور ان جیپوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو مجھے پتہ چلا

کہ اس کار کے بمپر پر ایک اسٹیکر لگا ہوا تھا جو سرخ رنگ کا تھا۔ اسٹیکر پر سیاہ رنگ کا ایک بھیڑیا بنا ہوا تھا اور اسٹیکر پر بی ڈبلیو بھی لکھا ہوا تھا۔ جو دارالحکومت کے ایک کرائم گروپ بلیک وولف کا مخصوص نشان تھا۔ میں اس بات پر کھٹک رہا تھا کہ بلیک وولف گروپ وہاں کیوں آیا تھا اور چند لمحے آپ کے فلیٹ کے سامنے رک کر وہاں سے چلا کیوں گیا تھا۔ جہاں تک بلیک وولف گروپ کو میں جانتا تھا ان کا وہاں آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا تھا۔ بلیک وولف گروپ اس وقت نظر آتا تھا جب انہیں کسی کے خلاف زبردست کارروائی کرنی ہوتی تھی۔ یہ گروپ تیز رفتار ایکشن کے لئے ہی اکٹھا ہوتا ہے اور ایکشن کر کے اپنا ہدف حاصل کر کے فوراً غائب ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا کوئی کلیو نہیں ملتا۔ یہ گروپ قتل و غارت، غنڈہ گردی اور دوسرے بہت سے جرائم سے وابستہ ہے اور یہ گروپ اسی وقت تک کام نہیں کرتا جب تک اسے کوئی بڑا معاوضہ دے کر ہائر نہ کر لے۔

میں کافی عرصے سے اس گروپ کی تلاش میں تھا۔ میں نے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ اس گروپ کا تعلق ڈارک کلب سے ہے اور یہ گروپ جہاں بھی جاتا ہے وہاں ان کا مخصوص سرخ اسٹیکر والا نشان ضرور دکھائی دیتا ہے جس پر سیاہ رنگ کا بھیڑیا بنا ہوا ہے اور ڈبلیو لکھا ہوتا ہے۔ میں نے ڈارک کلب تک رسائی حاصل کر لی تھی اور مجھے اس بات کا بھی علم ہو گیا تھا کہ بلیک وولف کا سربراہ

ڈارک کلب کا مالک ایک غیر ملکی ہے جس کا نام ایرلڈ ہے۔ ایرلڈ کا
تعلق ایکریمیا سے ہے لیکن وہ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا
ہے۔ ایرلڈ کے بارے میں نے خاصی چھان بین کر رکھی تھی۔ اس
کے بارے میں مجھے علم ہوا تھا کہ اس کا گروپ زیادہ تر اغوا اور
قتل و غارت گری میں ملوث رہتا ہے اور اغوا کندگان کو ایرلڈ اپنے
کلب کے زیر زمین ایک تہہ خانے میں رکھتا ہے جہاں جانے کا
صرف ایک ہی راستہ ہے جو ایرلڈ کے کمرے میں ہے۔ میں فوری
طور پر ڈارک کلب پہنچ گیا۔ ڈارک کلب میں آ کر مجھے ایرلڈ کے
آفس تک پہنچنے کے لئے مختلف میک اپ کرنے پڑے تھے۔ میں
یہاں آ کر ویٹر سے لے کر وہاں آنے والے مختلف غنڈوں کا
روپ بدلتا ہوا آخر کار ایرلڈ کے آفس میں داخل ہونے میں
کامیاب ہو گیا۔ ایرلڈ چونکہ اپنے آفس میں نہیں تھا اس لئے میں
نے اس کے کمرے میں ایک مائیکرو بگ لگا دیا تھا جس سے میں
کہیں بھی جا کر ایک رسیور پر اس کمرے میں ہونے والی بات
چیت سن سکتا تھا۔ بگ لگانے کے بعد میں کلب سے نکل آیا تھا۔
میں نے ایک بار پھر میک اپ بدلا اور کلب سے نکل آیا۔ ایرلڈ
کے آفس میں، میں نے جو بگ لگایا تھا اس کا رسیور میری کار
میں موجود تھا۔ میں نے کار ڈارک کلب کے باہر ہی روک رکھی تھی۔
کافی وقت انتظار کرنے کے بعد جب ایرلڈ اپنے آفس میں آیا تو
وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جس کا تعلق

روسیاہ سے تھا۔ وہ روسیاہ کی کس ایجنسی یا کس علاقے سے تعلق رکھتا
تھا اس کے بارے میں دوسرے شخص نے ایرلڈ سے کوئی بات نہیں
کی تھی۔ شاید وہ روسیاہی، ایرلڈ سے اپنی اصلی شناخت چھپا رہا تھا۔
ان دونوں نے آفس میں اسی لڑکی کے بارے میں باتیں کرنی
شروع کر دیں جسے روسیاہی ایجنٹ آپ کے فلیٹ سے لے گیا تھا۔
روسیاہی ایجنٹ کے پاس چونکہ اپنا محفوظ ٹھکانہ نہیں تھا اس لئے اس
نے بھاری معاوضے پر ایرلڈ کے بلیک وولف گروپ کو ہائر کیا تھا
اور ایرلڈ کے کہنے پر روسیاہی ایجنٹ لڑکی اسی کلب میں لے گیا تھا
جسے ایرلڈ نے کلب کے تہہ خانے میں چھپا دیا تھا۔ اب روسیاہی
ایجنٹ چاہتا تھا کہ اسے اور لڑکی کو کسی بھی طرح سے وہ سرحد پار کرا
دے۔ وہ ان دونوں کو خفیہ طریقے سے کافرستان پہنچا دے تو وہ
اس لڑکی کو لے کر آسانی سے روسیاہ روانہ ہو جائے گا۔ ایرلڈ کو اس
سے کوئی مطلب نہیں تھا کہ روسیاہی ایجنٹ کون ہے اور وہ لڑکی کو
روسیاہ کیوں لے جانا چاہتا ہے۔ وہ مطلب پرست اور دولت کا
پجاری ہے۔ ایرلڈ نے روسیاہی ایجنٹ جس نے اپنا فرضی نام ڈیمل
بتایا تھا سے بھاری معاوضہ طلب کیا اور اسے لڑکی کے ساتھ
کافرستان پہنچانے کا وعدہ کر لیا۔ ایرلڈ نے اپنے آفس سے ڈیمل
کے سامنے ہی ایک انسانی اسمگلر سے بات کی تھی جس سے ڈیلنگ
کے بعد آج رات ان دونوں کو سرحدی پٹی پر پہنچانے اور بارڈر
کراس کرانے کی بات کی گئی تھی۔ جس پر روسیاہی ایجنٹ ڈیمل

مطمئن ہو گیا تھا۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ لڑکی اب بھی ڈارک کلب کے تہہ خانے میں موجود ہے۔ اوور''......عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ وہ تہہ خانے میں ہی ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اور وہ روسیاہی ایجنٹ ڈیمل ۔ وہ کہاں ہے۔ اوور''......عمران نے پوچھا۔

''ڈیمل کے پاس چونکہ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اس لئے اس کے کہنے پر ایرلڈ نے اسے اپنی رہائش گاہ میں ایک ریسٹ روم فراہم کر دیا ہے۔ وہ اس وقت بھی اسی رہائش گاہ میں موجود ہے۔ اوور''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب کلب کی صورتحال بتاؤ۔ کیا ہم آسانی سے ایرلڈ کے آفس اور اس کی رہائش گاہ میں ڈیمل تک پہنچ سکتے ہیں۔ اوور''......عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے ایرلڈ کے آفس تک پہنچنے کے تمام راستے چیک کر لئے ہیں۔ ایرلڈ کلب کے راستے اپنے آفس میں نہیں جاتا۔ ایرلڈ کی رہائش گاہ کلب کے عقب میں ہی ہے۔ اس رہائش گاہ کے نیچے ایک خفیہ سرنگ ہے جس کے راستے وہ ڈائریکٹ اپنے آفس میں آتا ہے اور اسی راستے سے باہر جاتا ہے۔ کلب سے

ندر جانے کے لئے ہمیں کئی راستوں سے گزرنا پڑے گا جبکہ اگر ہم ایرلڈ کی رہائش گاہ سے ڈائریکٹ اس کے آفس میں پہنچ سکتے ہیں۔ اوور''......ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ کیا ایرلڈ کی رہائش گاہ میں مسلح افراد نہیں ہیں۔ اوور''۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''رہائش گاہ میں مسلح افراد بھی موجود ہیں اور رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے ایرلڈ نے وہاں ہر طرف کلوز سرکٹ کیمرے بھی نصب کرا رکھے ہیں جن سے وہ اپنے گھر اور آفس دونوں جگہوں سے چیکنگ کرتا رہتا ہے۔ اوور''......ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر ہم نے رہائش گاہ میں داخل ہو کر کارروائی کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایرلڈ کلب سے لڑکی کو نکال کر کہیں اور لے جائے۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں ایرلڈ کا رہائش گاہ میں واپس آنے کا انتظار کرنا ہو گا باس۔ جیسے ہی ایرلڈ واپس آئے گا ہم رہائش گاہ پر بے ہوشی کی گیس فائر کر دیں گے جس سے ایرلڈ سمیت وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''یس یہی مناسب رہے گا۔ میں وہاں سے ہر حال میں لڑکی کو صحیح سلامت نکالنا چاہتا ہوں۔ اوور''......عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اگر آپ کہیں تو میں اس لڑکی کو وہاں سے نکال کر

آپ کے پاس پہنچا دوں۔ اوور“...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ تم مجھے پتہ بتاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اسے ڈارک کلب کا ایڈریس بتا دیا۔

”اوکے۔ میں آدھے گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور“...... عمران نے کہا اور اوور اینڈ آل کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

”چلیں شکر ہے اللہ کا کہ زرکاشہ کے بارے میں یہ تو پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ پروفیسر تافندی اور ان کا بیٹا تو روسیاہی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ چکے ہیں اب ہمیں ان سے ہر حال میں زرکاشہ کو بچانا ہو گا تاکہ اس سے پتہ چل سکے کہ اس خط میں کیا تھا یا اس کے ہینڈ بیگ کے خفیہ کیمرے کی میموری میں یہ کوڈ کلاک کیا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”اگر زرکاشہ اس بات سے لاعلم ہوئی کہ اس کے باپ نے خط میں کیا لکھا تھا تو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ خط کے متن کے بارے میں زرکاشہ ضرور کچھ نہ کچھ جانتی ہو گی اور اسے یہ بھی پتہ ہو گا کہ پروفیسر تافندی نے ایکسٹو کے لئے کیا پیغام لکھا تھا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کال کرنے لگا۔ رانا ہاؤس کال کر کے اس نے جوزف اور جوانا کو فوری طور پر مطلوبہ جگہ پہنچنے کا حکم دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”جب ٹائیگر اور آپ نے ایرلڈ کی رہائش گاہ پر بے ہوشی کی گیس سے اٹیک کرنے کا پروگرام بنایا ہے تو پھر آپ جوزف اور جوانا کو ساتھ کیوں لے جا رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایرلڈ کا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ وہ جس پائے کا کام کرتا ہے اس سے کوئی بعید نہیں کہ اس نے اپنی رہائش گاہ کا کوئی اور سائنسی انتظام بھی کر رکھا ہو۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ ایرلڈ اور روسیاہی ایجنٹ ڈیمل یا اس کا جو بھی نام ہے رہائش گاہ کے کسی تہہ خانے میں ہوں۔ جہاں گیس نہ پہنچ سکتی ہو۔ اس تہہ خانے میں مزید مسلح افراد بھی ہو سکتے ہیں اور جیسا کہ ٹائیگر نے بتایا ہے کہ ایرلڈ کی رہائش گاہ اور کلب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں تو کلب سے بھی تو مسلح افراد رہائش گاہ میں آ سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو جوزف اور جوانا انہیں آسانی سے سنبھال لیں گے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران اسے ٹاٹا کرتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی ٹو سیٹر میں بیٹھا نہایت تیزی سے ڈارک کلب کی جانب اُڑا جا رہا تھا جس کا پتہ ٹائیگر نے اسے بتایا تھا۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد عمران اس پوش علاقے میں داخل ہو

رہا تھا جہاں ایک بڑی سڑک کے کارنر پر ایک نئی تعمیر شدہ رہائش گاہ تھی۔ ٹائیگر اسے اپنی کار میں اس سڑک کے کنارے پر ہی مل گیا تھا۔ عمران کی کار مڑتے دیکھ کر وہ کار سے نکل آیا تھا۔ عمران نے کار اس کی کار کے پیچھے روک دی۔

ٹائیگر کے سر پر ہیڈ فون چڑھا ہوا تھا جس کی مدد سے وہ ایرلڈ کے آفس میں لگے ہوئے بگ کی مدد سے اس کی باتیں سن سکتا تھا۔

''کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے کار سے نکل کر ٹائیگر کے قریب پہنچ کر سلام و دعا کے بعد اس سے پوچھا کہا۔

''ایرلڈ ابھی اپنے آفس میں ہی موجود ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور وہ روسیاہی ایجنٹ ڈیمل''...... عمران نے اس سے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔

''وہ رہائش گاہ میں ہی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کون سی رہائش گاہ ہے ان کی''...... عمران نے پوچھا۔

''رائٹ سائیڈ پر چھ کوٹھیوں سے آگے بڑے براؤن گیٹ والی رہائش گاہ جس کی دیواریں اونچی ہیں اور ان پر بلیو گلاس کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں''...... ٹائیگر نے بتایا تو عمران غور سے اس رہائش گاہ کی طرف دیکھنے لگا۔ کوٹھی دوسری کوٹھیوں سے کہیں زیادہ بڑی تھی اور اس کی دیواریں بھی عام کوٹھیوں سے خاصی اونچی بنائی

گئی تھیں۔

''ٹھیک ہے۔ ایرلڈ کو رہائش گاہ میں آ لینے دو پھر ہم کارروائی شروع کریں گے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر دوبارہ کار میں بیٹھ گیا اور ایرلڈ کے آفس میں لگائے ہوئے بگ کی مدد سے کار میں موجود رسیور سے اس کی باتیں سننے لگا اور اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ وہ کب اٹھ کر اپنی رہائش گاہ میں آئے گا۔ عمران ابھی ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے وہاں ایک کار آ گئی۔ یہ کار جوانا لایا تھا جس کی سائیڈ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر عمران نے اشارے سے انہیں کار سے نکلنے سے منع کیا اور تیز تیز چلتا ہوا ان کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

''تم دونوں کار میں ہی رہو۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں اسلحہ لے باہر کر آ جانا۔ ہمیں اس براؤن گیٹ والی بڑی رہائش گاہ پر حملہ کرنا ہے''...... سلام و دعا کے بعد عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے سر ہلا کر کہا۔

''جوزف۔ وی ڈی سسٹم لائے ہو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا اور اس نے کار کی عقبی سیٹ پر رکھا ہوا ایک چرمی بیگ اٹھایا اور اس کی زپ کھول دی۔ زپ کھول کر اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی مشین

نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اس سے مشین لی
مشین پر کئی بٹن اور ایک چھوٹی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ عمران نے
مشین آن کی تو سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین بلینک تھی۔ عمران نے
مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک ایریل سا کھینچ کر باہر نکال لیا۔

''ایرو نیڈل گن دو مجھے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے
اثبات میں سر ہلا کر بیگ سے ایک چھوٹی سی کھلونے نما گن نکال کر
عمران کو دے دی۔ اس گن کی نال انتہائی باریک تھی۔

''اسے پکڑو۔ میں ابھی آتا ہوں''...... عمران نے مشین جوانا کو
پکڑاتے ہوئے کہا اور گن لے کر اس طرف بڑھتا چلا گیا جس
طرف ایرلڈ کی رہائش گاہ تھی۔

ایرلڈ کی رہائش گاہ کے باہر مسلح گارڈ موجود تھا۔ اس رہائش گاہ
کے گیٹ پر اور دیوار کے ایک کارنر پر شارٹ سرکٹ کیمرے بھی
لگے ہوئے تھے۔ عمران اس رہائش گاہ کی طرف دیکھے بغیر ٹہلنے کے
انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس نے گن اس انداز میں پکڑ رکھی
تھی کہ قریب سے گزرنے والا بھی اس کے ہاتھ میں موجود گن نہیں
دیکھ سکتا تھا۔ تھوڑا سا آگے آتے ہی عمران نے ہاتھ اٹھایا جیسے وہ
سر کھجانا چاہتا ہو۔ ہاتھ اٹھاتے ہی اس نے گن کا رخ ایرلڈ کی
رہائش گاہ کی جانب کیا اور گن پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن
پریس کرتے ہی گن کی نال سے ایک لمبی سوئی نکلی اور بجلی کی سی
تیزی سے ایرلڈ کی رہائش گاہ کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ اس سوئی

کے پچھلے حصے پر ایک موتی جیسا ابھار سا بنا ہوا تھا۔ سوئی اُڑتی ہوئی
رہائش گاہ کی دیوار سے گزرتی ہوئی اندر چلی گئی تو عمران ایک لمحے
کے لئے رکا اور پھر مڑ کر واپس چل پڑا جیسے آگے جاتے جاتے
سے اچانک کوئی خیال کہ وہ گھر میں کچھ بھول آیا ہے۔ اس لئے
وہ واپس جا رہا ہو۔

عمران نے ایرلڈ کی رہائش گاہ میں جو نیڈل فائر کی تھی اس کے
عقب میں لگا ہوا موتی نما ابھار انتہائی طاقتور مائیکرو ڈٹیکٹر تھا جس
ن مدد سے عمران وی ڈی سسٹم سے اس رہائش گاہ میں ایک ایسی
ریز پھیلا سکتا تھا جس کی مدد سے اسے رہائش گاہ کے تمام حفاظتی
نتظامات کا علم ہو سکتا تھا۔ اس رہائش گاہ میں ایئر کرافٹ گنیں،
میزائل لانچر یا پھر سائنسی اسلحہ بھی نصب ہوتا تو وی ڈی سسٹم کے
ذریعے عمران کو ان کی مکمل معلومات مل سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ
ی سسٹم سے عمران کو یہ بھی پتہ چل سکتا تھا کہ رہائش گاہ کے دفاع
ے لئے وہاں کون کون سے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اگر
ہاں کسی پروٹیکشن ریز کا جال بھی بچھا ہوتا تو وی ڈی مشین سے
ن کا پتہ چلایا جا سکتا تھا۔

واپس آ کر عمران نے جوانا سے وی ڈی مشین لی اور اسے
یڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔ یہ مشین ایک منی کمپیوٹر جیسی تھی جسے اگر
وئی دیکھ بھی لیتا تو یہی سمجھتا کہ عمران سڑک پر کھڑا موبائل
پیوٹرائزڈ سسٹم سے انٹرنیٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

عمران ابھی وی ڈی مشین پر کام کر ہی رہا تھا کہ اسی لمحے ٹائیگر اپنی کار سے نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا اس طرف آ گیا۔

''باس۔ وہ رہائش گاہ میں آ گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے وی ڈی مشین پر کام کرتے ہوئے اسے ٹائیگر کی آمد کا علم ہی نہ ہوا ہو۔

''اوکے''......عمران نے سر ہلا کر کہا۔

''کیا میں رہائش گاہ پر اے ففٹی گیس فائر کر دوں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس رہائش گاہ میں بے ہوشی کی گیس فائر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''......عمران نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''کیا مطلب''......ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میں نے رہائش گاہ میں وی ڈی سسٹم سے چیک کیا ہے۔ اس رہائش گاہ کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست کیا گیا ہے۔ بظاہر یہاں ایک سیکورٹی گارڈ اور چند شارٹ سرکٹ کیمروں کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے لیکن درحقیقت ایرلڈ نے اس رہائش گاہ کو سائنسی انتظامات سے اپنے لئے ایک مضبوط قلعہ بنا رکھا ہے ایسا قلعہ کہ اگر یہاں میزائلوں اور بموں کی بارش بھی کر دی جائے تو اس رہائش گاہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس رہائش گاہ میں کراٹ ریزز کا جال پھیلا ہوا ہے جو ہر قسم کے اسلحے سمیت زہریلی گیس کے اثرات بھی لمحوں میں زائل کر دیتا ہے''......عمران نے کہا

تو ٹائیگر کے چہرے پر شدید حیرت لہرانے لگی۔

''کراٹ ریز۔ اوہ۔ اسی لئے ایرلڈ کلب سے زیادہ وہ اس عمارت میں خود کو زیادہ محفوظ سمجھتا ہے''......ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے وہ یہاں اطمینان سے رہتا ہے اور کلب میں آنے جانے کے لئے رہائش گاہ کا ہی راستہ اختیار کرتا ہے''۔عمران نے کہا۔

''کراٹ ریز تو واقعی انتہائی طاقتور حفاظتی ریز ہے۔ اس ریز کی موجودگی میں ہمارا سارا اسلحہ بے کار ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ اگر ایرلڈ اس عمارت کو اپنے لئے مضبوط قلعہ بنا سکتا ہے تو ہم بھی اس کے قلعے کی حفاظتی دیواریں کھوکھلی کر سکتے ہیں اور کراٹ ریز کو کاٹ کر اس سارے قلعے کو بھی تباہ کر سکتے ہیں''......عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیسے باس۔ کراٹ ریز کو کاٹنے کے لئے ہمارے پاس زیرو میٹر ہونا ضروری ہے۔ زیرو میٹر کے استعمال سے ہی ہم کراٹ ریز ختم کر سکتے ہیں اور وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ میں اگر کہیں سے زیرو میٹر تلاش کرنے کی کوشش بھی کروں تو اس میں بہت وقت لگ سکتا ہے۔ جب تک ہمیں زیرو میٹر ملے گا اس وقت تک ...ی کو لے کر یہاں سے نکل چکے ہوں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو میں زیرو میٹر کے بغیر بھی کام چلا لوں گا''۔

عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''میں سمجھا نہیں۔ آپ زیرو میٹر کے بغیر کیسے کام چلائیں گے''...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''کراٹ ریز مشینی سسٹم سے کام کرتی ہے اور مشین کے لئے پاور سپلائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کراٹ ریز پھیلانے والی مشین کو پاور سپلائی ہی معطل ہو جائے تو مشین بند ہو جائے گی اور کراٹ ریز بھی ختم ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر ہم پاور سپلائی کیسے ختم کریں گے۔ ضروری تو نہیں کہ ایرلڈ نے کراٹ ریز پھیلانے والی مشین کو عام الیکٹرک سپلائی سے منسلک کر رکھا ہو۔ اس کے لئے ہو سکتا ہے اس نے الگ بیٹریاں لگا رکھی ہوں یا کسی جنریٹر سے سپلائی لی جا رہی ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونے کو سب ہو سکتا ہے۔ ایکریمیا انتہائی ایڈوانس ٹیکنالوجی استعمال کرتا ہے۔ ایرلڈ ایکریمین ہے۔ اس نے کراٹ مشین ایکریمیا سے ہی منگوائی ہوں گی اور میں اس مشین کے بارے میں جانتا ہوں۔ اس مشین کو الیکٹرک سپلائی اور بیٹریوں سے تو چلایا جا سکتا ہے لیکن جنریٹر سے نہیں۔ جنریٹر سے دھمک کی آواز پیدا ہوتی ہے جس کا اثر مشین پر پڑتا ہے اور اس سے بننے والی کراٹ ریز میں خلل آ جاتا ہے چاہے جنریٹر اس مشین کے نزدیک پڑا ہوا ہو یا

دور بہرحال جنریٹر کی دھمک کا کراٹ مشین پر اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے یہ مشین عام الیکٹرک سپلائی یا پھر بیٹریوں سے ہی یوز کی جاتی ہے اور تم شاید بھول رہے ہو کہ بیٹریاں کوئی بھی ہوں انہیں ہر حال میں عام الیکٹرک سپلائی سے ہی ری چارج کیا جاتا ہے۔ بعض بیٹریاں ایسی ہوتی ہیں جو الیکٹرک سپلائی کے معطل ہونے کے بعد آن ہوتی ہیں اور ان میں چارج سپلائی کام کرتی ہے پھر جب الیکٹرک سپلائی بحال ہوتی ہے تو بیٹریوں کی جگہ ڈائریکٹ الیکٹرک کرنٹ ہی کام کرتی ہے جس کی مثال تم لوڈ شیڈنگ کے اس زمانے میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والے پاور سپلائی یونٹ یعنی یو پی ایس سے لے سکتے ہو اور جو بیٹریاں الیکٹرک سپلائی ہونے کے باوجود کام کرتی ہیں وہ بھی ری چارج ایبل ہوتی ہیں انہیں ہر وقت الیکٹرک سپلائی سے چارج رکھا جاتا ہے جو الیکٹرک سپلائی جانے کے بعد بھی کام کرتی ہیں۔ ان بیٹریوں اور یو پی ایس میں استعمال کی جانے والی بیٹریوں میں انیس اور بیس کا ہی فرق ہوتا ہے۔ ایرلڈ کی رہائش گاہ میں جو کراٹ سسٹم کام کر رہا ہے ان میں لگی ہوئی بیٹریاں بھی عام الیکٹرک سپلائی کی مرہون منت ہیں اگر ہم اس رہائش گاہ میں آنے والی سپلائی لائن کی تاریں آپس میں ملا دیں تو رہائش گاہ کے اندر کئی دھماکے ہوں گے۔ جس سے الیکٹرونک چیزیں پھٹ بھی جائیں گی اور جل بھی جائیں گی۔ چونکہ کراٹ مشین میں استعمال ہونے والی بیٹریاں انتہائی حساس ہوتی

ہیں اس لئے وہ بجلی کا تیز جھٹکا برداشت نہیں کرسکیں گی اور فوراً جل جائیں گی۔ پھر جب تک مشین میں نئی بیٹریاں نہ لگا دی جائیں اس وقت تک مشین کام نہیں کرے گی۔ آیا کچھ دماغ میں یا پہلے جو کچھ تھا وہ بھی ختم ہو گیا ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ آخری جملہ اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ آپ اس کوٹھی کی سپلائی کا سرکٹ شارٹ کرنا چاہتے ہیں''...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا جیسے وہ عمران کی باتوں کو مطلب سمجھ گیا ہو۔

''شکر ہے کہ یہ ٹائیگر عقل سے پیدل نہیں ہے ورنہ اس ٹائیگر کو عقل دلانے کے لئے مجھے نجانے کن جنگلوں کی گھاس لا کر کھلانی پڑتی''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اس رہائش گاہ کی مین لائنیں یہیں سے اندر جا رہی ہیں اور یہاں ارد گرد تاروں میں کوئی بریک بھی نہیں ہے۔ ہم کہاں سے اسے سرکٹ شارٹ کریں گے''...... ٹائیگر نے سر اٹھا کر بجلی سپلائی کرنے والی تاروں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو مختلف پولز سے ہوتی ہوئی رہائش گاہوں میں جا رہی تھیں۔

''ہمیں پاور سرکٹ شارٹ کرنا ہے اس کے لئے تمہیں ان تاروں کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سڑک کے دوسری طرف ایک بڑا ٹرانسفارمر لگا ہوا ہے۔ اس ٹرانسفارمر سے تاریں ہٹا کر انہیں ڈائریکٹ آنے والی تاروں سے جوڑ دیا جائے تو برقی رو

جو الیون کے وی کی ہوتی ہیں ڈائریکٹ سپلائی ہو جائیں گی جس سے یہاں موجود تمام رہائش گاہوں کی تمام الیکٹرانک اشیاء جل جائیں گیں''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ ٹرانسفارمر کے ذریعے الیون کے وی کو دو سو چالیس پر کنورٹ کیا جاتا ہے اگر ٹرانسفارمر کی تاریں کنورٹر سے ہٹا کر ڈائریکٹ کر دی جائیں تو الیکٹرک پاور زیادہ ہونے کی وجہ سے الیکٹرونکس کی ہر چیز جل جائے گی''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر جاؤ جو کرنا ہے جلدی کرو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور سڑک کی اس طرف بھاگتا چلا گیا جس طرف الیکٹرک پاور سپلائی ٹرانسفارمر لگا ہوا تھا۔

''اب تم اپنا اسلحہ سنبھال لو۔ اب یہاں ہمیں ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں کے بعد انہیں ٹائیگر واپس آتا ہوا دکھائی دیا۔

''میں نے ٹرانسفارمر کے پول پر چڑھ کر ٹرانسفارمر کی ڈیز نکال دی ہیں اور ان میں لگے ہوئے سپرنگ نکال کر ڈائریکٹ تاروں کے پاس کر دیئے ہیں جو آہستہ آہستہ نیچے آ رہے ہیں ابھی چند لمحوں کے بعد وہ سپرنگ آپس میں مل جائیں گے اور ٹرانسفارمر کی بجائے ڈائریکٹ لائن سے بجلی کی تیز رو سپلائی ہو گی جس سے اس علاقے کی رہائش گاہوں کی لائنوں سے منسلک تمام الیکٹرک اشیاء

جل جائیں گی''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کی نظریں ایک بار پھر وی ڈی مشین پر جم گئیں جس سے اس نے ایرلڈ کی رہائش گاہ میں کراٹ ریز اور دوسرے حفاظتی انتظامات کا پتہ لگایا تھا۔

''گڈ شو۔ ہو گیا کام۔ الیکٹرک پاور نے اپنا کام کر دیا ہے۔ کراٹ ریز آف ہو گئی ہے۔ آؤ۔ اب ہمیں اس رہائش گاہ پر ڈائریکٹ حملہ کرنا ہے''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور وی ڈی مشین جوزف کی کار کی عقبی سیٹوں پر پھینک کر تیزی سے سامنے کی جانب بھاگتا چلا گیا جہاں ایرلڈ کی رہائش گاہ تھی۔ اسے رہائش گاہ کی طرف بھاگتے دیکھ کر جوزف اور جوانا تیزی سے کار سے نکل آئے۔ ٹائیگر بھی بھاگ کر اپنی کار کی طرف لپکا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کاروں سے اسلحہ لئے عمران کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

عمران نے ایرلڈ کی رہائش گاہ کے قریب آتے ہی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ گیٹ کے باہر ایک مسلح گارڈ کھڑا تھا اسے بھاگ کر اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ چوکنا ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی گن کا رخ عمران کی جانب کرتا عمران نے اس پر ایک فائر کیا تو وہ منہ سے آواز نکالے بغیر اچھل کر پیچھے گیٹ سے ٹکرایا اور الٹ کر گرتا چلا گیا۔ عمران نے بھاگتے بھاگتے اس کے سر کو نشانہ بنایا تھا اور سائلنسر لگے مشین پسٹل سے

نکلنے والی گولی نے اسے منہ سے آواز نکلنے کا موقع دیئے بغیر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا تھا۔

''گیٹ اُڑا دو، ہری اپ''...... ٹائیگر، جوزف اور جوانا جیسے ہی بھاگتے ہوئے عمران کے پاس آئے عمران نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر جس کے ہاتھ میں ایک منی میزائل گن تھی اس نے فوراً گن کا رخ گیٹ کی طرف کرتے ہوئے گن کا بٹن پریس کر دیا۔ گن سے ایک شعلہ سا نکل کر برق رفتاری سے گیٹ سے ٹکرایا اور ماحول ایک تیز اور زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ عمران گیٹ سے کافی پہلے رک گیا تھا۔ میزائل نے گیٹ کے پرخچے اُڑا دیئے تھے۔ جیسے ہی گیٹ تباہ ہوا عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر بجلی کی سی تیزی سے عمارت میں گھستا چلا گیا۔ گیٹ کی دوسری طرف لان تھا۔ وہاں کئی مسلح افراد موجود تھے۔ ان میں سے جو اندر گیٹ کے پاس موجود تھے ان کے تو گیٹ کے ساتھ ہی ٹکڑے اُڑ گئے تھے لیکن جو مسلح افراد لان میں موجود تھے وہ اچانک ہونے والے زور دار دھماکے کی وجہ سے اچھل اچھل کر گر گئے تھے اور اب اٹھ کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گیٹ کی جگہ ایک بڑا خلاء دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے جو چار افراد کو اسلحہ لے کر اندر آتے دیکھا تو وہ یکلخت جیسے ہوش میں آ گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گنیں سیدھی کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کرتے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول اچانک مشین گنوں کے چلنے کی

ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ انسانی چیخوں سے بھی گونجنا شروع ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی وہاں دکھائی دینے والے مسلح افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے اور چھلانگیں لگاتے ہوئے عمارت کے رہائشی حصے کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

"جوزف، جوانا۔ یہاں جو نظر آئے اڑا دو اسے۔ میں ٹائیگر کے ساتھ اندر جا رہا ہوں"...... عمران نے چیخ کر جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے ڈائیو لگائی اور لان میں گر کر قلابازیاں کھاتا ہوا دوسری طرف ہٹ گیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ لان میں موجود ایک درخت کے پیچھے چھپے ہوئے گارڈ کی گولیوں کا نشانہ بن جاتا جس نے اسے آتے دیکھ کر اچانک اس پر فائرنگ کر دی تھی۔ عمران کے دائیں طرف جوانا تھا۔ اس نے جو درخت کے پیچھے سے ایک گارڈ کو عمران پر فائرنگ کرتے دیکھا تو اس نے دوڑتے ہوئے میزائل گن سے درخت کی جانب ایک میزائل فائر کر دیا۔ میزائل درخت سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور درخت کے ساتھ اس کے پیچھے چھپے ہوئے گارڈ کے بھی پرخچے اڑتے چلے گئے۔

اسی لمحے عمارت کی چھت کے کناروں سے فائرنگ ہوئی تو عمران کے ساتھ ٹائیگر بھی تیزی سے دائیں اور بائیں کود گئے۔ جوزف اور جوانا کی نظریں چھت کے کنارے پر موجود مسلح افراد پر

پڑیں تو انہوں نے مشین گنوں کے رخ چھت کی طرف کر کے فائرنگ شروع کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ چھت پر موجود تینوں افراد کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں اور وہ اچھل اچھل کر نیچے گرتے دکھائی دیئے۔

"ٹائیگر۔ سامنے کا دروازہ اڑاؤ۔ ہمیں اندر گھسنا ہے"...... عمران نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر نے لیٹے لیٹے رہائشی حصے کے ایک دروازے پر منی میزائل فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوا اور دروازے کے ساتھ ساتھ اردگرد کی دیوار بھی اڑتی چلی گئی۔

"چلو اندر"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اٹھ کر تیزی سے رہائشی حصے کی طرف بھاگا۔ ٹائیگر بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔ سامنے ایک وسیع راہداری تھی۔ عمران نے راہداری میں داخل ہوتے ہی سامنے نظر آنے والے دو افراد پر فائرنگ کر دی جو تیزی سے بھاگتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔

"تمام کمروں کو چیک کرو اور سب کو ختم کر دو۔ مجھے ایرلڈ اور ڈیمل زندہ چاہئیں بس"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر تیزی سے دائیں طرف مڑا اور اس طرف موجود ایک کمرے کے دروازے پر لات مار کر تیزی سے اندر گھس گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ ٹائیگر نے تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر فوراً کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔ عمران بھی راہداری میں نظر آنے والے دروازوں پر لاتیں مار کر انہیں دھاکے سے کھول رہا تھا۔ راہداری

کے اختتام پر ایک ہال تھا۔ عمران ابھی کمروں کو دیکھتا ہوا اس ہال کی جانب بڑھا ہی تھا کہ اسی لمحے سامنے سے فائرنگ ہوئی اور کئی گولیاں عمران کے عین سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ سامنے موجود ہال میں کئی پلر تھے جن کے پیچھے مسلح افراد چھپ گئے تھے۔ انہوں نے راہداری میں عمران اور ٹائیگر کو آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فوراً ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ عمران کے سر سے جیسے ہی گولیاں گزریں عمران فوراً زمین پر گرا اور چکنے فرش پر گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا ہال کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ فرش پر گھسٹتے ہوئے اس نے مشین پسٹل سے ان پلروں کی طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی جن کے پیچھے تین مسلح افراد چھپے ہوئے تھے۔ گولیوں سے پلروں کے پرزے اُڑ رہے تھے اور جو مسلح افراد ان پلروں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے وہ پلروں کے عقب میں پلروں کے ساتھ لگ گئے تھے جس کی وجہ سے انہیں جوابی فائرنگ کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

عمران فرش پر گھسٹتا ہوا جیسے ہی ہال میں آیا وہ اٹھا اور اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور سامنے پڑے ہوئے صوفوں کی طرف اُڑتا چلا گیا۔ یہ ہال نما کمرہ سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ صوفوں کی طرف چھلانگ لگاتے ہی اس نے اپنا رخ پلٹ لیا تھا اور اپنے جسم کو موڑتے ہوئے اس نے ان پلروں کی طرف ایک بار پھر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جہاں مسلح افراد چھپے ہوئے تھے۔ مسلح افراد گولیاں

کھا کر چیختے ہوئے گرے اور عمران ایک صوفے سے ٹکراتا ہوا صوفوں کے عقب میں کمر کے بل گرا۔

نیچے دبیز قالین بچھا ہوا تھا جس کی وجہ سے عمران کو کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔ قالین پر گرتے ہی وہ کسی زخمی ناگ کی طرح پلٹا اور ہال کے سامنے والے حصے میں موجود گیلری کی طرف فائرنگ کرنے لگا۔ گیلری میں ایک شخص مشین گن لئے تیزی سے آگے آ رہا تھا جسے عمران نے صوفوں کی طرف چھلانگ لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔

گیلری کی ریلنگ کے پاس آنے والے شخص نے عمران پر فائرنگ کرنی چاہی لیکن اس سے پہلے ہی عمران کی گولیاں اس کے جسم میں اتر چکی تھیں۔ وہ شخص چیختا ہوا آگے کی طرف جھکا اور ریلنگ کے اوپر سے ہوتا ہوا دھب سے نیچے آ گرا۔

ٹائیگر بھی بھاگتا ہوا ہال میں آ گیا تھا۔ اسے دائیں طرف موجود سیڑھیوں پر دو مسلح افراد دکھائی دیئے تھے جو عمران پر فائرنگ کرنے کے لئے پر تول رہے تھے۔ ان کی مشین گنوں سے شعلے نکل کر عمران کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ٹائیگر نے ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ دونوں مسلح افراد گولیاں کھا کر سیڑھیاں پر گرتے نظر آئے جبکہ ان کی گولیوں سے بچنے کے لئے عمران بجلی کی سی تیزی سے رول ہوتا چلا گیا تھا جس کی وجہ سے ان افراد کی چلائی ہوئی گولیاں دبیز قالین میں گھس گئی تھیں۔

عمران نے جس وی ڈی سسٹم سے اس رہائش گاہ کے حفاظتی

سسٹم کا پتہ لگایا تھا اسی سسٹم سے اسے اس رہائش گاہ کا سارا نقشہ
بھی نظر آ گیا تھا جس کی وجہ سے اسے علم ہو گیا تھا کہ رہائش گا
کے کتنے کمرے ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ اس رہائش گاہ کے تہ
خانے اور اس کے خفیہ راستے کا بھی عمران کو علم ہو گیا تھا جو انڈر
گراؤنڈ تھا اور کلب کی طرف جاتا تھا۔ اس لئے عمران نے ہال
میں موجود مسلح افراد کو ہلاک کرتے ہی اٹھ کر دائیں طرف موجود
ایک کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ دوڑتے دوڑتے اس نے کمرے
کے لاک پر فائرنگ کی تو لاک کے پرزے اُڑ گئے۔ عمران نے
دروازے کے پاس جاتے ہی دروازے پر زور دار لات ماری تو
دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا عمران کو
سامنے ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں مشین
پسٹل تھا۔ غیر ملکی عقبی دیوار کے پاس کھڑا تھا جہاں ایک دروازے
جیسا خلاء بنا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ خفیہ دروازہ کھول کر
نیچے جانا چاہ رہا ہو اور کمرے کے دروازے کا فائرنگ سے لاک
اُڑتے دیکھ کر مشین پسٹل نکال کر وہیں کھڑا ہو گیا ہو۔ غیر ملکی نے
جیسے ہی عمران کو دروازہ کھول کر اندر آتے دیکھا اس نے فوراً
فائرنگ کر دی لیکن عمران اندر داخل ہوتے ہی غیر ملکی اور اس کے
ہاتھ میں موجود مشین پسٹل دیکھ چکا تھا اس نے فوراً دائیں طرف
چھلانگ لگائی اور اپنا جسم مخصوص انداز میں گھماتے ہوئے اس نے
جواباً غیر ملکی پر فائرنگ کر دی۔ غیر ملکی کے منہ سے ایک زور دار چیخ

نکلی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلتا چلا گیا۔

عمران نے جان بوجھ کر غیر ملکی کے اس ہاتھ کو نشانہ بنایا تھا
جس میں غیر ملکی نے مشین پسٹل پکڑ رکھا تھا۔ عمران کی فائرنگ سے
غیر ملکی کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے
مشین پسٹل گر گیا تھا۔ مشین پسٹل ہاتھوں سے نکلتے دیکھ کر غیر ملکی
بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر دروازے نما خلاء کی جانب بڑھا لیکن
عمران جو چھلانگ لگا کر اور قلابازی کھا کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو
چکا تھا اس نے ایک بار پھر فائرنگ کر دی۔ اس بار گولیاں غیر ملکی
کی ٹانگوں پر پڑی تھیں اور وہ اچھل کر اور بری طرح سے چیختا ہوا
خلاء میں جا گرا جہاں سیڑھیاں تھیں۔ غیر ملکی سیڑھیوں پر گر کر لڑھکتا
چلا گیا۔

عمران اسے سیڑھیوں پر گرتے دیکھ کر بجلی کی سی تیزی سے آگے
بڑھا اور خلاء کے پاس آ کر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ غیر ملکی اس
وقت تک سیڑھیوں پر الٹتا پلٹتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا تھا اور بری
طرح سے تڑپ رہا تھا۔ عمران نے چھلانگ لگائی اور سیڑھیوں اور
غیر ملکی کے اوپر سے گزرتا ہوا دوسری جانب آ گیا۔

”ایرلڈ۔ تم ایرلڈ ہی ہو نا“...... عمران نے مشین پسٹل اس کے
سینے کی طرف کرتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

”ہاں ہاں۔ میں ایرلڈ ہوں۔ مگر تم۔ تم کون ہو اور یہ سب کیا
ہو رہا ہے۔ تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر میری رہائش گاہ پر

حملہ کیوں کیا ہے''...... غیر ملکی نے تکلیف کی شدت سے بری طرح
سے چیختے ہوئے کہا۔
''ڈیمل کہاں ہے''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔
''ڈیمل۔ کون ڈیمل۔ میں کسی ڈیمل کو نہیں جانتا''...... ایرلڈ
نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ عمران نے مشین پسٹل سے
اس کی دوسری ٹانگ پر فائرنگ کر دی۔ گولیوں سے ایرلڈ کی ٹانگ
چھلنی ہو گئی اور وہ چیختا ہوا اس بری طرح سے اچھلنے لگا جیسے اسے
ذبح کیا جا رہا ہو۔
''اب بتاؤ۔ کہاں ہے ڈیمل''...... عمران نے پہلے سے کہیں
زیادہ درشت لہجے میں کہا۔
''وہ وہ۔ وہ سامنے والے کمرے میں ہے''...... ایرلڈ نے
لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے سر گھما کر دیکھا تو اسے تہہ
خانے میں دو کمرے دکھائی دیئے جن کے دروازے بند تھے۔
''اور وہ لڑکی کہاں ہے جسے ڈیمل اٹھا کر لایا تھا''...... عمران
نے اسی انداز میں پوچھا۔
''تت۔ تت۔ تم ہو کون اور ڈیمل اور اس لڑکی کے بارے میں
کیسے جانتے ہو''...... ایرلڈ نے اپنی تکلیف پر قابو پانے کی ناکام
کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔
''تم جیسے کریمنلز کے لئے میں موت ہوں اس لئے مجھ سے
سوال مت کرو۔ جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو ورنہ......'' عمران

نے غراتے ہوئے کہا۔
''لڑکی ساتھ والے کمرے میں ہے۔ مم مم۔ مگر......'' ایرلڈ نے
تے ہوئے کہا اور مگر کہہ کر خاموش ہو گیا۔
''مگر۔ مگر کیا''...... عمران نے ٹریگر پر دباؤ بڑھاتے ہوئے
پوچھا۔
''کک کک۔ کچھ نہیں۔ تم لڑکی اور ڈیمل کو لے جاؤ۔ میرا اس
سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس نے مجھ سے ایک رات کے لئے محفوظ
۔ مانگی تھی۔ اس نے چونکہ مجھے مناسب معاوضہ دیا تھا اور ایک
ت کی بات تھی اس لئے میں نے اسے اور لڑکی کو یہاں رہنے کی
جازت دے دی تھی''...... ایرلڈ نے کانپتے ہوئے کہا وہ دیکھ چکا تھا
۔ آنے والا بے حد غضبناک اور انتہائی درشت انسان ہے جس
ے اگر اس نے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو وہ اسے ہلاک کرنے
سے دریغ نہیں کرے گا۔
''اور''...... عمران غرایا۔
''اور بس''...... ایرلڈ نے کہا۔
''ہونہہ۔ اور تم نے اسے جو آج رات سرحد پار کرانے کا کہا تھا
ب کیا تھا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
''وہ وہ۔ وہ''...... ایرلڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران سمجھ گیا
۔ تہہ خانے میں موجود دونوں رومز ساؤنڈ پروف ہیں یہی وجہ تھی
۔ روسیاہی ایجنٹ ڈیمل جس روم میں موجود تھا وہ یہاں فائرنگ

ہونے کے باوجود ابھی تک کمرے سے باہر نہیں آیا تھا۔ عمران
ایرلڈ سے مزید چند سوال پوچھے اور پھر اس نے ایرلڈ کی گردن
مخصوص انداز میں ٹھوکر مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔

ایرلڈ کو بے ہوش کرنے کے بعد عمران تیزی سے اس کمرے
جانب بڑھا جس کے بارے میں ایرلڈ نے بتایا تھا کہ اس میں لڑ
موجود ہے۔ کمرے کا دروازہ لاک نہیں تھا۔ عمران نے ہینڈل پکڑ
گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے دروازہ کھول کر دیکھا
اسے اندر ایک راڈز والی کرسی دکھائی دی جس پر چاچن کے پروفیس
تافندی کی بیٹی جکڑی ہوئی تھی۔ لڑکی کا سر ڈھلکا ہوا تھا جس سے
پتہ چلتا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔ عمران نے اسے دیکھ کر اطمینان
سانس لیا اور دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دوسرے کمرے کے
دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے ہینڈل گھمایا مگر دروازہ اندر سے
بند تھا۔

اسی لمحے جوزف، جوانا اور ٹائیگر بھاگتے ہوئے وہاں آ گئے۔

''ہم نے اس عمارت میں موجود تمام مسلح افراد کو ہلاک کر دیا
ہے''...... جوزف نے کہا۔

''باہر پولیس موبائل بھی آ گئی ہے۔ شاید ارد گرد کے مکینوں
نے یہاں ہونے والے دھماکوں کے بارے میں انہیں انفارم کیا
تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ تم تہہ خانے کا راستہ بند کر دو ہم یہاں سے

ن کو لے کر اس راستے سے باہر نکل جائیں گے جو راستہ ڈارک
نب کی جانب جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات
یں سر ہلا دیا اور سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

''جوزف تم اس کمرے میں جاؤ۔ کمرے میں ایک لڑکی راڈز
ی کرسی میں جکڑی ہوئی ہے اسے آزاد کرو اور ہوش میں لانے کی
وشش کرو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا
ر ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

عمران نے روسیاہی ایجنٹ والے روم کے دروازے پر مخصوص
داز میں دستک دی۔ چند لمحوں کے بعد اندر سے دروازے کا
ینڈل گھومتا ہوا نظر آیا تو عمران نے جوانا کو اشارہ کیا اور وہ خود
روازے سے ہٹ گیا۔ جوانا عمران کے اشارے کا مطلب سمجھ گیا
۔ جیسے ہی عمران دروازے سے ہٹا جوانا آگے بڑھا اور پھر جیسے
، اس نے دروازہ کھلتے دیکھا اس نے دروازے پر زور دار لات
دی۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور اندر سے جو دروازہ کھول رہا تھا
وازے کی ٹکر سے اچھل کر چیختا ہوا دور جا گرا۔

جوانا تیزی سے اندر داخل ہوا۔ کمرے میں ایک نوجوان تھا جو
کے پاس گرا ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جوانا نے آگے
ر اچانک ایک جھپٹے سے اس کی گردن پکڑی اور اسے اوپر اٹھا
۔ نوجوان جو پہلے ہی ناگہانی افتاد سے گھبرا گیا تھا اس طرح اپنی
ن آہنی شکنجے میں پھنستے دیکھ کر اس کے منہ سے درد بھری چیخیں

نکلنے لگیں۔ جوانا نے چونکہ اسے عقب سے گردن پکڑ کر اٹھا رکھا تھا اس لئے نوجوان اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔ وہ جوانا کی گرفت میں ہوا میں اٹھا بری طرح سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔

''اس کا چہرہ میری طرف کرو''...... عمران نے کہا جو جوانا کے پیچھے کمرے میں آ گیا تھا۔ جوانا نے نوجوان کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔ نوجوان کے چہرے پر میک اپ تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی جسے دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو اس کے فلیٹ میں بے ہوشی کی گیس فائر کر کے داخل ہوا تھا اور خط کا لفافہ کھول بیٹھا تھا۔ خط کے لفافے میں چونکہ دھماکہ خیز مواد بھرا ہوا تھا اس لئے جیسے ہی اس نے لفافہ کھولا۔ لفافہ دھماکے سے پھٹ گیا اور اس کے ہاتھ کی انگلیاں اُڑ گئی تھیں۔

''کک کک۔ کون ہو تم اور تم اس طرح میرے روم میں کیوں داخل ہوئے ہو''...... نوجوان نے جوانا کی گرفت میں بری طرح سے مچلتے ہوئے کہا۔

''تمہاری گردن اس وقت ایک دیو کے شکنجے میں ہے۔ اس کے ہاتھوں میں اتنی طاقت ہے کہ تمہاری گردن کسی ماچس کی تیلی کی طرح ایک جھٹکے سے توڑ سکتا ہے''...... عمران نے انتہائی غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''مم مم۔ مگر تم ہو کون اور یہ سب کیوں کر رہے ہو''...... نوجوان نے اسی انداز میں پوچھا۔

''اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈڈ۔ ڈڈ۔ ڈیمل''...... نوجوان نے کہا۔

''میں تمہارا فرضی نام نہیں اصلی نام پوچھ رہا ہوں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اصلی۔ یہی میرا اصلی نام ہے''...... نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا وہ جوانا کی گرفت سے نکلنے کے لئے بری طرح سے مچل رہا تھا لیکن اس جیسا انسان بھلا جوانا کی گرفت سے کیسے نکل سکتا تھا۔

''اگر تمہاری یاداشت کمزور ہے تو ٹھیک ہے۔ میرا ساتھی ابھی تمہاری یاداشت واپس لے آئے گا۔ پھر تمہیں نہ صرف اپنا بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے اصلی نام بھی یاد آ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں ڈیمل ہی ہوں۔ تم بے شک ایرلڈ سے پوچھ لو۔ کہاں ہے ایرلڈ۔ وہی مجھے یہاں لایا تھا اور''...... نوجوان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ ملک عدم سدھار چکا ہے۔ اگر تم بھی ایسا ہی چاہتے ہو تو بتا دو ۔ جوانا''...... عمران نے کہا آخر میں اس نے جوانا سے مخاطب ہو کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا تھا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور اس نے دوسرے ہاتھ سے نوجوان کی ٹانگیں پکڑیں اور دوسرے لمحے نوجوان جوانا کے ہاتھوں

میں بری طرح سے گھومتا ہوا زور دار دھماکے سے نیچے فرش پر گرا۔
نوجوان اس بری طرح سے چیخ اٹھا جیسے اس کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اس کی ہڈیاں کڑکڑانے کی آوازیں بھی صاف سنائی دی تھی۔ جوانا نے اسے عمران کے نزدیک پٹخا تھا۔ جیسے ہی نوجوان نیچے گرا عمران نے جوانا کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر مخصوص انداز میں پاؤں رکھتے ہوئے بوٹ کی ٹوہ اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رکھ کر پاؤں کو موڑ دیا۔
نوجوان عمران کے پیر کے نیچے ماہی بے آب کی مانند تڑپنا شروع ہو گیا۔ اس کا رنگ یکلخت سرخ ہو گیا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گیا ہو۔
''رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ میری گردن چھوڑ دو۔ اوہ گاڈ۔ یہ کس قدر بھیانک عذاب ہے۔ پلیز پلیز''۔
نوجوان نے عمران کے پیر نے نیچے تڑپتے ہوئے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔
''اب بتاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا ساتھ ہی اس نے نوجوان کی گردن پر دباؤ قدرے کر دیا۔
''ڈ۔ ڈ۔ ڈولف۔ ڈولف ویگر۔ میں ڈولف ویگر ہوں''۔
نوجوان نے اسی طرح سے تڑپتے اور چیختے ہوئے انداز میں کہا۔
''روسیاہ کی کس ایجنسی سے تعلق رکھتے ہو''...... عمران نے

پوچھا۔
''سی آر۔ سی آر۔ میرا تعلق سی آر سے ہے''...... نوجوان نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
''سی آر۔ تمہارا مطلب ہے۔ کرنل راچوف کی ایجنسی''۔ عمران نے چونک کر کہا۔
''ہاں ہاں۔ میرا تعلق کرنل راچوف سے ہے۔ میں فارن ایجنٹ ہوں۔ سی آر ایجنسی کا فارن ایجنٹ''...... ڈولف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی گردن کی جس رگ کو بوٹ کی ٹوہ سے مسل رکھا تھا اس کی وجہ سے ڈولف کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں جیسے مفقود سی ہو گئی تھیں۔ اسے سوائے تکلیف کے اور کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا یہی وجہ تھی کہ فارن ایجنٹ ہونے کے باوجود وہ لاشعوری طور پر عمران کی باتوں کا صحیح صحیح جواب دے رہا تھا۔
''یہاں کس لئے آئے ہو''...... عمران نے پوچھا۔
''زرکاشہ۔ مم مم۔ مجھے یہاں زرکاشہ کے پیچھے بھیجا گیا ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے لئے چاچن سے اپنے باپ کا ایک ضروری پیغام لائی تھی''...... ڈولف نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
''وہ کیا پیغام لائی تھی۔ کیا جانتے ہو اس کے بارے میں''۔
عمران نے پوچھا۔

''میں کچھ نہیں جانتا۔ میں نے تمہارے فلیٹ پر جا کر وہ لفافہ حاصل کرنے کے بعد اسے کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن اس لفافے میں دھماکا خیز مواد بھرا ہوا تھا جس کی وجہ سے میرے ایک ہاتھ کی چاروں انگلیاں اُڑ گئی تھیں اور میں زخمی ہو گیا تھا۔ لفافہ اور اس میں موجود پیغام جل گیا تھا اس لئے میں وہاں سے زرکاشہ کو اٹھا کر لے آیا تھا''...... ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لڑکی نے نہیں بتایا کہ اس لفافے میں کیا پیغام تھا''......عمران نے پوچھا۔ وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ چونکہ لفافہ ڈولف کے ہاتھوں ضائع ہو گیا تھا اور وہ لڑکی کو اٹھا لایا تھا اس لئے لفافے میں موجود پیغام کے بارے میں جاننے کے لئے اس نے زرکاشہ پر کوئی ذہنی دباؤ تو نہیں ڈالا یا اس پر کوئی تشدد تو نہیں کیا۔

''نہیں۔ میں نے اس لڑکی سے کچھ نہیں پوچھا ہے۔ میری چیف سے بات ہوئی تھی۔ چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس لڑکی کو مجھے اس تک ہر حالت میں صحیح سلامت پہنچانا ہے۔ اس لئے میں نے لڑکی سے کوئی بات نہیں کی تھی اور اسے مسلسل بے ہوش کر رکھا ہے''...... ڈولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

''باس''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا عمران اس کی طرف مڑا تو اسے زرکاشہ جوزف کے ہاتھوں میں دکھائی دی جو بالکل بے حس دکھائی دے رہی تھی۔

''میں نے تمہیں اسے ہوش میں لانے کے لئے کہا تھا''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ مر چکی ہے باس''...... جوزف نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس نے لڑکی کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا تو اسے لڑکی کے چہرے پر ہلکی ہلکی نیلاہٹ دکھائی دی۔

''اوہ۔ کیا ہوا ہے اسے۔ اس کے چہرے سے تو لگ رہا ہے جیسے یہ زہر سے ہلاک ہوئی ہے''......عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں اسے راڈز والی کرسی سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہا تھا تو اسے اچانک ہوش آ گیا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے بری طرح سے ہذیانی انداز میں چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ میں نے اسے سمجھانے کی بے حد کوشش کی مگر اس نے میری ایک بات بھی نہیں سنی تھی۔ اس نے دانتوں میں شاید زہریلا کیپسول چھپا رکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کرتا اس نے مجھ سے کہا کہ میں کچھ بھی کر لوں مگر وہ مجھے کوڈ کلاک اور فارمولے کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گی۔ اس سے پہلے میں اس سے کچھ کہتا اس نے اچانک منہ چبایا اور پھر یہ ہلاک ہو گئی''...... جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اور کوڈ کلاک اور فارمولے کا سن کر نہ صرف عمران بلکہ عمران کے پیر کے نیچے دبا ہوا ڈولف بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

”ہونہہ۔ شاید یہ تمہیں ان کا ساتھی سمجھی ہوگی اور اسے یہ ڈر ہ
گا کہ کہیں تم اس پر تشدد کر کے اس سے کچھ اگلوا نہ لو اس لئے اس
نے منہ میں پہلے سے چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لیا ہے“...... عمران
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”تم بتاؤ۔ تم کوڈ کلاک کے بارے میں کیا جانتے ہو“۔ عمران
نے ایک بار پھر ڈولف کی گردن پر پیر کا دباؤ بڑھاتے ہوئے
کرخت لہجے میں پوچھا۔

”کوڈ کلاک۔ میں نہیں جانتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کوڈ کلاک کیا
ہے“...... ڈولف نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے
اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ عمران اس
سے مختلف سوالات کرنے لگا لیکن ڈولف اس کوڈ کلاک اور
فارمولے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ لڑکی کے پیچھے کب
اور کیوں آیا تھا اور اس نے کس طرح سے کرنل راچوف کے کہنے
پر عمران کے فلیٹ پر حملہ کیا تھا اس کے بارے میں اس نے عمران
کو ساری تفصیل بتا دی تھی۔ عمران نے اس سے کرنل راچوف سے
رابطے کا ذریعہ پوچھا تو ڈولف نے اسے بتایا کہ وہ کرنل راچوف
سے ایک مخصوص ٹرانسمیٹر پر بات کرتا ہے۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر
نے اسی کمرے کے ایک کیبنٹ سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر
برآمد کر لیا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کرنل راچوف سے

ت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے بوٹ کی ٹوہ سے ڈولف کی
ردن کی ایک رگ مخصوص انداز میں پریس کی تو ڈولف وہیں
ت ہوتا چلا گیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر سی آر
یجنسی کا ہینڈرڈ ون ایجنٹ بن کر کرنل راچوف کو کال دینا شروع ہو
یا۔

چند ہی لمحوں میں دوسری طرف سے کرنل راچوف نے اس کی
ل اٹنڈ کر لی۔

”یس ہنڈرڈ ون۔ اب کیوں کال کی ہے۔ تم آج رات لڑکی کو
لے کر واپس آ رہے ہو نا۔ اوور“...... کرنل راچوف کی مخصوص
خت آواز سنائی دی۔

”چچ۔ چچ۔ چیف ایک بری اطلاع ہے۔ اوور“...... عمران نے
ف کی آواز میں انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

”بری اطلاع۔ کیسی بری اطلاع۔ اوور“...... کرنل راچوف کی
یختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”لڑکی ہلاک ہو گئی ہے چیف۔ اس نے دانتوں میں چھپا ہوا
یلا کیپسول چبا لیا تھا جس کی وجہ سے اس کی فوری ہلاکت ہو گئی
تھی۔ اوور“...... عمران نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اسے
ولف نے بتایا تھا کہ وہ کرنل راچوف سے کس قدر ڈرتا ہے اور
ن سے بات کرتے ہوئے کس طرح سے اس کی جان جاتی ہے۔

”لڑکی زہریلا کیپسول چبا کر ہلاک ہو گئی ہے۔ کیسے۔ اس نے

خود کو ہلاک کیوں کیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرنل راچوف نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہم نے اسے یہاں بے ہوشی کی حالت میں رکھا ہوا تھا چیف۔ میں چاہتا تھا کہ اسے اسی طرح سے بے ہوشی کی ہی حالت میں لے کر سرحد پار کروں۔ اس مقصد کے لئے میں ابھی اس کمرے میں گیا جہاں لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ میں اسے طویل مدت تک بے ہوش کرنے کا انجکشن لگانا چاہتا تھا لیکن جب میں کمرے میں داخل ہوا تو لڑکی حیرت انگیز طور پر خود ہی ہوش میں آ چکی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے بری طرح سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ میں نے اسے سمجھانے اور خاموش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس نے یہ کہتے ہوئے دانتوں میں چھپا ہوا کیپسول چبا لیا کہ میں کبھی اور کسی بھی طرح اس کی زبان نہیں کھلوا سکوں گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے اسے شک ہو گیا تھا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے اور اغوا کرنے والے اس سے یہ اگلوا سکتے ہیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے لئے کیا پیغام لے کر گئی ہے۔ اس لئے اس نے کچھ کرنے یا کہنے کی بجائے خود کو ہلاک کرنے کو ہی ترجیح دی ہو گی۔ اوور''...... دوسری طرف سے جیسے کرنل راچوف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ اوور''...... عمران

نے کہا اس نے جان بوجھ کر کرنل راچوف کو کوڈ کلاک والی بات نہیں بتائی تھی۔

''بہرحال تم واپس آ جاؤ۔ ہم نے چاچن سے پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو اٹھوا لیا ہے۔ ہم اپنے طریقوں سے بہت جلد ان کے منہ کھلوا لیں گے تب ساری حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی اور ہمیں اب یہ فکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ پروفیسر تافندی نے ایکسٹو کو کیا پیغام بھیجا تھا۔ ایکسٹو کے لئے بھیجا گیا پروفیسر تافندی کا خط تمہارے ہاتھوں سے ضائع ہو چکا ہے۔ اس لئے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لہٰذا تم فوراً واپس آ جاؤ۔ اوور''...... کرنل راچوف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں آج ہی یہاں سے نکل آتا ہوں۔ اوور''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اوکے۔ آتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے پیچھے نہ لگ جائے۔ تم جس خاموشی سے یہاں سے گئے تھے اسی خاموشی سے واپس آ جاؤ۔ اوور''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آج ہی یہاں سے نکل آؤں گا۔ میرے تمام انتظامات مکمل ہیں۔ اوور''...... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے کرنل راچوف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی کرنل راچوف کو اس بات کا پتہ نہیں چلا ہے کہ پروفیسر تافندی نے چیف کو کیا پیغام بھیجا تھا اور کیوں بھیجا تھا"...... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"یس باس۔ لیکن یہ کوڈ کلاک کیا ہے اور یہ لڑکی چیف کے لئے کیا پیغام لائی تھی"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ آؤ۔ اب ہمارا یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مجھے چیف سے بات کرنی ہو گی۔ زرکاشہ نے خود کو ہلاک کر لیا ہے اور ادھر پروفیسر تافندی اور اس کا بیٹا کرنل راچوف کے قبضے میں ہے۔ سورتحال انتہائی نازک اور خطرناک ہوتی جا رہی ہے جس کا تدارک کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... جوانا نے بے ہوش پڑے ہوئے ڈولف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ نک آف ہے۔ اسے آف کر دو"...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈولف پر فائرنگ کر کے اسے وہیں ہلاک کر دیا۔

کرنل راچوف اپنے آفس میں بیٹھا ضروری فائلیں دیکھ کر ان پر دستخط کر رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل راچوف نے مخصوص غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل کارف بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے کرنل کارف کی آواز سنائی دی۔

"یس کرنل کارف۔ کچھ ملا طیارے کے ملبے میں سے"۔ کرنل کارف کی آواز سن کر کرنل راچوف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نو چیف۔ میں نے ملبے کا ایک ایک حصہ چیک کر لیا ہے۔ مگر مجھے یہاں ایسی کوئی چیز نہیں ملی ہے جس کا تعلق پروفیسر تافندی، اس کے بیٹے یا پھر اس کی بیٹی سے ہو"...... کرنل کارف

نے کہا۔

''اچھی طرح سے چیک کرنا تھا۔ میں نے تم سے کہا تھا
وہاں موجود کسی بھی چیز کو غیر اہم اور معمولی نہ سمجھنا''...... کرنل
راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے طیارے کا سارے کا سارا ملبہ مل گیا ہے
میں نے اس ملبے سے ملنے والی تمام چیزوں کو اپنے قبضے میں لے
لیا ہے لیکن ان میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کا تعلق کسی سائنسی
ایجاد یا کسی فارمولے سے ہو سکتا ہے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر انہوں نے طیارے میں کچھ نہیں
چھپایا تھا تو پھر یہ تینوں تین گھنٹے طیارے میں کیا کرتے رہے
تھے''...... کرنل راچوف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا جواب تو وہ تینوں ہی دے سکتے ہیں چیف۔ پروفیسر
تافندی اور اس کا بیٹا آپ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ آپ کسی طرح
سے ان کے منہ کھلوائیں تب تک میں یہاں اپنا کام جاری رکھتا
ہوں''...... کرنل کارف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کچھ ضروری کاموں میں الجھ گیا تھا اس
میں پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے سے جا کر بات نہیں کر
تھا۔ میں ابھی جا کر ان کی زبانیں کھلواتا ہوں اور تمہیں مطلع
ہوں''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں آپ کی کال کا منتظر رہوں گا''...... کرنل

کارف نے کہا تو کرنل راچوف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''کچھ نہ کچھ تو ضرور ہے ورنہ پروفیسر تافندی کی بیٹی اس طرح
سے پاکیشیا میں خودکشی نہ کرتی۔ اسے اپنے اغوا ہونے کا علم ہو گیا
تھا اور وہ جانتی تھی کہ اغوا کرنے والے اس کی زبان کھلوانے کے
لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں اس لئے اس نے تشدد سے بچنے کے لئے
خود کو ہلاک کر لیا ہے۔ لیکن کوئی بات نہیں وہ ہلاک ہو گئی ہے تو کیا
ہوا اس کا باپ اور اس کا بھائی تو میرے قبضے میں ہی ہے۔ اب وہ
دونوں مجھے بتائیں گے کہ انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
چیف ایکسٹو کو کیا پیغام بھیجا تھا''...... کرنل راچوف نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنے سامنے پڑی
ہوئی فائل بند کی اور اسے میز کی سائیڈ میں رکھ دیا۔

کرنل راچوف نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور اس کا
ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ کارلف ہیئر''...... رابطہ ملتے ہی ایک مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔

''کارلف۔ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو ہوش آیا ہے یا
نہیں''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ وہ دونوں بدستور بے ہوش ہیں''...... کارلف نے
جواب دیا۔

''میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ ان دونوں کے منہ چیک کرو کہیں

ان دونوں نے دانتوں میں کوئی زہریلا کیپسول تو نہیں چھپا رکھا''..... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے ان دونوں کے منہ چیک کئے ہیں۔ دونوں کے منہ سے مجھے ایک ایک کیپسول ملا ہے جو انہوں نے دانتوں کے خولوں میں چھپایا ہوا تھا۔ کیپسولوں میں انتہائی سریع الاثر سائنائیڈ موجود ہے جو کسی بھی جاندار کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا ہے''..... کارلف نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ان دونوں کے منہ میں بھی سائنائیڈ بھرے کیپسول موجود تھے۔ آخر چکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنے منہ میں زہریلے کیپسول کیوں چھپا رکھے ہیں''..... کرنل راچوف نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف''..... کارلف نے کہا۔

''بہرحال۔ وہ زندہ ہیں میرے لئے یہی کافی ہے۔ میں اب ہر صورت میں ان کے منہ کھلواؤں گا۔ تم انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئیں مجھے بتا دینا پھر میں خود آ کر ان سے بات کروں گا''..... کرنل راچوف نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں انہیں وائٹ سنائیک انجکشن لگا دیتا ہوں۔ اس سے نہ صرف انہیں جلد ہوش آ جائے گا بلکہ ان کی قوت مدافعت میں بھی اضافہ ہو جائے گا''..... کارلف نے کہا۔

''احمقانہ باتیں مت کرو نانسنس۔ اگر تم نے وائٹ سٹائیک کے انجکشن لگا کر ان کی قوت مدافعت میں اضافہ کر دیا تو پھر وہ ہر طرح کا تشدد برداشت کر جائیں گے اور میرے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے''..... کرنل راچوف نے غرا کر کہا۔

''اوہ یس چیف۔ سوری چیف۔ میں انہیں ہوش میں لانے کے لئے اینٹی مائٹ لگا دیتا ہوں''..... دوسری طرف سے کارلف نے گھبرا کر کہا۔

''ہاں اینٹی مائٹ ٹھیک ہے۔ انہیں جلدی سے یہ انجکشن لگا دو تا کہ میرے آنے تک وہ ہوش میں آ جائیں''..... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی انہیں انجکشن لگا دیتا ہوں۔ آپ اگر پانچ منٹ تک آ جائیں تو اس وقت تک انہیں ہوش آ چکا ہو گا''..... کارلف نے کہا۔

''اوکے۔ میں پانچ منٹ بعد وہاں پہنچ جاؤں گا''..... کرنل راچوف نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تینوں نے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپا رکھے تھے تا کہ پکڑے جانے کی صورت میں وہ کسی کو کچھ بتانے کی بجائے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر سکیں۔ لیکن اب وہ میری گرفت میں ہیں جب تک وہ مجھے سب کچھ نہیں بتا دیں گے میں انہیں مرنے بھی

نہیں دوں گا''...... کرنل راچوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ پانچ منٹ تک انتظار کرتا رہا اور پھر پانچ منٹ پورے ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ایسے تہہ خانے میں داخل ہو رہا تھا جو عقوبت خانہ دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے کی دیواروں پر پرانے زمانے کے ساتھ ساتھ جدید زمانے کے بھی ایذا دینے والے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ کمرے کے وسط میں دو راڈز والی کرسیاں پڑی تھیں جن پر ایک بوڑھا شخص اور ایک نوجوان جکڑا ہوا تھا۔ دونوں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے۔ ان کے پاس ایک اور شخص کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک سرنج دکھائی دے رہا تھا۔

''ہوش نہیں آیا انہیں ابھی کارلف''...... کرنل راچوف نے انجکشن والے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میں نے انہیں انجکشن لگا دیئے ہیں چیف۔ ابھی کچھ ہی دیر میں انہیں ہوش آ جائے گا''...... نوجوان نے کہا جس کا نام کارلف تھا تو کرنل راچوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک نوجوان کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوتے دیکھ کر کرنل راچوف کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ نوجوان کو ہوش آ رہا تھا۔

ہوش میں آتے ہی نوجوان نے آنکھیں کھولی اور خالی خالی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے اس طرح سے کیوں باندھ رکھا ہے۔ ڈیڈی۔ اوہ۔ اوہ۔ میرے ڈیڈی بھی یہاں بندھے ہوئے ہیں۔ کیوں''...... نوجوان جو پروفیسر تافندی کا بیٹا زرتاش تھا، کا جیسے ہی شعور بیدار ہوا اس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام زرتاش تافندی ہے''...... کرنل راچوف نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں زرتاش ہوں۔ زرتاش تافندی۔ مگر تم کون ہو''۔ زرتاش نے کرنل راچوف کی فوجی وردی دیکھ کر انتہائی تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

''کرنل راچوف۔ میں کرنل راچوف ہوں سی آر ایجنسی کا چیف''...... کرنل راچوف نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کرنل راچوف۔ اوہ۔ مگر ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور ہمیں یہاں اس طرح سے باندھ کر کیوں رکھا گیا ہے''...... زرتاش نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''تمہیں یہاں چند سوالوں کے جواب دینے کے لئے لایا گیا ہے زرتاش تافندی۔ اگر تم میرے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دو گے تو جس طرح سے تمہیں یہاں لایا گیا ہے اسی طرح تمہیں بحفاظت واپس بھی پہنچا دیا جائے گا اور اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو پھر تمہارا اور تمہارے ڈیڈی پروفیسر

تافندی کا کیا حشر ہو گا اس کا اندازہ تم کمرے کی دیواروں پر لٹکے
ہوئے ایذا پہنچانے والے اوزاروں سے بخوبی لگا سکتے ہو''...... کرنل
راچوف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو زرتاش چونک کر
دیواروں سے لٹکے تشدد کرنے والے آلات کی جانب دیکھنے لگا۔
ان آلات کو دیکھ کر اس کے چہرے پر بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔
''کیسے سوال''...... زرتاش نے اپنے خشک ہوتے ہوئے
ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے پوچھا۔
''تمہاری بہن کہاں ہے''...... کرنل راچوف نے اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔
''کون سی بہن''...... زرتاش نے پریشانی سے پوچھا۔
''میں زرکاشہ کی بات کر رہا ہوں جو پروفیسر تافندی کی بیٹی اور
تمہاری بہن ہے''...... کرنل راچوف نے غرا کر کہا۔
''وہ پاکیشیا گئی ہوئی ہے''...... زرتاش نے جواب دیا۔
''کس لئے گئی ہے وہ پاکیشیا۔ کون ہے اس کا پاکیشیا میں جس
سے وہ ملنے کے لئے گئی ہے''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔
''وہ جرنلسٹ ہے۔ اور جرنلسٹ پوری دنیا میں کہیں بھی آ جا
سکتا ہے۔ کسی سے بھی مل سکتا ہے۔ یہ ضروری تو نہیں ہے کہ
وہاں اس کا کوئی جان پہچان والا ہو''...... زرتاش نے خود کو
سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پروفیسر تافندی کے
جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور اس نے بھی کراہتے ہوئے

آنکھیں کھول دیں۔ پروفیسر تافندی کو ہوش میں آتے دیکھ کر کرنل
راچوف خاموش ہو گیا۔
''ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ آپ ٹھیک ہیں ڈیڈی''...... پروفیسر تافندی کو
ہوش میں آتے دیکھ کر زرتاش نے انتہائی بے قرار لہجے میں پوچھا۔
''ہاں میں ٹھیک ہوں۔ لل۔ لل۔ لیکن یہ کیا۔ مجھے اس طرح
یہاں کیوں باندھا گیا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے اور تم۔ تم کون
ہو''...... پروفیسر تافندی نے جواب دے کر حیرت سے ادھر ادھر اور
کرنل راچوف کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔
''ہمیں یہاں سی آر ایجنسی لائی ہے ڈیڈی''...... زرتاش نے
جواب دیا تو پروفیسر تافندی سی آر ایجنسی کا سن کر بری طرح سے
چونک پڑا۔
''سی آر ایجنسی۔ یہ ایجنسی تو کرنل راچوف کی ہے جس کا تعلق
روسیاہ سے ہے''...... پروفیسر تافندی نے بری طرح سے چونکتے
ہوئے کہا۔
''جی ہاں اور کرنل راچوف ہمارے سامنے ہے''...... زرتاش
نے کہا تو پروفیسر تافندی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کرنل راچوف کی
جانب دیکھنے لگا۔
''یہ سب کیا ہے کرنل صاحب۔ ہمارا کیا قصور ہے جو آپ
ہمیں اس طرح سے یہاں لے آئے ہیں اور آپ نے ہمیں یہاں

لا کر مجرموں کی طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... پروفیسر تافندی نے چند لمحے کرنل راچوف کو دیکھنے کے بعد انتہائی پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''آپ نے اور آپ کے بچوں نے بہت بڑا جرم کیا ہے پروفیسر صاحب''......کرنل راچوف نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا''...... پروفیسر تافندی نے خشک لہجے میں کہا۔

''یہ بتائیں کہ آپ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی کے ہمراہ چاچن طیارے میں کیا کرنے گئے تھے۔ ہماری اطلاع کے مطابق آپ تینوں تقریباً تین گھنٹے طیارے میں موجود رہے تھے وہ بھی اس وقت جب طیارہ ہینگر میں موجود تھا''......کرنل راچوف نے باری باری ان دونوں کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کرنل راچوف کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے پروفیسر تافندی اور زرتاش کے چہرے پر ایک رنگ سا آیا لیکن انہوں نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

''میری بیٹی زرکاشہ چاچن کے ایک اخبار کی ایڈیٹر ہے وہ مختلف مضامین پر کام کرتی رہتی ہے۔ وہ ان دنوں چاچن طیاروں پر مضمون لکھ رہی ہے۔ وہ طیارے کے مختلف فنکشنز کے بارے میں جاننا چاہتی تھی اس لئے زرتاش اسے اپنے ساتھ اس طیارے میں لے گیا تھا جس کی یہ خود پرواز کرتا تھا۔ میرے پاس بھی چونکہ ان دنوں کوئی کام نہیں ہے اس لئے میں بھی ان کے ساتھ ہی چلا گیا تھا اور ہم تینوں چاچن طیارے میں گئے تھے جو چاچن حکومت کی

ملکیت ہیں جب ہمیں متعلقہ انتظامیہ نے جانے سے نہیں روکا تھا تو آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں''...... پروفیسر تافندی نے تفصیل بتاتے ہوئے آخر میں قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ بے حد ذہین ہیں پروفیسر صاحب۔ آپ نے بڑی خوبصورتی سے طیارے میں جانے والی بات بنا لی ہے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو شاید آپ کی باتوں میں آ جاتا لیکن میں کرنل راچوف ہوں۔ سی آر ایجنسی کا چیف کرنل راچوف۔ میں آپ کی ان باتوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ میں ابھی آپ دونوں سے نہایت دھیمے اور نرم لہجے میں بات کر رہا ہوں ورنہ میرا نام سن کر بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں''......کرنل راچوف نے کہا۔

''میں کوئی کہانی نہیں بنا رہا ہوں۔ جو سچ ہے وہی بتا رہا ہوں''...... پروفیسر تافندی نے سر جھٹک کر کہا۔

''اور مسٹر زرتاش تافندی۔ تم کیا کہتے ہو''......کرنل راچوف نے زرتاش سے پوچھا۔

''ڈیڈی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں نے اپنی سسٹر کو طیارے کے فنکشنز کے بارے میں ہی تفصیلات فراہم کی تھیں اور کچھ نہیں''۔ زرتاش نے بھی اپنے لہجے میں مضبوطی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''اور اب تم کہو گے کہ وہ پاکیشیا بھی اسی مضمون کے حوالے سے ہی گئی ہے''...... کرنل راچوف نے غرا کر کہا تو پروفیسر تافندی چونک پڑے۔

''ضروری نہیں ہے کہ وہ اسی مضمون کے لئے پاکیشیا گئی ہو۔ وہ جرنلسٹ ہے اس کا کسی نہ کسی ملک میں آنا جانا لگا ہی رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اخبار کے کسی کام کے سلسلے میں پاکیشیا گئی ہو''...... زرتاش کی بجائے پروفیسر تافندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تب پھر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کام کرنے والے علی عمران سے کیوں ملی تھی''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''علی عمران۔ کون علی عمران''...... پروفیسر تافندی نے فوراً کہا۔ ان کے لہجے میں کھوکھلاہٹ کا عنصر تھا۔

''وہی علی عمران جسے آپ نے اپنی بیٹی کے ذریعے خط کی شکل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو ایک خفیہ پیغام بھیجا تھا''...... کرنل راچوف نے پروفیسر تافندی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسی طرح انتہائی طنز بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ جھوٹ ہے۔ سراسر جھوٹ۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے کسی کو کوئی پیغام بھیجا ہے''...... پروفیسر تافندی نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے پروفیسر صاحب کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو جو پیغام بھیجا تھا وہ ہمارے ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ آپ کی بیٹی کو بھی عمران کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ اسے بے ہوشی کی حالت میں رکھا گیا تھا

لیکن ہوش میں آتے ہی اس نے دانتوں میں چھپا ہوا ایک زہریلا کیپسول چبا کر خود کو ہلاک کر لیا تھا تاکہ ہم کسی بھی طرح اس کی زبان نہ کھلوا سکیں۔ ادھر آپ دونوں کو بھی چاچن سے اٹھایا گیا اور ہمیں آپ دونوں کے دانتوں سے بھی ویسے ہی زہریلے کیپسول ملے تھے جن میں زہر بھرا ہوا تھا۔ اگر آپ تینوں طیارے میں صرف ایک مضمون نویسی کے لئے گئے تھے اور آپ نے اپنی بیٹی زرکاشہ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس کوئی پیغام دے کر نہیں بھیجا تو پھر آپ کی بیٹی نے زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کیوں کی اور آپ دونوں نے اپنے دانتوں میں ویسے ہی زہریلے کیپسول کیوں چھپا رکھے تھے''...... کرنل راچوف رکے بغیر تیز تیز بولتا چلا گیا۔ اس کی باتیں سن کر پروفیسر تافندی اور زرتاش کے چہروں کے رنگ بدل گئے انہوں نے فوری طور پر منہ چلائے۔ انہیں منہ چلاتے دیکھ کر کرنل راچوف طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

''جتنا مرضی منہ چلا لیں۔ آپ کے دانتوں سے ہم نے زہریلے کیپسول نکال لئے ہیں۔ اب آپ مرنا بھی چاہیں تو نہیں مر سکیں گے اور یہاں موت بھی اسے ہی ملتی ہے جسے مرنے کی میں اجازت دیتا ہوں''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہمیں اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپانے کی کیا ضرورت تھی اور میری بیٹی۔ میری بیٹی کا کیا ہوا ہے۔ کیا آپ نے اسے ہلاک

کر دیا ہے''...... پروفیسر تافندی نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم نے اسے نہیں ہلاک کیا۔ اس نے خود ہی خودکشی کی ہے''...... کرنل راچوف نے کہا اور وہ دونوں پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

''اور مسٹر زرتاش میں تمہیں ایک بات اور بتا دوں۔ میری اطلاع کے مطابق تم تینوں جس طیارے میں موجود تھے وہ اگلے دن تمہیں ایک انٹرنیشنل فلائٹ کے طور پر پاکیشیا ہی لے جانے والا تھا لیکن میں نے تمہاری وہ فلائٹ کینسل کرا دی تھی اور اس طیارے کی بجائے تمہاری دوسرے طیارے میں ٹرانسفر کرا دیا تھا۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہی ہے کہ تم اس طیارے میں موجود نہیں تھے ورنہ تم اس وقت میرے سامنے موجود نہ ہوتے''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب''...... زرتاش نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جو طیارہ تم پاکیشیا لے جانے والے تھے وہ سائبیریا کے ایک برفانی جزیرے پر گر کر تباہ ہو گیا ہے اور اس میں سوار پائلٹ سمیت تمام افراد ہلاک ہو گئے ہیں''...... کرنل راچوف نے کہا اور طیارے کی تباہی کا سن کر نہ صرف زرتاش بلکہ پروفیسر تافندی کا چہرہ بھی زرد پڑ گیا۔

''کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ڈبل پی نائن

تھری ون طیارہ تباہ ہو گیا ہے''...... پروفیسر تافندی نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ طیارے کا ملبہ سائبیریا کے ایک جزیرے پر بکھرا پڑا ہے۔ اس طیارے میں تم تینوں نے جو سٹف چھپایا تھا وہ بھی تباہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب تم دونوں کے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے کہ تم دونوں اس حقیقت کو چھپا سکو کہ تم نے ڈبل پی نائن تھری ون فلائٹ میں کیا چھپایا تھا۔ طیارے کا ملبہ چونکہ روسیاہ میں ہے اس لئے وہاں موجود ہر چیز کو ہم اکٹھا کر رہے ہیں۔ تم دونوں کو اگر اپنی زندگیوں سے پیار ہے تو پھر تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم ہمیں بتا دو کہ وہ کون سا سٹف ہے جسے تم نے طیارے میں چھپایا تھا اور جس کے بارے میں تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو خفیہ پیغام بھیجا تھا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''آپ کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے کرنل راچوف۔ ہم نے طیارے میں کچھ نہیں چھپایا تھا''...... زرتاش نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں۔ حقیقت اگل دو ورنہ میں کیا کر سکتا ہوں تم اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے''...... کرنل راچوف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''جب ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے طیارے میں کچھ نہیں چھپایا تھا تو آپ ہم سے اس طرح کیسے بات کر سکتے ہیں۔ آپ میری

چاچن کے پرائم منسٹر سے بات کرائیں۔ وہ آپ کو اس بات کی گارنٹی دے دیں گے کہ ہم چاچن کے خیر خواہ ہیں چاچن کے دشمن نہیں کہ ہم چاچن کی کوئی چیز پاکیشیا اسمگل کریں“...... پروفیسر تافندی نے سخت اور انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

”آپ اس وقت چاچن میں نہیں روسیاہ میں ہیں اور روسیاہ میں بھی سائبیریا کے اس مقام پر جہاں چاچن پرائم منسٹر تو کیا اس کی سوچ بھی نہیں آ سکتی ہے“...... کرنل راچوف نے کہا۔

”کیا۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم سائبیریا میں ہیں۔ مگر کیوں“...... پروفیسر تافندی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”میں یہاں تمہارے سوالوں کے جواب دینے نہیں بلکہ تم سے سوال پوچھنے آیا ہوں۔ سمجھے تم۔ اس لئے جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا جواب دو اور وہ بھی صحیح صحیح ورنہ تم دونوں سے سچ کیسے اگلوانا ہے یہ میں بخوبی جانتا ہوں“...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیسا سچ۔ جو سچ تھا وہ ہم نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اگر آپ کو نہیں یقین تو ہم کیا کر سکتے ہیں“...... زرتاش نے اپنے لہجے میں ایک بار پھر سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”تو تم نہیں بتاؤ گے“...... کرنل راچوف نے غرا کر پوچھا۔

”جس بات کا ہمیں علم ہی نہیں ہم کیا بتائیں“...... پروفیسر تافندی نے بھی اسی انداز میں کہا۔

”اوکے۔ اب دیکھنا میں کس طرح سے تم دونوں کی زبانیں

کھلواتا ہوں۔ کارلف“...... کرنل راچوف نے غراتے ہوئے کہا اور اپنے ساتھی کو آواز دی جو اس کے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

”یس چیف“...... کارلف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ان دونوں کی زبانیں کھلوانا اب تمہارا کام ہے۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ بیس منٹ دوں گا۔ بیس منٹ کے اندر ان کی زبان پر سچ آ جانا چاہئے“...... کرنل راچوف نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی ان کے حلق میں ہاتھ ڈال کر سب کچھ اگلواتا ہوں“...... کارلف نے کہا۔

”یہ۔ یہ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ جب ہم نے کچھ کیا ہی نہیں تو آپ اس پر تشدد کیوں کرنا چاہتے ہیں“۔ زرتاش نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن کرنل راچوف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

کارلف ایک دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار کے پاس لگا ہوا ایک کیبن کھولا۔ کیبن میں بے شمار شیشیاں اور جار موجود تھے جن میں مختلف رنگوں کے کیمیکل بھرے ہوئے تھے اور چند جاروں میں مکروہ شکلوں والے حشرات الارض دکھائی دے رہے تھے جن میں سیاہ رنگ کی مکڑیاں بھی تھیں۔ سبز رنگ کے دھاگوں جیسے باریک سانپ بھی اور سیاہ رنگ کے چیونٹے بھی جو جاروں میں کلبلا رہے تھے۔

”ان پر گریمک پاؤڈر ڈالو اور پھر ان پر سیاہ چیونٹے چھوڑ دو۔ گریمک پاؤڈر کی وجہ سے سیاہ چیونٹے ان کے جسموں سے چمٹ جائیں گے اور جب چیونٹے ان کا گوشت نوچنا شروع کر دیں گے تو ان کے منہ میں خود ہی سچ بولنے والی زبان آ جائے گی۔ پھر یہ سچ کے سوا کچھ نہیں بولیں گے“...... کرنل راچوف نے کیبن میں سیاہ چیونٹوں والا جار دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے زرتاش کا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا۔

کارلف نے سائیڈ میں پڑا ہوا ایک پاؤڈر کا ڈبہ اٹھایا اور اسے لے کر ان دونوں کے پاس آ گیا اور ڈبہ کھول کر اس میں موجود پاؤڈر پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے زرتاش پر چھڑکنا شروع کر دیا۔ پروفیسر تافندی اور زرتاش بری طرح سے مچل رہے تھے۔

”یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے ہیں کرنل صاحب۔ آپ میری بات کا یقین کریں میں نے واقعی طیارے میں کچھ نہیں چھپایا تھا۔ پلیز پلیز۔ ہم پر ظلم نہ کریں“...... پروفیسر تافندی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”تو تم نے ایکسٹو کو کیا پیغام بھیجا تھا۔ وہی بتا دو“...... کرنل راچوف نے تند لہجے میں کہا۔

”میں نے کوئی پیغام نہیں بھیجا تھا۔ زرکاشہ عمران سے کیوں ملی تھی اس کے بارے میں، میں کچھ بھی نہیں جانتا“...... پروفیسر تافندی نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

”کارلف جار لاؤ“...... کرنل راچوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کارلف نے اثبات میں سر ہلایا اور دوبارہ کیبن کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے پاؤڈر کا ڈبہ واپس رکھا اور کیبن سے وہ جار اٹھا لیا جس میں سیاہ رنگ کے چیونٹے کلبلا رہے تھے۔ جار میں سینکڑوں کی تعداد میں چیونٹے موجود تھے۔ جار پر ایک ڈھکن لگا ہوا تھا۔ کارلف جار لے کر پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے زرتاش کے پاس آ گیا وہ دونوں دہشت زدہ نظروں سے جار میں کلبلاتے ہوئے چیونٹوں کو دیکھ رہے تھے۔

”یہ وسطی افریقہ کے جنگلوں کے سیاہ چیونٹے ہیں جنہیں آدم خور چیونٹے بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک بار جس انسان کے جسم سے چمٹ جائیں تو یہ اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتے جب تک کہ یہ انسان کا سارا گوشت چٹ نہ کر جائیں۔ صرف گوشت ہی نہیں یہ چیونٹے ہڈیوں کو بھی کاٹتے ہیں اور ہڈیاں کاٹتے ہوئے ہڈیوں کے اندر چلے جاتے ہیں جن میں موجود یہ بون میرو بھی چٹ کر جاتے ہیں۔ یہ زہریلے چیونٹے ہیں ان میں سے کسی ایک چیونٹے نے بھی تمہیں کاٹ لیا تو تمہارے جسم میں آگ بھر جائے گی اور تم اس قدر خوفناک اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ اس سے موت ہی تمہیں چھٹکارا دلا سکے گی اور کوئی نہیں“...... کرنل راچوف نے کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ ایسا مت کریں پلیز۔ ہم۔ ہم بے گناہ ہیں“...... زرتاش نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھ کیا رہے ہو کارلف۔ الٹا دو ان پر سیاہ چیونٹے"...... کرنل راچوف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... کارلف نے کہا اور جار کا ڈھکن کھولنے لگا۔

پروفیسر تافندی اور زرتاش تافندی بری طرح سے چیخ رہے تھے لیکن ان کی چیخوں کا بھلا کرنل راچوف پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ کارلف نے جار کا ڈھکن کھول کر ایک طرف پھینکا اور پھر اس نے جار پروفیسر تافندی کے سر پر الٹ دیا۔ جار سے بے شمار سیاہ چیونٹے پروفیسر تافندی کے سر پر گرے تو پروفیسر تافندی بری طرح سے سر جھٹکتا ہوا چیخنے لگا۔ کارلف نے آگے بڑھ کر جار میں موجود باقی ماندہ سیاہ چیونٹے پروفیسر تافندی کے بیٹے زرتاش کے سر پر الٹ دیئے۔ زرتاش بھی ہذیانی انداز میں چیختا ہوا سر جھٹکنے لگا۔

سیاہ چیونٹے ان کے سروں پر گرتے ہی ان کے جسم پر پھسل گئے تھے۔ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کے جسم بری طرح سے تھرتھرا رہے تھے وہ اپنا سارا جسم جھٹک رہے تھے تاکہ خود پر گرے سیاہ چیونٹوں کو گرا سکیں لیکن چیونٹے ان کے لباسوں میں داخل ہو گئے اور پھر جیسے ہی ان چیونٹوں نے انہیں کاٹنا شروع کیا ان دونوں کے منہ سے فلک شگاف چیخیں نکلنا شروع ہو گئیں اور وہ اس بری طرح سے مچلنے لگے جیسے ان پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی ہو اور وہ زندہ جلائے جا رہے ہوں۔

چیونٹے انہیں جہاں جہاں کاٹ رہے تھے وہاں سے باقاعدہ

خون رسنا شروع ہو گیا تھا اور ان کی حالت بد سے بد تر ہوتی جا رہی تھی۔

چند ہی لمحوں میں پروفیسر تافندی کی چیخیں دم توڑ گئیں۔ وہ شاید تکلیف کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ رک جاؤ پلیز۔ پلیز"...... زرتاش نے تکلیف کی شدت سے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو کرنل راچوف کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے کارلف کو اشارہ کیا تو کارلف تیزی سے دوبارہ کیبن کی جانب بڑھا اور اس نے کیبن سے ایک سپرے گن نکالی اور زرتاش تافندی کے پاس آ گیا۔

"بولو۔ تم سے جو پوچھا جائے گا بتاؤ گے"...... کارلف نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں بتاؤں گا سب بتاؤں گا۔ مجھے اس عذاب سے نجات دلاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ میں اور برداشت نہیں کر سکتا"۔ زرتاش نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو کارلف نے اس پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ سپرے کر رہا تھا سیاہ چیونٹے جیسے بے دم سے ہو کر اس کے جسم سے جھڑ جھڑ کر گرتے چلے گئے۔ اس کے جسم سے تمام چیونٹے جھڑ چکے تھے لیکن اس کے باوجود زرتاش تافندی اسی طرح سے چیخ رہا تھا اور اپنا جسم جھٹکا رہا تھا جیسے اس کا جسم آگ میں جل رہا ہو۔

”پروفیسر تافندی بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس کے جسم سے بھی سیاہ چیونٹے ہٹا دو“...... کرنل راچوف نے کہا تو کارلف نے اثبات میں سر ہلا کر بے ہوش پروفیسر تافندی پر بھی سپرے کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں پروفیسر تافندی کے جسم پر بھی موجود سیاہ چیونٹے بے دم سے ہو کر گرتے چلے گئے۔

زرتاش تافندی چند لمحے اپنا جسم جھنجھوڑتا رہا اور چیختا رہا پھر جیسے اس کی بھی ہمت جواب دے گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

”انہیں فوری طور پر ٹراماسن کے انجکشن لگا دو ورنہ سیاہ چیونٹوں کا زہر ان کے جسم میں سرایت کر جائے گا اور یہ دونوں ہلاک ہو جائیں گے“...... کرنل راچوف نے کہا تو کارلف نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر کیبن کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک خالی سرنج اور ایک انجکشن کی شیشی تھی۔ اس نے سرنج میں فوری سی انجکشن بھرا اور اسے پہلے پروفیسر تافندی کی گردن کی ایک مخصوص رگ میں لگا دیا۔ پھر اس نے دوبارہ سرنج بھری اور زرتاش تافندی کی بھی گردن کی مخصوص رگ میں انجیکٹ کر دیا۔

بے ہوش ہونے کے بعد دونوں کے چہرے سیاہ پڑ گئے تھے۔ کارلف نے جیسے ہی انہیں انجکشن لگائے ان کے چہروں کی سیاہی کم ہونا شروع ہو گئی اور وہ نارمل ہوتے چلے گئے۔ پھر کچھ دیر کے بعد باری باری ان دونوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں

نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

انہیں چونکہ اینٹی انجکشن لگائے گئے تھے اس لئے اب انہیں ان زخموں کی بھی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی جو ان کے جسموں پر سیاہ چیونٹوں کے کاٹنے سے بنے تھے۔

”کارلف۔ اب کیبن سے ٹرانوک سپائیڈرز کا جار لے آؤ۔ اب بھی انہوں نے زبان نہ کھولی تو ان پر ٹرانوک سپائیڈرز چھوڑ دینا جو سیاہ چیونٹوں سے ہزاروں گنا زہریلے اور گوشت خور ہیں“...... کرنل راچوف نے کہا تو کارلف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ ہم پر اور ظلم مت کرو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ میں۔ میں“...... زرتاش نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو زرتاش۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ چپ رہو۔ یہ ہم پر سیاہ چیونٹے چھوڑیں یا ٹرانوک سپائیڈرز۔ ہم انہیں کچھ نہیں بتائیں گے۔ سمجھے تم“...... پروفیسر تافندی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں ڈیڈی۔ میں یہ سب عذاب برداشت کر لوں گا مگر میں آپ کو اس قدر تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا“...... زرتاش نے ہذیانی انداز میں کہا۔

”میری تم فکر نہ کرو۔ ہماری بیٹی نے جس کاز کے لئے اپنی

جان دی ہے کیا ہم اسے ایسے ہی گنوا دیں گے''...... پروفیسر تافندی نے غراتے ہوئے کہا تو زرتاش نے بے اختیار سر جھکا لیا۔ پروفیسر تافندی کی بات سن کر کرنل راچوف کا چہرہ ایک بار پھر غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

''کارلف مکڑیوں کا جار لا کر ساری مکڑیاں پروفیسر تافندی پر پلٹ دو''...... کرنل راچوف نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح سے غراتے ہوئے کہا تو کارلف کیبن سے زرد مکڑیوں والا جار لے آیا۔

''تم کچھ بھی کر لو کرنل راچوف مگر تم ہماری زبانیں نہیں کھلوا سکو گے۔ میری بیٹی زرکاشہ نے جس طرح سے جان دی ہے اسی طرح ہم دونوں باپ بیٹا بھی مر جائیں گے لیکن تم یہ کبھی نہیں جان سکو گے کہ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو کیا پیغام بھیجا ہے''...... پروفیسر تافندی نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

''ڈال دو۔ ساری مکڑیاں اس پر ڈال دو''...... کرنل راچوف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور کارلف نے فوراً جار کھول کر اس میں موجود زرد مکڑیاں پروفیسر تافندی پر گرا دیں۔ مکڑیاں رینگتی ہوئیں جیسے ہی پروفیسر تافندی کے جسم پر آئیں پروفیسر تافندی کے حلق سے جیسے نہ ختم ہونے والی فلک شگاف چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ زرتاش تافندی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے باپ کو تڑپتا اور چیختا ہوا دیکھ رہا تھا لیکن وہ بے بسی کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔ وہ راڈز والی کرسی پر اس بری طرح سے جکڑا ہوا تھا کہ وہ چاہ کر بھی اپنے

باپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔

مکڑیوں نے پروفیسر تافندی کو بری طرح سے کاٹنا شروع کر دیا تھا اور ان مکڑیوں کا زہر سیاہ چیونٹوں کے زہر سے کہیں زیادہ خطرناک اور طاقتور تھا جس کی وجہ سے جلد ہی پروفیسر تافندی بے ہوش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بھی زرد مکڑیاں جمی ہوئی تھیں جو اس کے چہرے کا گوشت کھا رہی تھیں اور پروفیسر تافندی کے چہرے کی ہڈیاں ابھرتی چلی آ رہی تھیں جنہیں دیکھ کر زرتاش تافندی کو اپنا دماغ لٹو کی طرح سے گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

''یہ مکڑیاں تمہارے باپ کے جسم کا سارا گوشت نوچ کر تمہاری طرف رینگ آئیں گی زرتاش تافندی اور پھر تمہارا حشر بھی اپنے باپ جیسا ہی ہو گا۔ اگر تم اس بھیانک اور اذیتناک موت سے بچنا چاہتے ہو تو بتا دو۔ تمہارے باپ نے ایکسٹو کو کیا پیغام بھیجا تھا اور اس طیارے میں تم تینوں نے کیا چھپایا تھا۔ بولو۔ جلدی بولو۔ تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے''...... کرنل راچوف نے زرتاش تافندی کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ میں اس قدر بھیانک موت نہیں مرنا چاہتا۔ میں۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ سب بتا دوں گا''۔ زرتاش تافندی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے باپ کا بھیانک انجام دیکھ کر اس نے بے اختیار کربناک انداز میں آنکھیں بند کر لیں۔

"گڈ شو۔ اب شروع ہو جاؤ۔ جلدی"...... کرنل راچوف نے کہا اور زرتاش تافندی پر موت کا ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ رکے بغیر بولتا چلا گیا۔ اس کی باتیں سن کر نہ صرف کرنل راچوف بلکہ اس کے ساتھی کارلف کی آنکھیں بھی پھیلتی جا رہی تھیں جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ زرتاش تافندی جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سب سچ ہو سکتا ہے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کچھ پتہ چلا"...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں۔ سارا معاملہ ابھی تک پردے میں ہے اور الجھا ہوا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اصل چکر ہے کیا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس نے بلیک زیرو کو ساری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

"حیرت ہے پروفیسر تافندی کی بیٹی کو اتنی بھی کیا جلدی تھی کہ اس نے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لیا تھا اور خود کو ہلاک کر لیا تھا"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈر گئی تھی۔ اسے شاید پتہ چل گیا تھا کہ وہ ڈولف کی قید

میں ہے جس کا تعلق روسیاہ کی طاقتور ایجنسی سی آر کے ساتھ ہے
اور سی آر ایجنسی والے کسی کا منہ کھلوانے کے لئے تشدد کی انتہا تک
پہنچ جاتے ہیں۔ زرکاشہ نے جوزف کا ڈیل ڈول دیکھ کر یہی سمجھا
تھا کہ اس کا تعلق بھی سی آر ایجنسی سے ہے اور بدقسمتی سے اسے
ہوش بھی آ گیا تھا اس لئے اس نے جوزف کو دیکھتے ہی دانتوں
میں چھپا ہوا کیپسول چبا لیا تا کہ جوزف یا کوئی اور اس کی زبان نہ
کھلوا سکے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اس روسیاہی ایجنٹ نے کیا کہا ہے۔ کیا وہ کوڈ کلاک کے
بارے میں کچھ جانتا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ اسے کوڈ کلاک کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے
البتہ اس سے پتہ چلا ہے کہ زرکاشہ کے باپ پروفیسر تافندی اور
اس کے بیٹے زرتاش کو سی آر ایجنسی والوں نے اٹھوا لیا ہے اور اب
وہ دونوں سی آر ایجنسی کی تحویل میں ہیں''...... عمران نے جواب
دیا۔

''اوہ۔ پھر تو کرنل راچوف ان دونوں پر تشدد کی انتہا کر دے گا
اور ان سے ہر بات اگلوا لے گا''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ
لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی اسی بات کا خدشہ ہے''...... عمران نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

''پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ سی آر ایجنسی سے

پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے زرتاش تافندی کو آزاد کرانے نہیں
جائیں گے۔ اب جب تک پروفیسر تافندی یا اس کا بیٹا ہمیں کچھ
نہیں بتا دیتے اس وقت تک شاید ہی ہم اس کوڈ کلاک کا مسئلہ حل
کر سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ کچھ نہ کچھ تو ہمیں کرنا ہی پڑے گا ورنہ اس طرح سے
کام نہیں چلے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے لئے ایک اور اطلاع ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیسی اطلاع''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''کوڈ کلاک کے اوپر جو ڈبل پی نائن تھری ون لکھا ہوا ہے اس
کا مطلب مجھے سمجھ آ گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیسے اور کیا مطلب ہے ڈبل پی نائن تھری ون کا''...... عمران
نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ چاچن کی ایک انٹرنیشنل فلائٹ کا نمبر ہے جو چاچن سے
مختلف ممالک سے ہوتی ہوئی پاکیشیا آنے والی تھی''...... بلیک زیرو
نے کہا۔

''آنے والی تھی۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ چاچن ایئر لائن کی
فلائٹ ڈبل پی نائن تھری ون جو چاچن سے مقررہ وقت پر روانہ
ہوئی تھی وہ سائبیریا کے ایک جزیرے ووسٹ پر گر کر تباہ ہو گئی
ہے۔ اس طیارے میں کئی ملکوں کے افراد سوار تھے جو سب کے

سب بلاک ہو گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ تو پروفیسر تافندی نے پیغام میں اس فلائٹ کے نمبر کے بارے میں بتایا تھا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے روسیاہ کے ایک فارن ایجنٹ سے رابطہ کیا تھا اور اس سے کچھ معلومات لی تھیں۔ ان معلومات کے تحت چاچن سے جو طیارہ روانہ ہوا تھا اس کا چیف پائلٹ پروفیسر تافندی کا بیٹا زرتاش ہی تھا لیکن کسی وجہ سے اسے اس طیارے سے ڈراپ کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ طیارے کا چیف پائلٹ کسی اور کو بنا دیا گیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جس طرح سے پروفیسر تافندی کی بیٹی یہاں پہنچی تھی اسی طرح اس کا بیٹا بھی یہاں پہنچنے والا تھا''...... عمران نے کہا۔

''بظاہر تو یہی لگتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بظاہر نہیں۔ یقینی طور پر یہی بات ہے۔ پروفیسر صاحب شاید اس بار اپنے بیٹے کے ذریعے یہاں کچھ اور بھی بھیجنا چاہتے تھے جس کا تعلق وڈ بلاک سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر اب کیسے پتہ چلے گا کہ پروفیسر صاحب کا بیٹا زرتاش تافندی یہاں کیا لانے والا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ایک منٹ فون دو ذرا مجھے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر فون اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کرتے ہوئے اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تھا۔

''یس پلیز''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ میری سرداور سے بات کرائیں''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں ڈاکٹر آفریدی بول رہا ہوں۔ کیسے مزاج ہیں آپ کے۔ کافی عرصہ بعد فون کیا ہے آپ نے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے مجھ پر۔ آپ کیسے ہیں''۔ عمران نے اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔

''شکر ہے اللہ تعالیٰ کا۔ ایک منٹ ہولڈ کریں میں ابھی سر داور کو بلاتا ہوں''...... ڈاکٹر آفریدی نے کہا اور دوسری طرف رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔

''یس سر داور ہیئر''...... کچھ دیر کے بعد سر داور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہیئر۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تو آپ کا سر ہمیشہ صفا چٹ دیکھا ہے پھر آپ کے سرِ مبارک پر بالوں کا خزانہ کہاں سے آ گیا جو آپ اپنے تعارف میں بالوں والا سر داور کہہ رہے ہیں''......

عمران نے مسکرا کر کہا۔ اس نے ہیئر جس کے معنی سننے کے ہیں کو بالوں کے معنی سے بدلتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سر داور بے اختیار ہنس دیئے۔

”میں نے ہیئر کہا ہے ہیئر نہیں برخوردار اپنے کانوں کا علاج کراؤ۔ ہیئر کا مطلب سننا ہوتا ہے بال نہیں“...... سر داور نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا آپ اونچا سنتے ہیں جو آپ کو خاص طور پر ہیئر کہنا پڑا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اس وقت بے حد مصروف ہوں عمران بیٹا۔ اگر تم نے مجھے صرف مذاق کرنے کے لئے فون کیا ہے تو سوری۔ میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں“...... دوسری طرف سے سر داور نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

”تو کس موڈ میں ہیں“...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

”میں اس وقت کام کے موڈ میں ہوں“...... سر داور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آرام کے موڈ میں۔ اوہ ہاں آپ بوڑھے ہو گئے ہیں اور بوڑھوں کو اس عمر میں واقعی آرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے“۔ عمران نے بڑے معصوم سے انداز میں کہا۔

”تم نے کس لئے فون کیا ہے یہ بتاؤ ورنہ میں فون بند کرنے لگا ہوں“...... سر داور نے جیسے عمران کی باتوں سے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ میں۔ میں“...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ وہ اس طرح سے بات کر رہا تھا جیسے بات کرتے ہوئے شرما رہا ہو۔

”کیا میں میں۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو“...... سر داور نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”اب میں اپنے منہ سے کیسے کہوں۔ مجھے شرم آ رہی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”شرم کیسی شرم اور ایسی کیا بات ہے جسے بتاتے ہوئے تمہیں شرم آ رہی ہے“...... سر داور نے اسی انداز میں کہا۔

”وہ اماں بی اور ڈیڈی کہتے ہیں کہ میں اب جوان ہو گیا ہوں“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی بے اختیار ہنسی نکل گئی اس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ اس کے ہنسنے کی آواز سر داور نہ سن سکیں۔

”جوان ہو گئے ہو تو میں کیا کروں۔ میری کون سی بیٹی ہے جس کا میں تمہیں رشتہ دے دوں گا“...... سر داور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”گک۔ گک۔ کیا آپ کی واقعی کوئی بیٹی نہیں ہے۔ تو پھر اس نے کیوں کہا تھا کہ وہ آپ کی بیٹی ہے اوہ“...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”عمران پلیز۔ مجھے واقعی بہت کام ہے تم اس طرح احمقانہ

باتیں کر کے میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ کس نے کہا تھا تمہیں کہ
وہ میری بیٹی ہے اور۔ یہ اور کے بعد تم خاموش کیوں ہو گئے
ہو''...... سرداور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جب آپ نے کہا ہے کہ آپ کی کوئی بیٹی ہی نہیں ہے تو میں
خاموش ہونے کے سوا کر بھی کیا سکتا ہوں۔ مجھے تو زرکاشہ تافندی
پر غصہ آ رہا ہے جو مجھے یہ بتانے کے لئے آئی تھی کہ اس نے اپنی
تعلیم مکمل کر لی ہے اور سرداور نے اسے میرے پاس پسند کے لئے
بھیجا ہے تاکہ ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ بھی لیں اور سمجھ بھی
لیں۔ مگر''...... عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا اول فول بکے جا رہے ہو۔ کون زرکاشہ تافندی۔ کس
کی بات کر رہے ہو''...... دوسری طرف سے اس بار سرداور نے
قدرے غصیلے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی عمران کی باتوں سے اب
تنگ آ گئے ہوں۔

''وہی زرکاشہ تافندی جس کا باپ چاچن میں پروفیسر تافندی
کے نام سے مشہور ہے لیکن زرکاشہ اپنے باپ سے زیادہ آپ کو
فوقیت دیتی ہے اور آپ کو اپنے باپ کا درجہ دیتی ہے''...... عمران
نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم پروفیسر تافندی کی بیٹی زرکاشہ کی بات کر رہے
ہو۔ وہ تمہارے پاس آئی تھی کب۔ کیوں''...... سرداور نے بری
طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کی جب کاسٹریا میں ایک سائنسی
کانفرنس میں پروفیسر تافندی سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے آپ
سے کیا کہا تھا''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا تھا۔ انہوں نے مجھ سے جو بات کی تھی وہ میں نے
تمہیں بتا تو دی تھی''...... سرداور نے جواب دیا۔

''میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور آپ جانتے ہیں عموماً بوڑھوں کی
یادداشت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ اسی لئے میں بھول گیا ہوں کہ
آپ کی جب پروفیسر تافندی سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے آپ
کو کیا بتایا تھا اور وہ ایسے کون سے فارمولے پر کام کر رہے تھے جو
وہ آپ کے توسط سے پاکیشیا کے حوالے کرنا چاہتے تھے''۔ عمران
نے کہا۔

''یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں ایک سائنسی کانفرنس میں
اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کاسٹریا گیا تھا۔ سائنسی کانفرنس میں
شرکت کے لئے ہمارے لئے کاسٹریا کے ایک سیون سٹار ہوٹل میں
خصوصی انتظامات کئے گئے تھے جہاں ہمارے ساتھ ساتھ دوسرے
ممالک کے سائنس دانوں کو بھی ٹھہرایا گیا تھا۔ ہوٹل کے جس
کمرے میں مجھے ٹھہرایا گیا تھا اس کمرے کے ساتھ والے کمرے
میں پروفیسر تافندی بھی موجود تھے جو چاچن کے سائنس دان تھے۔
وہ پہلے روسیاہ کی ایک ٹاپ لیبارٹری میں رہ چکے تھے جہاں سے
انہوں نے استعفیٰ دے دیا تھا اور چاچن کے آزاد ہونے کے بعد

وہاں شفٹ ہو گئے تھے لیکن چونکہ روسیاہ میں ان کا خاصا نام تھا ا
وہ سینئر سائنس دان تھے اس لئے کاسٹریا میں ہونے والی بین
الاقوامی سائنسی کانفرنس میں انہیں خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا
بہرحال میں بتا رہا تھا کہ میں اور پروفیسر تافندی ایک ہی ہوٹل میں
تھے اور ہمارے کمرے ساتھ ساتھ تھے۔ اس لئے ہماری اکثر
ملاقات ہو جاتی تھی۔ پروفیسر تافندی چونکہ مجھ سے کافی سینئر تھے
اس لئے میں ان کی بے حد عزت کرتا تھا اور وہ مجھے پسند کرتے
تھے کیونکہ ایک تو میرا تعلق آزاد مسلم ملک پاکیشیا سے ہے اور دوسرا
میں مسلمان ہوں۔ چند ہی دنوں میں میری پروفیسر تافندی سے اچھی
خاصی جان پہچان ہو گئی۔ ایک روز انہوں نے مجھے باتوں باتوں
میں بتایا کہ انہوں نے چیچن میں اپنی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں
اپنی ایک چھوٹی سی لیبارٹری قائم کر رکھی ہے جہاں وہ مختلف
ایجادات پر کام کرتے رہتے ہیں۔ چیچن چونکہ ایک نو آزاد ملک
ہے اور آزاد ہونے کے باوجود اس پر روسیاہ کا تسلط قائم ہے اس
لئے وہ وہاں کھل کر کام نہیں کر سکتے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ کچھ ایسی
ایجادات کریں جو صرف اور صرف مسلمانوں کے تحفظ اور ان کے
دفاع کے کام آ سکیں۔ خاص طور پر ایسی چیزیں جس سے عام
مسلمان بھی خود کو دوسروں سے محفوظ بنا سکے۔ جس طرح سے
کافرستانی فوج نے بیوٹی ویلی کے مسلمانوں پر ظلم روا کر رکھے
ہیں۔ فلسطینی مسلمان اسرائیلیوں سے محفوظ نہیں ہیں اسی طرح سے

چیچن کے مسلمان بھی روسیاہ کے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔
اس لئے وہ ایک ایسی ایجاد کرنا چاہتے ہیں جس سے عام مسلمان
دوسروں کے ظلم اور بربریت سے محفوظ رہ سکیں۔ وہ ایک ایسا آلہ بنا
رہے تھے جس سے کوئی بھی انسان دوسرے انسان کو نقصان نہ پہنچا
سکے۔ وہ انسانوں کے جسم میں ایک کیمیکل سسٹم کے ذریعے انقلاب
لانا چاہتے تھے۔ جیسے اگر کوئی ایک انسان کسی دوسرے کو گولی مارے
تو کیمیکل سسٹم والے انسان کے جسم میں جاتے ہی نہ صرف گولی
پگھل جائے اور اس کے اثرات ضائع ہو جائیں بلکہ انسانی جسم
کے اندر اور باہر لگنے والے زخم بھی خود بخود مندمل ہو جائیں۔ اسی
طرح اگر کسی انسان کو خنجر یا تلوار سے بھی زخم لگائے جائیں تو
کیمیکل سسٹم کے تحت اس کے زخم ختم ہو سکتے تھے اور اس کیمیکل
سسٹم کے تحت انسان تکلیفوں اور اذیتوں سے بھی آسانی سے نجات
حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کیمیکل سسٹم سے انسانی جسم
اس قدر مضبوط اور طاقتور بنایا جا سکتا ہے کہ کوئی طاقتور کمزور پر
حاوی نہ ہو سکے اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچا سکے۔ اس کیمیکل
سسٹم میں انسانی جسم میں گردش کرنے والے خون کے وائٹ سیلز
کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے جو ایک فوج کی طرح کام کرتے
ہیں اور کسی بھی بیرونی یا اندرونی آنے والے زخم کو فوری طور پر
ریپیئر کرنے کا کام کرتے ہیں۔ اس کیمیکل سسٹم کے تحت وائٹ سیلز
کی طاقت میں بھی کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اور اس سے کسی

زہریلے مواد کو بھی فوری طور پر ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کیمیکل سسٹم کے تحت ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو بھی آسانی سے جوڑا جا سکتا ہے۔ پروفیسر تافندی کے کہنے کے مطابق اس فارمولے پر عمل کر کے شدید سے شدید زخمی انسان کو بھی موت کے منہ سے نکالا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس فارمولے سے بنائے جانے والے کیمیکل سے مہلک سے مہلک بیماریوں پر بھی آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ جہاں اس فارمولے کی مدد سے مظلوم افراد کی مدد کی جا سکتی ہے وہیں اس فارمولے کی مدد سے بڑی سے بڑی اور پیچیدہ بیماری کو بھی اس کی جڑوں سے اکھاڑ کر پھینکا جا سکتا ہے۔ گو کہ اس کیمیکل سسٹم کے تحت جرائم پیشہ افراد بھی فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن پروفیسر تافندی چاہتے تھے کہ اس کیمیکل سسٹم کو ان مظلوم افراد تک پہنچایا جائے جو غیر ممالک میں غیر مسلموں کے ہاتھوں زک اٹھا رہے تھے اور جہاں انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھی جاتی ہے۔

پروفیسر تافندی چونکہ اس کیمیکل سسٹم پر چاچن میں کھل کر کام نہیں کر سکتے تھے اور وہاں انہیں وہ کیمیکل بھی میسر نہیں آ سکتے تھے جن کی انہیں ضرورت تھی اس لئے وہ اپنا فارمولا کسی ایسے مسلم ممالک کے حوالے کرنا چاہتے تھے جو خاص طور پر مسلمانوں کا خیر خواہ ہو اور جو ہیون ویلی اور فلسطین کے ساتھ ساتھ روسیاہ سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں کے مسلمانوں کے درد کو بھی سمجھتا ہو اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنا چاہتا ہو اور پروفیسر تافندی کی نظر میں

ہی پاکیشیا اسلام کے قلعہ تھا اس لئے وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنا یہ انوکھا اور حیرت انگیز فارمولا پاکیشیا کے حوالے کر دیں تاکہ پاکیشیا نہ صرف اس فارمولے پر کام کرے بلکہ خود اس کا فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ دوسرے ممالک کے مظلوم مسلمانوں کی بھی مدد کر سکے۔ انہوں نے وہ فارمولا مجھے دینے کی بات کی تھی لیکن چونکہ ابھی ان کا فارمولا نامکمل تھا اس لئے انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی ان کا فارمولا مکمل ہو گا وہ ہر ممکن طریقے سے فارمولا مجھ تک پہنچا دیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ چاچن میں ہونے کے باوجود غیر محفوظ ہیں اور ان پر روسیاہی ایجنسیوں کی ہر وقت نظر رہتی ہے اس لئے وہ فارمولا کسی ایسے طریقے سے مجھ تک پہنچائیں گے جس کی روسیاہی ایجنٹوں کو خبر نہ ہو سکے۔ جس پر میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ اپنا فارمولا مجھ تک پہنچانے کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو تک پہنچا دیں جن کے ذریعے فارمولا مجھ تک پہنچ جائے گا۔ انہوں نے مجھ سے اس سلسلے میں طویل ڈسکس کی تھی پھر باتوں باتوں میں ہم نے ایک پلاننگ کی کہ وہ فارمولا تحریری طور پر نہیں بھیجیں گے اور نہ ہی اس کی کوئی فلم بنائیں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ان کی بیٹی زرکاشہ چونکہ جرنلسٹ ہے اس لئے وہ کوڈ ایکسپرٹ بھی ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی تھی۔ ایک ملاقات کے دوران پروفیسر تافندی نے میری اس سے بھی ملاقات کرا دی تھی۔ ہم تینوں نے مل بیٹھ کر یہ پلاننگ

کی کہ جب پروفیسر صاحب کا فارمولا مکمل ہو جائے گا تو زرکاشہ اس فارمولے کو کلاک کوڈ کی شکل میں تبدیل کر دے گی۔ کلاک کوڈ کے تحت وہ ایک سپیشل کوڈ بنائے گی جس میں گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک کی آواز میں پیغام چھپا ہوا ہوگا۔ وہ پہلے کوڈ بنائے گی اور پھر فارمولے کو کسی ایسے ریکارڈر میں ٹیپ کر دے گی جس میں محض ٹک ٹک یعنی گھڑی کی سوئیوں کے چلنے کی ہی مخصوص آواز سنائی دے گی۔

کوڈ کا فارمولا الگ سے ہو گا جس کی مدد سے ریکارڈر میں موجود ٹک ٹک کی آواز کو مدنظر رکھ کر فارمولا ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ یہ نیا اور انوکھا طریقہ تھا جسے میں نے اور پروفیسر تافندی نے بے حد سراہا تھا اور پھر ہم میں یہ طے ہو گیا تھا کہ فارمولا کوڈ کلاک کے ذریعے ہی بھیجا جائے گا۔ اس کے لئے زرکاشہ نے کہا تھا کہ وہ پہلے کوڈ بنا کر اس کی کاپی ہم تک پہنچائے گی اور پھر اس کے بعد ٹک ٹک کی آواز والا فارمولا بھی پاکیشیا پہنچا دیا جائے گا۔ ریکارڈر کے سلسلے میں بھی میری اس سے طویل بات ہوئی تھی۔ اس کا بھی زرکاشہ نے ایک بہترین طریق کار منتخب کیا تھا اس نے کہا تھا کہ اس کا بھائی زرتاش جو کہ جاچن کی ایئر لائن کا چیف پائلٹ ہے وہ اس فارمولے کو ریکارڈ کرنے میں اس کی مدد لے گی۔ جب فارمولا مکمل ہو جائے گا تو وہ فارمولے کو گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک میں ایڈجسٹ کر کے اپنے بھائی کے اس طیارے میں لے جائے گی

جو مختلف ممالک سے ہوتا ہوا پاکیشیا آتا ہے۔ وہ فارمولا طیارے کے بلیک باکس میں ریکارڈ کرنے کا کہہ رہی تھی۔ تاکہ فارمولا انتہائی حفاظت اور خاموشی سے پاکیشیا پہنچ جائے۔ فارمولا اگر طیارے کے بلیک باکس میں فیڈ کر دیا جاتا تو پاکیشیا پہنچتے ہی اس کی ریکارڈنگ حاصل کر لی جاتی اور پھر زرکاشہ کے بنائے ہوئے کوڈ کلاک کی مدد سے ریکارڈنگ میں چھپی ہوئی گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک کی آواز سے ملا کر اسے اصل فارمولے کی شکل دے دی جاتی جس سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے مظلوم مسلمان فائدہ اٹھا سکتے تھے''...... دوسری طرف سے سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس انوکھے اور حیرت انگیز فارمولے اور اس کے نئے انداز کے کوڈ کا سن کر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی حیران رہ گئے تھے۔

سرداور کی باتیں سن کر عمران کے ذہن میں لگی ہوئی تمام گرہیں خود بخود کھلتی چلی جا رہی تھیں اب اسے نہ صرف کوڈ کلاک کا مقصد سمجھ میں آ گیا تھا بلکہ وہ یہ بھی سمجھ گیا تھا کہ زرکاشہ نے فوری طور پر خود کو موت سے ہمکنار کیوں کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس فارمولے کے بارے میں روسیاہی ایجنٹوں کو کچھ علم ہو اسی لئے اس نے پاکیشیا آتے ہوئے اپنے دانتوں میں ایک زہریلا کیپسول چھپا لیا تھا تاکہ اگر اسے کوئی اغوا کرنے اور اس کی زبان کھلوانے کی کوشش کرے تو وہ خود کو اس سے محفوظ رکھ سکے۔

''حیرت ہے۔ اگر پروفیسر تافندی نے انسانی جسم کو زخموں اور

تکلیفوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اس قدر اہم اور انقلابی فارمولا تیار کر لیا تھا تو انہوں نے اس فارمولے کا خود فائدہ کیوں نہیں اٹھایا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پروفیسر تافندی جس کیمیکل سسٹم پر کام کر رہے تھے اس میں ایک خاص چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر فارمولا کسی بھی صورت میں مکمل نہیں ہو سکتا ہے اور وہ چیز ہے کرومائیٹ۔ جس کی بہت بڑی مقدار وائٹ پرل کی صورت میں اس وقت پاکیشیا کے پاس موجود ہے جسے تم نے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ٹریس کیا تھا۔ جب تک پروفیسر تافندی کے فارمولے میں وائٹ پرل نہیں ملایا جائے گا اس وقت تک فارمولا مکمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ کیمیکل تیار کیا جا سکتا ہے جس سے انسانی جسم کو فوائد حاصل ہو سکیں''...... سرداور نے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ﴿اس کے لئے ظہیر احمد کا لکھا ہوا عمران سیریز کا عظیم شاہکار ناول وائٹ پرل کا مطالعہ ضرور کریں﴾

''گویا پروفیسر صاحب نے یہ فارمولا وائٹ پرل کو مدِ نظر رکھ کر تیار کیا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو انہوں نے مجھ سے یہ سب ڈسکس کی تھی اور اپنا فارمولا ہمیں دینے کا کہا تھا''...... سرداور نے جواب دیا۔

''اس کے بعد کیا آپ کی دوبارہ پروفیسر تافندی سے کوئی ملاقات یا بات ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان پر چونکہ چاچن میں بے حد پابندیاں تھیں اس لئے انہوں نے کبھی مجھ سے فون پر بھی رابطہ نہیں کیا تھا۔ البتہ ایک دو بار ان کی بیٹی زرکاشہ نے دوسرے ممالک میں جا کر مجھ سے فون پر ضرور بات کی تھی اور اس کا کہنا تھا کہ بہت جلد پروفیسر صاحب اپنا فارمولا مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور جیسے ہی وہ کامیاب ہوں گے وہ خود فارمولے کا کوڈ لے کر چیف ایکسٹو تک پہنچ جائے گی۔ میں نے زرکاشہ کو چیف ایکسٹو تک رسائی کا ذریعہ بھی بتا دیا تھا جو سر سلطان کے تحت ہے''...... سرداور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ کہیں پروفیسر صاحب یا ان کی بیٹی کا کوئی پیغام تو نہیں ملا تمہارے چیف کو''...... سرداور نے پوچھا۔

''ایسا ہی سمجھ لیں اور آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ پروفیسر صاحب نے اپنا فارمولا مکمل کر لیا ہے اور اس کا کوڈ ان کی بیٹی زرکاشہ یہاں لانے میں بھی کامیاب ہو گئی تھی لیکن''...... عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن۔ لیکن کیا''...... سرداور نے عمران کی بات سن کر بے چینی سے پوچھا تو عمران نے انہیں ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا۔

''اوہ۔ زرکاشہ حد سے زیادہ حساس اور احتیاط پسند واقع ہوئی تھی وہ اپنے سائے سے بھی بدکنے والی لڑکی تھی اسی لئے اس نے

خود کو روسیاہی ایجنٹوں کے حوالے کرنے سے موت کو گلے لگانا بہتر سمجھا ہو گا''...... سر داور نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''زرکاشہ نے چیف تک کوڈ تو پہنچا دیا ہے لیکن گھڑی کی ٹک ٹک یعنی کلاک اب شاید ہی ہم تک پہنچ سکے جس میں فارمولا چھپا ہوا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ اگر فارمولے کا ڈی کوڈ تمہارے پاس پہنچ گیا ہے تو پھر فارمولا بھی طیارے کے ذریعے تمہارے چیف تک پہنچ جائے گا جس کے بلیک باکس میں کلاک کی آواز مطلب فارمولا چھپا ہوا ہے''...... سر داور نے کہا۔

''جس طیارے میں کلاک کی آواز موجود تھی وہ طیارہ روسیاہ کے تصرف میں موجود سائبیریا میں گر کر تباہ ہو گیا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سر داور خاموش ہو گئے۔

''بیڈ نیوز۔ اٹس ریئلی ویری بیڈ نیوز۔ اس کا مطلب ہے کہ اس طیارے کے ساتھ پروفیسر تافندی کا بیٹا زرتاش بھی ہلاک ہو گیا ہے''...... سر داور نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ روسیاہی ایجنٹوں کو شک ہو گیا تھا کہ پروفیسر تافندی نے اپنی بیٹی اور اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر اس طیارے میں کوئی ایسی چیز چھپائی ہے جسے وہ پاکیشیا پہنچانا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے پروفیسر صاحب کے بیٹے کو اس فلائٹ میں نہیں جانے دیا تھا۔ طیارہ کو ہٹ نہیں کیا گیا ہے وہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے سائبیریا کے

...ست جزیرے پر گر کر تباہ ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر پروفیسر تافندی اور اس کا بیٹا کہاں ہے''...... سر داور نے پوچھا۔

''چیف نے ابھی کچھ دیر قبل مجھے بتایا ہے کہ ان دونوں باپ بیٹے کو روسیاہ کی ایک ایجنسی نے اغوا کر لیا ہے اور وہ انہیں کسی نامعلوم مقام پر لے گئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تب تو وہ ان پر تشدد کر کے سب کچھ اگلوا لیں گے۔ کچھ کرو عمران بیٹا۔ اپنے چیف سے کہو کہ وہ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کے لئے جو کچھ بھی ممکن ہو سکے ضرور کریں۔ اس کے علاوہ جہاں چاچن طیارہ گر کر تباہ ہوا ہے اس تک بھی پہنچنے کی کوشش کریں اور وہاں سے طیارے کا بلیک باکس حاصل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ میری اطلاع کے مطابق فارمولا اسی بلیک باکس کی ریکارڈنگ میں موجود ہے۔ اگر بلیک باکس ہمیں مل جائے تو اس میں موجود فارمولا ہمیں مل سکتا ہے۔ یہ پروفیسر تافندی کی خالصتاً مظلوم مسلمانوں کے لئے کی گئی اب تک کی سب سے بڑی اور انقلابی ایجاد ہے عمران بیٹا جسے ہر حال میں پاکیشیا پہنچنا چاہئے۔ ہر حال میں تاکہ میں ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کر سکوں''...... سر داور نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی بتائی ہوئی تمام باتوں سے چیف کو مطلع کر دیتا ہوں۔ ان سے جو بھی ممکن ہو سکا وہ ضرور کریں

گے۔ پروفیسر تافندی صاحب مسلمانوں کے محسن ہیں اور ان کی بیٹی نے خاص طور پر مسلمانوں کی فلاح کے لئے اپنی جان دی ہے۔ اس کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ چیف نہ صرف پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو روسیاہی ایجنٹوں سے آزاد کرائے گا بلکہ سائبیریا میں جہاں چاچن طیارہ گر کر تباہ ہوا ہے اس کا بلیک باکس بھی تلاش کرے گا اور بلیک باکس میں موجود فارمولا ہر صورت میں پاکیشیا لایا جائے گا۔ بس آپ پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کے حق میں دعا کریں کہ وہ روسیاہی ایجنٹوں کے ظلم سے محفوظ رہیں“...... عمران مسلسل بولتا چلا گیا۔

”انشاء اللہ۔ اللہ ان کا حامی و ناصر ہو گا“...... سر داور نے دعائیہ لہجے میں کہا۔

”اب مجھے اجازت دیں تاکہ میں چیف سے بات کر سکوں۔ ہم جتنی دیر کریں گے پروفیسر تافندی اور ان کے بیٹے کے لئے اتنی ہی مشکلات بڑھتی جائیں گی“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میری تمہارے لئے بھی نیک تمنائیں اور دعائیں ہیں بیٹا کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکو“...... سر داور نے کہا اور عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”تو یہ ہے سارا چکر“...... عمران کو رسیور کریڈل پر رکھتے دیکھ کر بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اچانک ہی یاد آ گیا تھا کہ ایک سال قبل سر داور

نے بھی پروفیسر تافندی کے بارے میں کچھ ایسی ہی باتیں بتائی تھیں لیکن میرے ذہن میں نہیں آ رہی تھیں۔ اب اچانک ہی مجھے سر داور کا خیال آ گیا جنہوں نے ساری میری الجھنیں دور کر دی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ زرکاشہ کے ذریعے ہمیں جو کوڈ کلاک ملا ہے وہ اصل میں اس فارمولے کا ڈی کوڈ ہے جو زرکاشہ اس کے بھائی اور باپ نے چاچن ایئر لائن کے بلیک باکس میں گھڑی کی مخصوص آواز میں فیڈ کر رکھا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ تم مجھے ذرا نقشہ لا کر دو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جزیرہ ووسٹ کہاں پر موجود ہے اور ہم اس جزیرے تک کیسے پہنچ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن اب تک تو روسیاہی اس طیارے کے ملبے تک پہنچ چکے ہوں گے اور ان کی سب سے پہلی کوشش بلیک باکس کی تلاش کی ہی ہو گی تاکہ اس کے ڈیٹا سے معلوم کر سکیں کہ طیارے میں ایسی کیا فنی خرابی ہوئی تھی جو وہ اس طرح جزیرہ ووسٹ پر گر کر تباہ ہو گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جو بھی ہے ہمیں وہاں ہر حال میں پہنچنا ہے۔ اگر بلیک باکس روسیاہیوں کو مل بھی گیا ہے تو ہمیں ان سے بھی اس بلیک باکس کو حاصل کرنا ہو گا تاکہ ہم اس میں موجود اپنا فارمولا حاصل کر سکیں“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور

اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ورلڈ اٹلس لے آیا۔ عمران نے اسے اپنے سامنے پھیلایا اور اسے غور سے دیکھنے شروع ہو گیا۔

"یہ جزیرہ تو رشیئن فیڈریشن کے انتہائی مشرق میں ہے۔ اگر ہم رشیئن فیڈریشن کی طرف سے سفر کرتے ہیں تو ہمیں راستے میں جگہ جگہ چیک کیا جائے گا اور جزیرہ ووسٹ تک پہنچنے میں ہمیں کئی ہفتے لگ جائیں گے۔ ووسٹ جزیرہ بحیرہ آرکٹک اور بحیرہ لیپٹو کے پاس ہے جسے بحیرہ مشرق سائبیریا بھی کہا جاتا ہے اور یہ جزائر نیو سائبیریا کے حصے میں آتا ہے۔ ان تمام جزائر پر روسیاہ کا ہی قبضہ ہے۔ ان جزائر کے شمالی مغربی کنارے پر چونکہ انٹرنیشنل ڈیٹ لائن ہے جس کے بعد بحیرہ چوبچی اور آبنائے بیرنگ شروع ہو جاتا ہے اور جزیرہ ووسٹ کے ساتھ ہی جزیرہ سارکا واقع ہے جہاں روسیاہ نے خاص طور پر ایکریمیا کی جارحیت سے بچنے کے لئے سپیشل بیس کیمپ بنا رکھا ہے۔ میری معلومات کے مطابق یہی وہ بیس کیمپ ہے جہاں کرنل راچوف موجود ہے۔ کرنل راچوف نے اپنی سی آر ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بھی یہیں بنا رکھا ہے"...... عمران نے غور سے نقشہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ دوسری طرف سے جائیں تو پھر آپ کو اس سے بھی طویل سفر کرنا پڑے گا اور اس طرح آپ کو بحیرہ منجمد شمالی کی طرف سے اس جزیرے کی طرف جانا پڑے گا"...... بلیک زیرو نے بھی

نقشے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم جس طرف سے بھی جائیں گے ہمیں اس بار جزیرہ ووسٹ اور جزیرہ سارکا تک پہنچنے کے لئے طویل سفر کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر کرنل راچوف نے پروفیسر تافندی یا اس کے بیٹے کی زبان کھلوا لی تو انہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا ایسی صورت میں آپ کے لئے بلیک باس تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اگر یہاں پروفیسر تافندی کی بیٹی خاموش رہنے کے لئے اپنی جان دے سکتی ہے تو کرنل راچوف کے لئے ان دونوں کی زبانیں کھلوانا بھی اتنا آسان نہیں ہو گا۔ ہو سکتا ہے جس طرح زرشہ نے اپنے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپا رکھا تھا اسی طرح پروفیسر تافندی اور ان کے بیٹے نے بھی اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپا رکھے ہوں۔ جب انہیں معلوم ہو گا کہ وہ روسیاہ کی انتہائی سفاک اور بربریت پسند سی آر ایجنسی کی قید میں ہیں تو وہ بھی زرکاشہ کی طرح سی آر ایجنسی کی بربریت اور سفاکی سے بچنے کی کوشش کریں گے اور اپنی جانیں قربان کر دیں گے مگر زبانیں نہیں کھولیں گے"...... عمران نے کہا۔

"روسیاہ سائنس ٹیکنالوجی میں بہت آگے ہے عمران صاحب۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ سی آر ایجنسی والے ان کی زبان کھلوانے کے

لئے ان کے برین ہی اسکین کر لیں۔ ایسی صورت میں تو پروفیسر
تافندی اور ان کا بیٹا کچھ بھی نہیں کر سکیں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا
''پروفیسر تافندی جس عمر میں ہیں انہیں سارا فارمولا زبانی یاد
نہیں ہو گا۔ انہوں نے فارمولا کوڈ کلاک میں تبدیل کر کے طیارے
کے بلیک باکس میں محفوظ کر دیا ہے جس میں سی آر ایجنسی کو گھڑی
کی ٹک ٹک کے سوا کچھ نہیں ملے گا اور فارمولا جس کوڈ میں بدلا گیا
ہے اس کوڈ کی موجد پروفیسر تافندی کی بیٹی زرکاشہ تھی جو اب زندہ
نہیں ہے اور مرنے سے پہلے اس نے ڈی کوڈ ہمیں دے دیا ہے۔
اس لئے اگر سی آر ایجنسی کو بلیک باکس اور اس میں موجود گھڑی کی
آواز مل بھی گئی تو وہ اس فارمولے کو کسی بھی صورت میں ڈی کوڈ
نہیں کر سکیں گے۔ انہیں فارمولا ڈی کوڈ کرنے کے لئے کوڈ کلاک
کی ضرورت ہو گی جو ہمارے پاس ہے''...... عمران نے کہا۔
''ہاں۔ یہ ایک بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ سی آر ایجنسی کو
فارمولا مل گیا تو انہیں فارمولے کو ڈی کوڈ کرنے کے لئے کوڈ کلاک
کی ضرورت ہو گی اور کوڈ کلاک ہمارے لئے اس وقت فائدہ مند
ثابت ہو گا جب بلیک باکس میں موجود گھڑی کی آواز ہمیں مل
جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''گھڑی میں وقت ہوتا ہے اور فارمولا حاصل کرنے میں ہمیں
جتنا وقت مرضی لگ جائے پرواہ نہیں ہے لیکن پروفیسر تافندی اور
اس کے بیٹے کے پاس وقت نہیں ہے اس لئے ہمیں ان دونوں کی

بازیابی کے لئے جلد سے جلد سائبیریا جانا پڑے گا۔ تم ممبران کو فون
کرو اور انہیں تمام تر بریفنگ دے دو۔ میں ایک دو ضروری کام کر
لوں اس کے بعد تمہیں بتاتا ہوں کہ کیا کرنا ہے''...... عمران نے
اٹھتے ہوئے کہا۔
''جانے سے پہلے مجھے سائبیریا جانے کا طریق کار بتا دیں تاکہ
میں آپ کے لئے اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے لئے کاغذات
تیار کرا سکوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ہمیں سائبیریا کے جزائر میں جانا ہے۔ وہاں جانے کے لئے
ہمیں کاغذات کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔
''پھر بھی جن روٹس سے آپ سفر کریں گے۔ اس کے لئے تو
کاغذات کا ہونا ضروری ہے نا''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہم یہاں سے ڈائریکٹ سائبیریا کے
جزائر تک جائیں گے۔ راستے میں ہمیں کسی کو کوئی روٹ پرمٹ
دکھانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی''...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو بلیک زیرو حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔
''آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آپ ممبران کے ساتھ کسی
ٹرانسمٹ کرنے والے روم میں بیٹھیں گے اور وہاں سے ڈائریکٹ
سائبیریا پہنچ جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ایسا ہی ہو گا۔ ہمارے پاس زیرو لینڈ والوں کی ریڈ اسپیس
شپ ہے نا وہ کس دن ہمارے کام آئے گی''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ ریڈ اسپیس شپ کے ذریعے وہاں جائیں گے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ابھی ریڈ اسپیس شپ کے ذریعے ہمارا اسپیس میں جانے کا کوئی پروگرام تو ہے نہیں۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ سائبیریا جیسے دور دراز کے جزائر میں جانے کے لئے آسان طریقہ کیوں نہ اپنایا جائے۔ ریڈ اسپیش شپ سے ہم پہلے بھی کام لے چکے ہیں۔ اس اسپیس شپ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ کسی راڈار پر نظر نہیں آتی اور انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتی ہے۔ ہمیں جگہ جگہ رک کر اپنی شناخت نہیں کرانی پڑے گی۔ ہم ریڈ اسپیش شپ کے ذریعے کسی کی نظروں میں آئے بغیر جزیرہ شارکا اور جزیرہ دوست پہنچ جائیں گے''......عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح ان جزائر سے آپ سب کی واپسی بھی آسان ہو جائے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ممبران کو بریفنگ دے کر شمالی پہاڑیوں کی طرف بھیج دینا میں خفیہ پوائنٹ سے ریڈ اسپیس شپ نکال کر وہاں پہنچ جاتا ہوں''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران اسے اللہ حافظ کہتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

حصہ اول ختم شد

45 B

عمران سیریز نمبر

کوڈ کلاک

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کرنل راچوف کے سامنے کرنل کارف بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے ساتھ انتہائی تشویش اور پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

کرنل کارف ابھی کچھ دیر پہلے واپس آیا تھا۔ کرنل راچوف نے سے پروفیسر تافندی کے بیٹے زرتاش سے ملنے والی تمام معلومات سے آگاہ کر دیا تھا کہ پروفیسر تافندی نے کس ایجاد کا فارمولا ترتیب دیا تھا اور وہ فارمولا کس حالت میں اور کہاں موجود تھا۔ فارمولے کی تفصیلات سن کر کرنل کارف بھی حیران رہ گیا تھا۔ زرتاش تافندی نے بھیانک موت کے خوف سے انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ فارمولا اسی طیارے کے بلیک باکس میں موجود ہے جو جزیرہ دوست پر گر کر تباہ ہوا ہے۔ بلیک باکس میں فارمولا گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز میں فیڈ کیا گیا تھا جس کا ڈی کوڈ اس کی بہن زرکاشہ

نے بنایا تھا اور وہ بند لفافے میں ایکسٹو کو وہی کوڈ دینے کے سے گئی تھی جو کوڈ کلاک تھا۔

کرنل کارف نے جزیرہ ووسٹ پر کرنل راچوف کے حکم سے طیارے کے ملبے سے بلیک باکس تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن اسے اب تک بلیک باکس نہیں مل سکا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ طیارے کا ملبہ جزیرہ ووسٹ کی گہری کھائیوں میں گرا ہے جس کی وجہ سے طیارے کا بہت سا حصہ لاپتہ ہو گیا ہے اور چونکہ ا جزیرے پر سرد ہواؤں کی وجہ سے پہاڑیوں پر آوا لانچ ہوتا رہتا اس لئے طیارے کا بہت سا ملبہ برف کے نیچے دب گیا تھا جس تلاش مخصوص آلات سے ہی کی جا سکتی تھی۔ کرنل راچوف نے اسے فوری طور پر واپس بلا لیا تھا اور اس نے دارالحکومت کال کر کے مخصوص مشینری منگوانے کے آرڈر بھی دے دیئے تھے تاکہ اس مشینری کے ذریعے طیارے کا تمام ملبہ اور خاص طور پر طیارے کا بلیک باکس تلاش کیا جا سکے۔

''اگر ہمیں بلیک باکس مل بھی گیا تو ہم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکیں گے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ پروفیسر تافندی کے بیٹے نے بتایا ہے کہ بلیک باکس میں محض گھڑی کی آواز فیڈ ہے جو فارمولے کے کوڈ کے طور پر ہے۔ جب تک ہمیں کوڈ کلاک کا ڈی کوڈ نہیں مل جاتا ہم بلیک باکس سے فارمولا کیسے نکال سکیں گے اور پھر سب سے اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ پروفیسر تافندی کی بیٹی بھی ہلاک

ہو چکی ہے جس نے کوڈ کلاک بنایا تھا اور وہ جو ڈی کوڈ پاکیشیا میں ایکسٹو کو دینے گئی تھی وہ بھی ضائع ہو چکا ہے۔ کیا کسی طرح سے پروفیسر تافندی سے وہ فارمولا مکمل طور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے فارمولا ترتیب دیا ہے۔ اسے تو کم از کم فارمولا یاد ہونا چاہئے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''زرد مکڑیوں کے کاٹنے کے بعد ہم نے پروفیسر تافندی کو انجکشن دے کر اس کی جان بچا لی تھی لیکن اس کی حالت بہت خراب تھی کیونکہ مکڑیاں اس کے جسم میں داخل ہو کر اس کی ہڈیاں چبا چکی تھیں۔ پھر بھی میں نے اس کا مائنڈ اسکین کیا ہے لیکن پروفیسر تافندی کی حالت خراب تھی جس کی وجہ سے اس کا دماغ بے حد کمزور ہو چکا ہے اسے فارمولے کی چند بنیادی باتیں یاد تھیں مگر مکمل فارمولا اس کے ذہن سے حذف ہو چکا تھا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''کیا اس کے لاشعور کو بھی اسکین کیا گیا تھا''...... کرنل کارف نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے اس کے مائنڈ کی ڈیپ سرچ کی تھی جس کے لئے مجھے اس کے دماغ کو ڈبل چارج کرنا پڑا تھا اور جیسے ہی اس کے مائنڈ کو ڈبل چارج کیا گیا اسے ہیمبرج ہو گیا۔ اس کے دماغ کی ایک کمزور رگ پھٹ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کی فوری ہلاکت ہو گئی تھی''...... کرنل راچوف نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

''تب تو بہت برا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب فارمولا ہمیں بلیک باکس سے ہی نکالنا ہو گا وہ بھی ادھورا فارمولا کیونکہ اس کا ڈی کوڈ تو ہمارے پاس ہے ہی نہیں''...... کرنل کارف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''فارمولا انتہائی حیرت انگیز اور انقلابی ہے۔ اسے ہمیں ہر حال میں حاصل کرنا ہو گا۔ یہ درست ہے کہ اس فارمولے کی بنیاد کرومائیٹ پر ہے جس کی ہمارے پاس بے حد کم مقدار موجود ہے لیکن اس کے باوجود اگر یہ فارمولا ہمیں مل جائے تو ہم ناقابلِ تسخیر بن جائیں گے۔ اس فارمولے کی مدد سے ہم اپنی سروس کے تمام افراد کو اس قدر طاقتور بنا دیں گے کہ ان کا پوری دنیا میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا اور نہ ہی ان پر کسی اسلحے کا کوئی اثر ہو گا۔ وائٹ پرل کی یہ خاصیت بھی ہے کہ اگر کہیں ایٹم بم بھی برسائے گئے ہوں تو اس کے اثرات سے وہ انسان محفوظ رہتا ہے جس کے جسم میں وائٹ پرل کی تھوڑی سی مقدار بھی موجود ہو''...... کرنل راچوف کہتا چلا گیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس فارمولے سے ہم واقعی بے پناہ فوائد اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن بات وہیں آ کر اٹک جاتی ہے کہ جب تک ہمارے پاس کوڈ کی نہیں ہو گی ہم بلیک باکس سے فارمولا کس طرح سے ڈی کوڈ کریں گے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''یہاں کوڈ بنانے والوں اور ڈی کوڈ کرنے والوں کی کوئی کمی

ں ہے۔ آج نہیں تو کل ہمیں کوئی نہ کوئی ایسا ماہر ضرور مل جائے ؛ جو کوڈ کلاک کا مطلب جانتا ہو گا''...... کرنل راچوف نے کہا تو نل کارف نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

''بس اب جلد سے جلد مشینری یہاں پہنچ جائے جس کی مدد ے ہم جزیرہ ووسٹ سے بلیک باکس حاصل کر لیں۔ اس کے بعد ھیں گے کہ بلیک باکس میں سے فارمولا کیسے نکالنا ہے''.... کرنل چوف نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں بلیک باکس ڈھونڈ لوں گا''...... کرنل رف نے جواب دیا۔

''ہمیں یہ کام جلد سے جلد کرنا ہو گا تاکہ ہم چاچن کے حکومتی ندوں کے آنے سے پہلے یہ کام کر لیں ورنہ ان کی بھی ترجیح یک باکس کو تلاش کرنے کی ہی ہو گی تاکہ بلیک باکس کی ریڈنگ ے پتہ لگا سکیں کہ طیارہ کیسے حادثے کا شکار ہوا تھا''...... کرنل چوف نے کہا۔

''لیس چیف۔ میں ان کے آنے سے پہلے بلیک باکس تک پہنچ جاؤں گا''...... کرنل کارف نے کہا۔ اسی لمحے کرنل راچوف کی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایک منٹ''...... کرنل راچوف نے کہا تو کرنل کارف نے ثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل راچوف نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور ٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس۔ کرنل راچوف ہیئر''...... کرنل راچوف نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

''آپریشن سنٹر سے ہفلے بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس ہفلے۔ کیوں کال کی ہے''...... کرنل راچوف نے اسی انداز میں کہا۔

''چیف۔ اگر آپ کے پاس وقت ہے تو کچھ دیر کے لئے آپریشن سنٹر میں آ جائیں میں آپ کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں''۔ ہفلے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا دکھانا چاہتے ہو تم مجھے''...... کرنل راچوف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے شمالی بحیرہ منجمد میں ایک سرخ رنگ کا اسپیس شپ دیکھا ہے چیف''...... دوسری طرف سے ہفلے نے جواب دیا تو کرنل راچوف کے ساتھ ساتھ کرنل کارف بھی چونک پڑا۔ کرنل راچوف نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر رکھا تھا اس لئے کرنل کارف ان دونوں کی باتیں آسانی سے سن رہا تھا۔

''اسپیس شپ۔ کیسا اسپیس شپ''...... کرنل راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک گول اور بہت بڑی اُڑن طشتری ہے چیف جسے میں نے بحیرہ شمالی منجمد کے برف پوش پہاڑوں کے اوپر سے گزر کر جزیرہ

ٹ کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ جزیرہ ووسٹ کے شمالی حصے میں ائیوں کی طرف وہ اسپیس شپ نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ ں اسے سرچ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں لیکن تا حال اس پتہ نہیں چل رہا ہے۔ میں نے اس اسپیس شپ کی چند فوٹیج بنائی یں جو میں آپ کو دکھانا چاہتا تھا''...... ہفلے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہ فوٹیج میرے لیپ ٹاپ پر ٹرانسفر کر دو۔ میں خود ہی دیکھ لوں گا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی تمام فوٹیج ٹرانسفر کر دیتا ہوں''...... ہفلے نے جواب دیا اور کرنل راچوف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''حیرت ہے اس نے اسپیس شپ کیسے دیکھ لیا اور اسپیس شپ کا بحیرہ شمالی منجمد میں کیا کام''...... کرنل راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بھی یہی سوچ رہا ہوں چیف''...... کرنل کارف نے کہا۔

کرنل راچوف نے میز کی سائیڈ پر پڑا ہوا لیپ ٹاپ کمپیوٹر اٹھایا اور اسے کھول کر اسے ان کر کے آپریٹ کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس کے کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے ذریعے تصویریں ملنا شروع ہو گئیں۔ کرنل راچوف نے اُن تصویروں کو کھولا تو اسے ایک تصویر میں بحیرہ منجمد کے گلیشیروں کے درمیان میں ایک سرخ رنگ کی اُڑن طشتری دکھائی دی جو بہت بڑی تھی اور اس پر ایک گنبد سا بنا ہوا تھا۔ اُڑن طشتری کے کناروں پر گول دائرے کی شکل میں بے شمار بلب

لگے ہوئے تھے جو بجلی کی سی تیزی سے گھوم اور جل بجھ بھی رہے تھے۔ تصویر بے حد واضح تھی جو شاید کسی سیٹلائٹ سے حاصل کی گئی تھیں۔ اُڑن طشتری کا نچلا حصہ سپاٹ اور سیاہ رنگ کا تھا جبکہ باقی اسپیس شپ سرخ رنگ کا تھا۔ گنبد کے کناروں پر گول کھڑکیاں سی بنی ہوئی تھیں جن کے شیشے دھندلے سے تھے جس کی وجہ سے اس کے اندر نہیں جھانکا جا سکتا تھا۔

تصویر میں اسپیس شپ دیکھ کر کرنل راچوف حیران رہ گیا۔ اس نے باری باری دوسری تصویریں دیکھیں جو اسی ریڈ اسپیس شپ کی تھی جو بحیرہ منجمد کی برفانی پہاڑیوں اور گلیشیروں کے اوپر سے مختلف راستوں سے گزرتا دکھائی دے رہا تھا۔

کرنل راچوف نے بغور ان تصویروں کو دیکھا اور پھر اس نے لیپ ٹاپ گھما کر اس کا رخ کرنل کارف کی جانب کر دیا۔ کرنل کارف بھی حیرت زدہ انداز میں ان تصویروں کو دیکھنے لگا۔

"تعجب ہے۔ یہ تو واقعی کوئی اسپیس شپ ہی معلوم ہو رہا ہے"...... کرنل کارف نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ آیا کہاں سے ہے اور اس کا شمالی بحیرہ منجمد میں کیا کام"...... کرنل راچوف نے بھی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"یہ جزیرہ ووسٹ کی عقبی پہاڑیوں میں ایک کھائی میں گیا ہے۔ اس کے بعد اس کی کوئی تصویر نہیں ہے"...... کرنل کارف نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے"...... کرنل راچوف نے ہونٹ بھینچتے

ہوئے کہا وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ ہفلے بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی آپریشن سنٹر کے انچارج ہفلے کی آواز سنائی دی۔

"چیف کرنل راچوف بول رہا ہوں"...... کرنل راچوف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس چیف۔ کیا آپ نے تصویریں دیکھی ہیں"...... ہفلے نے چیف کی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ کس سیٹلائٹ سے یہ تصویریں حاصل کی ہیں تم نے"...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

"سی ٹی ون سے چیف۔ میں سی ٹی ون چیک کر رہا تھا تو اچانک مجھے اس پر ریڈ کاشن ملنا شروع ہو گیا۔ یہ ریڈ کاشن عموماً ان سیٹلائٹس کے لئے ملتا ہے جو جاسوسی کے لئے کام کرتے ہیں اور مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ان اطراف میں آ جاتے ہیں اور سی ٹی ون سیٹلائٹ انہیں فوراً مارک کر کے ان کا کاشن دے دیتا ہے۔ کاشن ملتے ہی جب میں نے چیکنگ کی تو مجھے بجائے کسی سپائی سیٹلائٹ کے یہ اسپیس شپ دکھائی دیا۔ پہلے تو میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا پھر میں نے فوری طور پر اس کی تصویریں لینی شروع کر دیں"...... ہفلے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا سی ٹی ون سے یہ پتہ نہیں چلایا جا سکتا ہے کہ یہ

اسپیس شپ جزیرہ ووسٹ کی کس کھائی میں اترا ہے اور اس کھائی کی کتنی گہرائی میں موجود ہے''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ سی ٹی ون سے صرف بیرونی علاقوں کی تصویریں ہی حاصل کی جا سکتی ہیں اس سیٹلائٹ میں اتنی پاور نہیں ہے کہ یہ کسی کھائی کی گہرائی چیک کر سکے''...... ہفلے نے جواب دیا۔

''جزیرہ ووسٹ کے جس حصے میں تم نے اس اسپیس شپ کو مارک کیا ہے۔ اس طرف کتنی کھائیاں ہیں اور ان کی گہرائی کتنی ہے''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''شمالی حصے میں سو سے زائد کھائیاں ہیں چیف اور سب انتہائی گہری اور برف میں چھپی ہوئی ہیں۔ وہاں بے شمار دراڑیں بھی ہیں جن پر برف کی چھت بن گئی ہے۔ اب یہ اسپیس شپ کس کھائی میں گیا ہے کتنی گہرائی میں ہے اس کا پتہ تو وہاں جا کر ہی چلایا جا سکتا ہے''...... ہفلے نے جواب دیا۔

''تم اس علاقے کی لوکیشن بتاؤ۔ میں ابھی سرچنگ ٹیم کو وہاں بھیجتا ہوں تا کہ وہ پتہ چلا سکیں کہ ریڈ اسپیس شپ آیا کہاں سے ہے اور اس میں کون موجود ہے''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف''...... ہفلے نے کہا اور پھر وہ کرنل راچوف کو اس علاقے کی لوکیشن بتانے لگا جہاں ریڈ اسپیس شپ ایک کھائی میں اترا تھا۔

''کیا اس علاقے میں سرچنگ کے لئے کیمرے نصب ہیں''۔

نل راچوف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ وہاں چونکہ گہری کھائیاں اور دراڑیں موجود ہیں لئے اس طرف کسی کو جانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اس لئے کوئی کیمرہ نصب نہیں ہے البتہ ان کھائیوں کے آگے برفانی ڑیاں ہیں جن کے تقریباً تیس کلو میٹر کے فاصلے پر چند پہاڑیوں م نے کیمرے نصب کر رکھے ہیں تا کہ اس طرف نظر رکھی جا ے''...... ہفلے نے کہا۔

''ان کیمروں کو آن رکھو اور ان راستوں پر گہری نظر رکھو۔ ممکن ے کہ کچھ دیر بعد اسپیس شپ کھائی سے باہر آ جائے اور اس ف کا رخ کر لے۔ اس لئے جیسے ہی وہ دوبارہ نظر آئے اس بارے میں مجھے فوراً انفارم کرنا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف''...... ہفلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور ہاں۔ کیا اس اسپیس شپ کا راڈار پر کوئی کاشن مل رہا ہے''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''نو چیف۔ راڈار پر کوئی کاشن نہیں آ رہا ہے۔ یہ تو میں نے ب تک ہی سی ٹی ون کو چیکنگ کے لئے آن کیا تو مجھے اس میں شن ملنا شروع ہو گیا۔ میں نے سیٹلائٹ پر سرچ کیا تو مجھے جزیرہ شمالی پر ایک ہیولا سا دکھائی دیا اور جب میں نے اسے سیٹلائٹ پر لگے کیمروں کے لینز سے زوم کیا تو مجھے یہ ریڈ اسپیس پ دکھائی دے گیا۔ میں نے اس ریڈ اسپیس شپ کی تصویریں

لینے کی کوشش کی تو پہلے مجھے کوئی تصویر نہیں ملی تھی مگر جب میں نے کیمرے کا فلیش سسٹم آن کیا تو مجھے اسپیس شپ کی تصویریں مل گئی تھیں''......ہفلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ اسپیس شپ ہماری نظروں سے چھپ کر یہاں آنے کی کوشش کر رہا تھا''......کرنل راچوف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''......ہفلے نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم تمام سرچنگ کیمرے آن کر دو۔ جیسے ہی اس اسپیس شپ کے بارے میں کچھ معلوم ہو مجھے فوراً آگاہ کر دینا''......کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے آدھے سے زیادہ سرچنگ کیمرے آن کر دیئے ہیں۔ باقی ابھی میں آن کر دیتا ہوں۔ کچھ ہی دیر میں سارا بحیرہ منجمد شمالی میری آنکھوں کے سامنے ہوگا''......ہفلے نے جواب دیا تو کرنل راچوف نے اسے مزید چند ہدایات دیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تم خود جا کر چیک کرو کرنل کارف۔ مجھے تو یہ اسپیس شپ مشکوک معلوم ہو رہا ہے''......کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں دیکھتا ہوں''......کرنل کارف نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اپنے ساتھ فورس اور سپیشل اسلحہ لے جانا۔ ایسا نہ ہو کہ ریڈ

اسپیس شپ سے حملہ کیا جائے اور تم اپنا دفاع بھی نہ کر سکو''۔ کرنل راچوف نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ حملہ ہونے کی صورت میں ریڈ اسپیس شپ پر میں بھی حملہ کر دوں گا۔ میں اپنے ساتھ بلیک ڈاٹ میزائل لے جاتا ہوں جس سے اس اسپیس شپ کو آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے''......کرنل کارف نے کہا۔

''اس سے بہتر ہے کہ گن شپ ہیلی کاپٹر لے جاؤ۔ ریڈ اسپیس شپ جس کھائی میں اترا ہے وہ اوپر سے کھلی ہوئی ہوگی اور اسپیس شپ ہیلی کاپٹر سے کہیں بڑا ہے اس لئے ہیلی کاپٹر لے کر تم بھی اس کھائی میں اتر سکتے ہو''......کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف''......کرنل کارف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ کرنل راچوف کو سیلوٹ کرتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

کرنل راچوف نے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی جانب کر لیا تھا اور انتہائی حیرت بھری نظروں سے ریڈ اسپیس شپ کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ کوئی اسپیس شپ بحیرہ منجمد شمالی سے اس طرف آ سکتا ہے۔ ایسا عجیب اور غریب اور بڑا اسپیس شپ اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔

ریڈ اسپیس شپ بجلی کی سی تیزی سے بادلوں کو کاٹتا ہوا بحیرہ منجمد شمالی کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ اسپیس شپ میں عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ انہیں چونکہ جزیرہ ووسٹ میں ایک تباہ شدہ طیارے کا ملبہ اور اس ملبے سے بلیک باکس تلاش کرنا تھا اس لئے عمران ان سب کے ساتھ جوزف اور جوانا کو بھی لے آیا تھا۔

ایکسٹو نے ممبران کو بریفنگ دے دی تھی جس کے بعد وہ سب رانا ہاؤس گئے تھے اور وہاں سے تیار ہو کر وہ شمالی پہاڑیوں کی طرف پہنچ گئے تھے جہاں عمران ایک مخصوص جگہ پر ریڈ اسپیس شپ خفیہ پوائنٹ سے نکال لایا تھا۔ عمران کے کہنے پر وہ سب ریڈ اسپیس شپ میں سوار ہو گئے اور عمران نے ریڈ اسپیس شپ کا ڈور بند کر کے اسے اوپر اٹھا لیا اور پھر وہ اسپیس شپ انتہائی بلندی تک

لے گیا۔ بلندی پر لے جاتے ہی اس نے ریڈ اسپیس شپ کو بحیرہ منجمد شمالی کی جانب اُڑانا شروع کر دیا۔

ریڈ اسپیس شپ کی پائلٹ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ کو پائلٹ کی سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ ان کے باقی ساتھی اسپیس شپ کے پچھلے حصے میں موجود تھے۔ اسپیس شپ کے کنٹرول روم کے درمیان ایک موٹے شیشے کی دیوار حائل تھی جس کے آر پار تو دیکھا جا سکتا تھا لیکن دیوار بند ہونے کی وجہ سے نہ دوسری طرف کی آوازیں اس طرف آ سکتی تھیں اور نہ ہی اس طرف کی آوازیں دوسری طرف جا سکتی تھی۔ اگر عمران کو ممبران سے بات کرنی ہوتی تو وہ کنٹرول روم سے سپیکر اور مائیک آن کر دیتا تھا جس سے دونوں اطراف کی آوازیں سنی جا سکتی تھیں۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اگر پروفیسر تافندی صاحب فارمولے کی کوڈ کی اپنی بیٹی کے ذریعے بھیج سکتے تھے تو انہوں نے اس طریقے سے فارمولا کیوں نہیں بھیجا۔ فارمولے کے لئے انہوں نے اس قدر پیچیدہ طریقہ کیوں اختیار کیا۔ فارمولا گھڑی کی آواز میں ایک طیارے کے بلیک باکس میں فیڈ کر دیا اور پھر کوڈ کی بیٹی کے ذریعے چیف تک پہنچا دی“...... اچانک صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”انہوں نے یہ سب احتیاط کے پیش نظر کیا تھا پیارے۔ انہیں شک تھا کہ روسیاہی ایجنٹ ان پر اور ان کی اولاد پر نظر رکھے ہوئے

ہیں اسی لئے تو انہوں نے اتنا بڑا رسک لیا تھا کہ بیٹی کے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپا دیا تھا تاکہ خطرے کی صورت میں وہ فوری طور پر کیپسول چبا کر روسیاہی ایجنٹوں کے ظلم سے محفوظ رہ سکے''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سپیکر اور مائیک آن تھے اس لئے عمران اور صفدر کی آوازیں ریڈ اسپیس شپ کے پچھلے حصے میں موجود ان کے ساتھیوں نے بھی سن لی تھیں۔

''چیف نے بتایا تھا کہ پروفیسر تافندی کی بیٹی زرکاشہ جس خط میں کوڈ کلاک لائی تھی وہ روسیاہی ایجنٹ کی وجہ سے ضائع ہو گیا تھا اور انہیں کوڈ کلاک زرکاشہ کے ہینڈ بیگ کے ایک خفیہ کیمرے کی میموری سے ملا تھا۔ پروفیسر صاحب اس طریقے سے بھی تو فارمولا پاکیشیا ٹرانسفر کر سکتے تھے اور اگر انہوں نے کسی بھی احتیاط کی خاطر فارمولے کو کوڈ کلاک میں تبدیل کیا تھا تو انہوں نے کلاک کی آواز طیارے کے بلیک باکس میں کیوں فیڈ کی تھی۔ وہ یہ آواز کسی اور چیز میں بھی تو فیڈ کر کے پاکیشیا بھیج سکتے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ تم بھی ہماری باتیں سن رہی ہو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں کیوں۔ تم نے مائیک اور اسپیکر آن کر رکھے ہیں اس لئے ہمیں تمہاری آوازیں صاف سنائی دے رہی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کہیں تم نے ہماری وہ باتیں تو نہیں سن لیں''...... عمران نے

اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''وہ باتیں۔ کیا مطلب۔ کون سی باتیں''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''وہی پرائیویٹ باتیں جو میں صفدر دی گریٹ کو سمجھا رہا تھا''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو صفدر کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''نہیں ہم نے تمہاری کوئی پرائیویٹ بات نہیں سنی اور تمہیں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسپیکر کافی دیر سے کھلے ہوئے ہیں۔ تم نے صفدر کو ریڈ اسپیس شپ کنٹرول کرنے کی انسٹرکشن دینے کے سوا اور کوئی بات نہیں کر رہے تھے''...... جولیا نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے اللہ کا کہ تم نے صرف انسٹرکشن دینے والی باتیں سنی ہیں اگر وہ بندہ اور بندی والی باتیں بھی سن لیتی تو پھر میرا کیا ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''کون سا بندہ اور کون سی بندی''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''وہی اللہ کی بندی جو ایک ڈیشنگ قسم کے اللہ کے بندے کی بنی ہے اور''...... عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''اور کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

"اور تنویر سے پوچھ لو"...... عمران نے جواب دیا تو ممبران بے اختیار ہنس پڑے۔

"فضول میں میرا نام مت لینا سمجھے تم"...... تنویر کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"بہت بہتر بڑے بھائی"...... عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"دے تو دیا ہے۔ اپنے بھائی کو منا لو میں تو دعوت ولیمہ تک کی رسومات پورا کرنے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"میں سمجھتی ہوں تمہاری ساری رسومات کو۔ میں نے ایسا خیال اپنے دل سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا ہے سمجھے تم"...... جولیا نے کہا۔

"کک کک۔ کیا کہا۔ اب میرے خیال کو بھی تم نے ہمیشہ کے لئے دل سے نکال دیا ہے۔ کیوں"...... عمران نے بوکھلانے اور پریشان ہونے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں سمجھ چکی ہوں عمران۔ تم بس دوسروں کا دل جلانا جانتے ہو۔ کسی کے جذبات اور احساسات کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تمہارا دل پتھر کا بنا ہوا ہے اور میرا کسی پتھر سے سر پھوڑ پھوڑ کر مرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"...... جولیا نے اس بار بڑے تلخ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لو بھائی ڈیشنگ ایجنٹ صاحب۔ جولیا نے تو اب دلوں میں بھی جھانک کر دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ اسے میرے سینے میں دھڑکتا اور پھڑکتا ہوا دل پتھر کا نظر آنا شروع ہو گیا ہے۔ اگر یہ میرے دل میں جھانک سکتی ہے تو اپنے دل کو تم بھی سنبھال کر رکھنا کہیں یہ تمہارے دل میں بھی نہ جھانک لے اور تمہیں خواہ مخواہ خفت کا سامنا کرنا پڑے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"خفت کا سامنا۔ کیوں۔ میرے دل میں ایسا کیا ہے جو مجھے خفت کا سامنا کرنا پڑے گا"...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ نہ ہی پوچھو تو بہتر ہو گا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"نہیں بتاؤ۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... تنویر نے کہا۔

"لو خود ہی کہہ رہے ہو کہ نہ بتاؤ اور پھر پوچھ بھی رہے ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں"...... عمران نے اس کا فقرہ اچکتے ہوئے کہا۔

"میں نے نہ بتانے کا نہیں کہا۔ بولو۔ کیا ہے میرے دل میں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہی جو ہر انسان کے دل میں ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہوتا ہے ہر انسان کے دل میں"...... تنویر نے جیسے سر جھٹک کر پوچھا۔

”وہ جو تمہارے دل میں نہیں ہے“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”رہنے دو تنویر۔ اسے بس باتیں ہی بنانی آتی ہیں“...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صرف باتیں ہی نہیں مجھے چائے بھی بنانی آتی ہے۔ میں بڑے پیار سے دوسروں کو احمق بھی بنا سکتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”احمق انسان دوسروں کو احمق نہیں بنائے گا تو اور کیا کرے گا“...... تنویر نے غرا کر کہا۔

”میں صرف انہیں احمق بناتا ہوں جو پہلے سے احمق بنے ہوئے نہ ہوں سمجھے تم“...... عمران نے اس کا فقرہ اسی پر جست کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم کہنا چاہتے ہو کہ میں پہلے سے ہی احمق ہوں“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو نہیں کہا۔ تم خود کہہ رہے ہو تو میں مان لیتا ہوں“...... عمران نے ڈھٹائی سے کہا۔

”عمران۔ اپنی حد میں رہو۔ سمجھے تم“...... تنویر نے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس حد کا کوئی نام ہے تو بتا دو۔ میں کوشش کروں گا کہ اسی میں رہوں“...... عمران نے کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔

”رہنے دیں عمران صاحب۔ آپ کا ہمیں کچھ بتانے کا موڈ نہیں ہے تو کوئی بات نہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”میں تو تمہیں سب کچھ بتانا چاہتا تھا لیکن اب جولیا نے رشتہ ہی ختم کر دیا ہے تو میں کیا بتاؤں تمہیں“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”کون سا رشتہ۔ میرا تمہارا کیا رشتہ تھا“...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”وہی جو لیلیٰ کا ہیر سے تھا۔ مجنوں کا رانجھے سے“...... عمران نے کہا اور اس کی الٹی مثال سن کر وہ سب ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گئے۔

”لیلیٰ کا مجنوں سے اور ہیر کا رانجھے سے پیار کا رشتہ تھا عمران صاحب۔ مثال تو صحیح دیا کریں“...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جب دل ہی ٹوٹ گیا ہو تو مثالیں کہاں یاد رہتی ہیں پیارے۔ آج تو میری دنیا ہی اجڑ گئی ہے“...... عمران نے رونی سی صورت بنا کر کہا۔

”رہنے دو۔ میں خوب سمجھتی ہوں تمہاری یہ اجڑی ہوئی دنیا“۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”اسی لئے تو میں تم سے کہا کرتا تھا کہ ایک تم ہی ہو جو میری ہر بات سمجھتی ہو اور آج تم نے ہی مجھے پتھر دل اور نجانے کیا کیا کہہ

دیا ہے اور مجھ سے ناطہ ہی توڑ دیا ہے۔ اب میرا کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"پہلے یہ تو بتائیں کہ تنویر کے دل میں ایسا کیا ہے جس کی وجہ سے اسے شرمندگی اٹھانی پڑے گی"...... خاور نے پوچھا۔

"وہ جو تمہارے دل میں بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"...... چوہان نے پوچھا۔

"وہی جو سرخ سرخ ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"خون"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ خون"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو سب کے جسموں میں ہوتا ہے۔ تنویر کے جسم میں بھی ہے اس میں اس کے شرمندہ ہونے والی کون سی بات ہے"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو نہ ہو شرمندہ۔ میں نے کون سا اسے شرمندہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ سب بے اختیار ہنسنا شروع ہو گئے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران بے پر کی اُڑا رہا تھا۔

عمران اور صفدر کے سامنے ونڈ سکرین کے اوپر چھت کے پاس ایک سکرین لگی ہوئی تھی جس پر دنیا کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ اس نقشے پر مختلف رنگوں کی لکیریں سی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جو مختلف سمتوں میں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

ان میں سے ایک سرخ رنگ کی لکیر تھی جس پر زرد رنگ کا ایک نقطہ سا آگے بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ سرخ لکیر کا دوسرا سرا ایک دائرے کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جس کے اوپر بحیرہ منجمد شمالی لکھا ہوا تھا۔ زرد نقطہ سرخ لکیر پر سفر کرتا ہوا اس دائرے کے کافی نزدیک پہنچ چکا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم بحیرہ منجمد شمالی پہنچنے والے ہیں"۔ صفدر نے نقشہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہنچنے والے نہیں۔ ہم اس وقت بحیرہ شمالی منجمد پر ہی سفر کر رہے ہیں۔ نیچے دیکھو"...... عمران نے کہا تو صفدر چونک کر ونڈ سکرین سے جھانک کر نیچے دیکھنے لگا۔ نیچے تا حد نگاہ برف کا سمندر دکھائی دے رہا تھا جہاں ہر طرف چھوٹی بڑی پہاڑیاں اور گلیشیر ہی گلیشیر دکھائی دے رہے تھے۔ سمندر کا بہت بڑا حصہ ٹھوس اور سپاٹ دکھائی دے رہا تھا۔ سامنے بڑے بڑے مزید گلیشیرز اور پہاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے ریڈ اسپیس شپ کا رخ عمودی کر دیا تھا۔ ریڈ اسپیس شپ اسی سپاٹ سمندر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

"کیا آپ اس سمندر میں اترنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ریڈ اسپیس شپ ہمیں اپنے ساتھ ہی رکھنی ہے۔ اس لئے میں برف پوش پہاڑیوں یا گلیشیروں میں کوئی ایسی جگہ تلاش

کرنا چاہتا ہوں جہاں ہم اسپیس شپ کو چھپا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''گلیشیرز تو خطرناک ہوں گے۔ پہاڑیوں میں ہی کوئی جگہ ڈھونڈنی ہو گی تا کہ اسپیس شپ کو دوسروں کی نظروں سے بچایا جا سکے''...... صفدر نے کہا۔

''دیکھ لیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ وہ ریڈ اسپیس شپ تیزی سے نیچے لے جا رہا تھا۔ اسپیس شپ جمے ہوئے سپاٹ سمندر کے اوپر اور برف پوش پہاڑیوں کے اوپر سے گزرتا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے چونکہ بلندی اب کافی کم کر رکھی تھی اس لئے وہ ریڈ اسپیس شپ پہاڑیوں کے دائیں بائیں سے اور گلیشیروں کے کٹاؤ کے درمیانی حصوں سے اُڑاتا ہوا آگے لے جا رہا تھا تا کہ وہ پہاڑیوں اور گلیشیروں میں ریڈ اسپیس شپ چھپانے کی کوئی خاص جگہ تلاش کر سکے۔

''اوہ۔ وہی ہوا جس کا خطرہ تھا''...... اچانک عمران نے چونکتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ نیچے اسے سفید پوش برفیلی پہاڑیوں اور گلیشیروں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''پہاڑی چوٹیوں کی طرف دیکھو''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو صفدر چونک کر اردگرد کی پہاڑی چوٹیوں کی جانب

یکھنا شروع ہو گیا۔ پہلے تو اسے کچھ دکھائی نہ دیا مگر پھر اچانک یک فلیش سا چمکا اور ایک پہاڑی کی چوٹی پر اسے جامنی رنگ کی ہر سی چمکتی ہوئی دکھائی دی۔

''یہ لہر۔ یہ کیسی لہر ہے''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''خلاء میں اس علاقے کے عین اوپر ایک سپائی سیٹلائٹ موجود ہے جس سے ہمارے اسپیس شپ کی تصویریں لی جا رہی ہیں۔ ہم چونکہ انتہائی کم بلندی پر پرواز کر رہے ہیں اس لئے سیٹلائٹ سے تصویریں لینے کے لئے انہیں سیٹلائٹ کیمروں کا وائٹ بیلنس برقرار رکھنے کے لئے فلیش سسٹم استعمال کرنا پڑ رہا ہے جس کی وجہ پہاڑی کی چوٹیوں پر جامنی رنگ کی روشنی کی چمک پیدا ہوتی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا ہمیں سپائی سیٹلائٹ سے چیک کر لیا گیا ہے''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ نہ صرف ہمیں چیک کر لیا گیا ہے بلکہ ہمارے اسپیس شپ کی تصویریں بھی لے لی گئی ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یہ کام سی آر ایجنسی کا ہی ہو گا۔ یہاں سے کچھ دور سٹار کا جزیرہ موجود ہے جہاں ان کا بیس کیمپ موجود ہے''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان اطراف سے چونکہ انہیں ایکریمیا سے خطرات لاحق

ہو سکتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے دفاع کے تمام انتظامات کر رکھے ہیں تاکہ ان جزائر پر ایک برفانی پرندہ بھی ان کی نظروں میں آئے بغیر داخل نہ ہو''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا اس سیٹلائٹ کے ذریعے انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہو کہ کہ اس ریڈ اسپیس شپ میں ہم موجود ہیں''...... جولیا نے کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

''نہیں۔ انہیں صرف اسپیس شپ کی تصاویر ملی ہیں اور وہ بھی بیرونی تصاویر۔ ان کے خواب و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ اس اسپیس شپ میں ہم موجود ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ان تصویروں کا وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں''...... خاور نے پوچھا۔

''کچھ نہیں زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ ہم جس طرف جائیں گے اس طرف فائٹر طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹرز کے اسکواڈز آ جائیں گے اور اسپیس شپ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر انہوں نے ہم پر گائیڈڈ میزائلوں سے حملہ کیا تو اسپیس شپ کے ساتھ ہم بھی گل سڑ کر ان برف پوش پہاڑیوں اور گلیشیروں پر پھیل جائیں گے اور بس''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا گائیڈڈ میزائل اس اسپیس شپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ روسیاہ نے جدید گائیڈڈ میزائل بنائے ہیں جن میں

دھماکہ خیز مواد کے ساتھ سائنیک ٹیز جیسا خطرناک اور انتہائی طاقتور تیزابی مواد بھی موجود ہے۔ اس تیزاب کا اگر ایک قطرہ بھی کسی جس چیز پر گرا دیا جائے تو وہ بھی ایک لمحے میں پگھل سکتی ہے۔ اسپیس شپ پگھلا تو ہم بھی اس کے ساتھ پگھل جائیں گے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''تب پھر ہمیں واقعی جلد سے جلد اسپیس شپ کو کہیں چھپا دینا چاہئے تاکہ وہ اس پر گائیڈڈ میزائل نہ داغ سکیں''...... صالحہ نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی لمحے عمران کی نظر پہاڑیوں سے کچھ آگے ایک کھائی پر پڑی۔ یہ کھائی سمندر میں کسی بھنور کی بنی ہوئی تھی جس کا پانی دائرے کی شکل میں گھومتا ہوا جیسے گہرائی میں جاتا ہوا جم گیا تھا۔

''یہ تو کوئی سمندری بھنور معلوم ہو رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اور میرا خیال ہے کہ اس بھنور نما کھائی سے بہتر ہمیں اور کوئی جگہ نہیں مل سکتی۔ کھائی بڑی اور گہری بھی ہے۔ اگر ہم اسپیس شپ نیچے لے جائیں تو اسے آسانی سے تلاش نہیں کیا جا سکے گا''...... عمران نے کہا۔ بھنور نما کھائی واقعی کافی بڑی تھی اور انتہائی گہرائی تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کھائی کے کنارے پر برف ہی برف جمی ہوئی تھی جو گول دائروں کی شکل میں تھی۔

''کھائی کا منہ کافی کھلا ہوا ہے۔ اگر ہم اسپیس شپ نیچے لے

جا سکتے ہیں تو وہ اس کھائی میں ہیلی کاپٹروں سے بھی نیچے جا کر چیک کر سکتے ہیں''...... صفدر نے بھنور نما کھائی میں جھانکتے ہوئے کہا۔

''دیکھتے ہیں۔ اگر کھائی میں کوئی کھلی دراڑ یا کوئی غار جیسا سوراخ مل جائے تو زیادہ اچھا ہو گا۔ وہاں اسپیس شپ چھپا دیں گے تاکہ جب ہیلی کاپٹر سرچنگ کے لئے نیچے جائیں تو انہیں اسپیس شپ دکھائی نہ دے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب رہے گا''...... صفدر نے کہا۔

''تم سب اپنا اپنا سامان اٹھا لو۔ میں تمہیں کھائی سے باہر ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ اگر نیچے مجھے کوئی جگہ مل گئی تو میں اسپیس شپ وہاں چھپا کر کھائی سے باہر آ جاؤں گا۔ سب کا ایک ساتھ کھائی سے باہر آنا مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پہلے کھائی میں جا کر دیکھ لیتے ہیں۔ اگر کوئی مناسب جگہ مل گئی تو تم ہمیں کھائی سے باہر چھوڑ جانا اور پھر اسپیس شپ لے جا کر چھپا دینا''...... جولیا نے کہا۔

''جو حکم ملکہ عالیہ''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ عمران نے اسپیس شپ کھائی پر لا کر سیدھی کیا اور پھر وہ اسے آہستہ آہستہ نیچے لے جانا شروع ہو گیا۔

''تم راڈار سسٹم پر نظر رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جگہ ڈھونڈتے رہ

جائیں اور سی آر ایجنسی یہاں لاؤ لشکر کے ساتھ پہنچ جائے''۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر دائیں طرف لگی ہوئی راڈار سکرین آن کر دی۔

''کچھ نہیں ہے یہاں''...... صفدر نے راڈار سکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے اسپیس شپ دیکھ لیا ہے۔ کسی بھی وقت وہ یہاں فائٹر طیارے یا ہیلی کاپٹر فورس بھیج سکتے ہیں اس لئے راڈار سکرین پر مسلسل نظر رکھو''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں ہلا دیا اور نظریں راڈار سکرین پر جما دیں۔

عمران اسپیس شپ آہستہ آہستہ نیچے لیتا جا رہا تھا۔ نیچے چونکہ تاریکی تھی اس لئے عمران نے ایک بٹن پریس کیا تو اسپیس شپ کے نچلے حصے میں ایک سوراخ سا بن گیا جس میں سے روشنی کی تیز دھاری نکلنا شروع ہو گئی۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ کھائی کی تاریکی ختم ہو گئی تھی۔ عمران اسپیس شپ مسلسل نیچے لے جا رہا تھا۔ کھائی تقریباً آٹھ سو فٹ گہری تھی۔ عمران اسپیس شپ چاروں طرف گھماتا ہوا نیچے لے جا رہا تھا۔ ابھی اسپیس شپ کھائی کی تہہ سے تقریباً سو فٹ بلندی پر تھی کہ عمران کو کھائی کی ایک دیوار میں ایک بہت بڑا ہول دکھائی دیا۔ عمران نے فوراً اسپیس شپ اس ہول کے سامنے روک لیا۔ ہول کافی چوڑا تھا۔ دوسری طرف تاریکی تھی۔ عمران نے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کئے تو اسپیس شپ کے

سامنے والے حصے سے تیز روشنی سی نکل کر اس ہول میں پڑنے لگی۔ ہول جتنا چوڑا تھا اتنا ہی کسی سرنگ جیسا بڑا اور طویل دکھائی دے رہا تھا۔ یہ ہول بھی ٹھوس برف کا بنا ہوا تھا جو سپاٹ تھا۔ اس ہول کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

''یہ ہوئی نا بات۔ اسپیس شپ چھپانے کے لئے اس ہول سے اچھی جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ خاصا بڑا ہول ہے اس میں اسپیس شپ آسانی سے سما جائے گا''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اب میں اسپیس شپ اوپر لے جاتا ہوں تاکہ تم سب کو اتار کر میں اسپیس شپ واپس یہاں لا کر چھپا سکوں''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ایک بار پھر اسپیس شپ اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں اسپیس شپ بھنور نما کھائی کی سطح پر تھا۔ عمران اسپیس شپ کھائی کے کنارے کی طرف لے گیا اور اس نے ایک ہینڈل کھینچ کر اسپیس شپ کا نچلا حصہ اوپن کر دیا جس میں سے سیڑھی سی نکل کر باہر زمین سے لگ گئی۔ جولیا اور اس کے ساتھی تیار تھے۔ انہوں نے گرم لباسوں کے ساتھ فر کے کوٹ بھی پہن لئے تھے۔ ان کے پاس سفری بیگ بھی تھے جو انہوں نے پہلے سے ہی اپنے کاندھوں پر لاد لئے تھے۔

''باہر جاتے ہی بھاگ کر سامنے والی پہاڑیوں کی طرف چلے

جانا۔ وہاں کوئی پناہ گاہ تلاش کرنا اور جب تک میں نہ آؤں وہاں ے رہنا''...... عمران نے کہا۔

''کیا میں بھی جاؤں''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اب تم نے یہاں رک کر کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ایک کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے شیشے کی دیوار ہٹائی اور سپیس شپ کے پچھلے حصے کی طرف چلا گیا۔

جولیا اور اس کے ساتھی ایک ایک کر کے پیندے سے نکلی ہوئی سیڑھی سے اترتے ہوئے نیچے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب اسپیس شپ سے باہر تھے۔ انہیں باہر نکلتے دیکھ کر عمران نے بٹن پریس کر کے سیڑھی سمیٹی اور ایک بار پھر کھائی کی طرف آ گیا اور اسپیس شپ نیچے لے جانا شروع ہو گیا۔

''آؤ''...... جولیا نے کہا اور وہ سب تیزی سے سامنے موجود برفیلی پہاڑیوں کی جانب بڑھنا شروع ہو گئے۔ باہر سرد ہوائیں چل رہی تھیں اور سائبیریا کے ان علاقوں میں درجہ حرارت چونکہ نقطۂ انجماد سے کئی درجے نیچے چلا جاتا تھا اس لئے وہاں چلنے والی سرد ہوائیں انتہائی یخ بستہ تھیں۔ گرم لباس اور فر کے کوٹ پہننے کے باوجود انہیں سردی سوئیوں کی طرح اپنے جسم میں چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ برف کی پرت کافی موٹی اور ٹھوس تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"عمران صاحب اسپیس شپ کافی گہرائی میں لے گئے ہیں۔ کھائی سے نکلتے ہوئے انہیں کافی دیر لگ جائے گی"...... صالحہ نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ہماری کون سی ٹرین نکلی جا رہی ہے جو ہم عمران کا انتظار نہیں کر سکتے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بھی درست ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں تو شدید سردی ہے۔ شاید یہاں کا درجہ حرارت منفی اٹھارہ سینٹی گریڈ ہے"...... خاور نے کہا۔

"ہمیں اس سردی سے بچنے کے لئے خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے۔ شدید سردی میں ہائپوتھرمیا ہونے کا خطرہ ہو سکتا ہے جو ہمارے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہائپوتھرمیا۔ اس سے کیا ہوتا ہے"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا جیسے اس نے یہ نام پہلی بار سنا ہو۔

"سردی کی شدت سے جسم سن ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور یہ بے ہوشی ایسی ہوتی ہے جس میں ہوش آنے کا امکان بے حد کم ہوتا ہے اور انسان کی اسی بے ہوشی کی حالت میں ہی موت واقع ہو سکتی ہے"...... چوہان نے جواب دیا۔

"ہم نے گرم لباس تو پہن رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے جسموں میں سردی کی لہریں دوڑ رہی ہیں۔ خاص طور پر سرد

ہوائیں ہمارے چہرے سے ٹکرا رہی ہیں جس کی وجہ سے چہرے سرخ اور سن ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں آگے بڑھتے ہوئے کچھ نہ کچھ چبا کر کھاتے رہنا چاہئے تاکہ ہمارے جبڑوں کی مسلسل ورزش ہوتی رہے اور جبڑوں سے ہمیں گرماہٹ ملتی رہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کے لئے تو ہمارے پاس چیونگم ہونی چاہئے تھی"...... تنویر نے کہا۔

"مجھے چونکہ معلوم تھا کہ ہم بحیرہ منجمد شمالی اور سائبیریا میں جا رہے ہیں اس لئے میں احتیاطاً چیونگم کے چند پیکٹ لے آیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس نے فر کے کوٹ سے چیونگم کے پیکٹ نکالے اور ایک ایک انہیں دے دیئے۔ ان سب نے چیونگم کے پیکٹ پھاڑے اور چیونگم منہ میں ڈال کر چبانا شروع ہو گئے۔ سرد ہواؤں سے آنکھوں کو بچانے کے لئے انہوں نے پہلے سے ہی آنکھوں پر گاگلز لگا رکھے تھے۔ چیونگم چبانے کی وجہ سے واقعی ان کے سرد ہوتے ہوئے چہروں پر رونق سی آ گئی تھی۔ وہ جمے ہوئے سمندر کے اوپر سے گزرتے ہوئے ایک برفانی پہاڑی کی جانب بڑھے جا رہے تھے۔ پہاڑی کافی اونچی تھی اور اس پہاڑی پر سفید برف کی تہیں سی جمی ہوئی تھیں۔ وہ سب اس پہاڑی کے پاس پہنچ کر رک گئے۔ جسے وہ پہاڑی سمجھ رہے تھے وہ سمندر میں جما ہوا ایک گلیشیئر تھا جو اتنا بڑا اور اونچا تھا کہ دور سے ایک پہاڑی دکھائی

دے رہا تھا۔

''یہ تو گلیشیئر ہے''...... تنویر نے آگے بڑھ کر پہاڑی نما گلیشیئر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس وقت ہم بحیرہ منجمد شمالی میں موجود ہیں۔ یہاں نہ ہوا سمندر یا پھر گلیشیئر ہی ہوں گے اور کیا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔ وہ سب گلیشیئر کے پاس رک کر اس طرف دیکھ رہے تھے جہاں سے وہ چل کر آئے تھے۔ وہ اس بھنور نما کھائی کی جانب دیکھ رہے تھے جہاں عمران اسپیس شپ چھپانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہ یہاں رک کر عمران کا انتظار کرنا چاہتے تھے۔ کھائی کے کنارے گول دائروں کی شکل میں تھے اس لئے انہیں یقین تھا کہ عمران ان کناروں کو پکڑتا ہوا آسانی سے کھائی سے نکل کر باہر آ جائے گا لیکن چونکہ کھائی کافی گہری تھی اس لئے عمران کو کھائی سے باہر آنے میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔

ابھی وہ کھائی کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک صالحہ بری طرح سے چونک اٹھی۔

''کیا ہوا''...... اسے چونکتے دیکھ کر جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جو اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔

''مجھے چند ہیلی کاپٹروں کے ہوٹرز کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں''...... صالحہ نے کہا تو وہ سب چونک پڑے اور انہوں نے غور سے سنا تو انہیں اس گلیشیئر کی دوسری طرف سے واقعی ہیلی کاپٹروں

کے ہوٹرز کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگی۔ گو کہ ابھی آوازیں بے حد ہلکی تھیں جن سے پتہ چلتا تھا کہ ہیلی کاپٹر وہاں سے کافی دور ہیں لیکن چونکہ ہوا کا رخ اسی طرف تھا اس لئے انہیں صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ ایک سے زائد ہیلی کاپٹر ہیں جو تیزی سے اس طرف آ رہے ہیں۔

''شاید وہ لوگ سرچنگ کے لئے آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ انہیں جب ریڈ اسپیس شپ کی تصویریں مل گئی ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ یہاں آ کر سرچ نہ کریں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اب کیا کریں۔ یہاں تو ہمارے پاس چھپنے کے لئے کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔ اگر ہیلی کاپٹر اس طرف آ گئے تو ہم آسانی سے ان کی نظروں میں آ جائیں گے''...... خاور نے کہا۔

''گلیشیئر کے اوپر پڑی ہوئی برف نرم اور بھربھری ہے۔ ہم نے فر کے سفید کوٹ پہن رکھے ہیں۔ اگر ہم گلیشیئر سے چپک کر اوپر برف گرا لیں تو ہمیں اوپر سے آسانی سے نہیں دیکھا جا سکے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اپنے بیگوں سے مشین گنیں نکال کر ہاتھوں میں لے لو اور گلیشیئر سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاؤ اور خود پر برف گرا لو۔ جلدی''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب گلیشیئر کے ٹھوس

حصے سے کمر لگا کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ارد گرد موجود بھربھری برف خود پر گرانی شروع کر دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب برف میں چھپ گئے تھے۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک گلیشیر کے عقب سے سیاہ رنگ کے چار گن شپ ہیلی کاپٹر گڑگڑاتے ہوئے ان کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹروں کے نیچے ہیوی مشین گنیں اور میزائل لانچر لگے ہوئے تھے۔

گلیشیر کے اوپر سے گزرتے ہی ہیلی کاپٹر آگے بڑھ کر دائیں بائیں پھیل گئے۔ وہ برف کے سپاٹ سمندر پر نیچی پرواز کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر سیدھا اس بھنور نما کھائی کی جانب بڑھا جا رہا تھا جس میں عمران ریڈ اسپیس شپ لے گیا تھا۔

''یہ ہیلی کاپٹر تو اس کھائی کی جانب جا رہا ہے''...... چوہان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کہیں یہ ہیلی کاپٹر کھائی میں نہ اتر جائے۔ اگر یہ کھائی میں گیا تو عمران صاحب جو کھائی کے کناروں کو پکڑتے ہوئے اوپر آ رہے ہوں گے۔ وہ آسانی سے ان کی نظروں میں آ جائیں گے''...... نعمانی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''اس کے لئے اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ عمران کو معلوم تھا کہ ہمارا اسپیس شپ دیکھا جا چکا ہے اور یہاں کسی بھی وقت کوئی فورس

آ سکتی ہے تو اسے جلد سے جلد کھائی سے باہر آ جانا چاہئے تھا''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

تین ہیلی کاپٹر کافی آگے چکراتے دکھائی دے رہے تھے جبکہ جو ہیلی کاپٹر کھائی کی طرف گیا تھا وہ کھائی کے عین اوپر فضا میں معلق ہو گیا تھا۔ پھر انہوں نے ہیلی کاپٹر کو آہستہ آہستہ بھنور نما کھائی میں اترتے دیکھا۔

''وہی بات ہوئی جس کا خدشہ تھا۔ ہیلی کاپٹر کھائی میں اتر رہا ہے''...... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سب گلیشیر سے چپکے خود پر برف ڈالے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہیلی کاپٹر کو کھائی میں جاتا دیکھ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر کھائی میں جا کر غائب ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کو اس طرح کھائی میں اترتے دیکھ کر ان سب کے سانس جیسے سینے میں اٹک گئے تھے۔ وہ سب دل ہی دل میں یہی دعائیں مانگ رہے تھے کہ عمران ابھی ریڈ اسپیس شپ سے نکلا ہی نہ ہو۔ اگر وہ کھائی کے کنارے پکڑتا ہوا اوپر آ رہا ہو گا تو اسے ہیلی کاپٹر والے آسانی سے دیکھ سکتے تھے اور ہیلی کاپٹر والے عمران کو دیکھتے ہی ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کا دہانہ کھول دیتے۔ کنارے سے چپکے ہونے کی وجہ سے عمران اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جاتا اور وہ پشت کے بل بھنور نما گہری کھائی میں جا گرتا۔ جس کے تصور سے ہی ان سب کو

اپنے جسموں سے جان نکلتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔
ابھی ہیلی کاپٹر کو کھائی میں اترے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ اچانک انہوں نے کھائی سے مشین گن کی تیز تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنیں۔ مشین گن کی آواز سنتے ہی ان سب کے دل اچھل کر جیسے حلق میں آن پھنسے۔ فائرنگ ہونے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ انہیں اوپر آتا ہوا عمران دکھائی دے گیا ہے جس پر انہوں نے فائرنگ کر کے اسے ہٹ کر دیا ہے۔

عمران نے ریڈ اسپیس شپ آف کیا اور کنٹرول روم سے نکل کر اسپیس شپ کے عقبی حصے میں آ گیا۔ اس نے اسپیس شپ کے ایک کیبن میں جا کر فر کا کوٹ پہنا اور وہاں رکھا ہوا اپنا مخصوص سفری بیگ اٹھایا اور کیبن سے نکل کر اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس نے ریڈ اسپیس شپ سے باہر نکلنے کے لئے سیڑھی اوپن کر رکھی تھی۔
ہول چونکہ کافی لمبا چوڑا تھا اس لئے عمران ریڈ اسپیس شپ کافی آگے لے گیا تھا اور اس نے اسپیس شپ کو وہاں راڈز پر کھڑا کر دیا تھا۔
ریڈ اسپیس شپ سے باہر آتے ہی عمران نے راڈز کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک سرر کی آواز کے ساتھ اسپیس شپ کی سیڑھی سمٹتی چلی گئی اور اسپیس شپ کے ایک حصے میں

غائب ہو گئیں۔

ہول میں کافی تاریکی تھی۔ دور ایک جگنو سا چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو اس ہول کا دہانہ تھا جہاں سے گزار کر عمران اسپیس شپ اندر لایا تھا۔ عمران اس برف کے ٹیوب نما راستے پر چلنے لگا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ہول کے دہانے کے پاس آ گیا۔ کنارے پر پہنچ کر اس نے سر اٹھا کر بھنور نما کھائی سے سر نکال کر اوپر دیکھا تو اسے بھنور نما کھائی کا دہانہ کافی بلندی پر دکھائی دیا۔

عمران چند لمحے غور سے بھنور نما کھائی کی دیواریں دیکھتا رہا تھا دائروں کے ساتھ چھوٹے بڑے ابھار بھی بنے ہوئے تھے۔ ان دیواروں میں جگہ جگہ چھوٹے بڑے سوراخ بھی دکھائی دے رہے تھے جو دراڑوں جیسے تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر دائیں طرف دیوار کے ایک ابھار کو پکڑا اور اپنا جسم اوپر اٹھا لیا۔ اس نے دہانے کی طرف آتے ہوئے بیگ سے گلووز نکال کر پہن لئے تھے جن کے دونوں اطراف نوکیلے کیل لگے ہوئے تھے۔ اس کے پیروں میں بھی جو جوتے تھے ان کے نیچے بھی کیل موجود تھے۔

برف کا ابھار پکڑتے ہی عمران نے دائیں دیوار کے ساتھ اپنا ایک پیر پھنسایا اور اپنا جسم اوپر اٹھانے لگا۔ گلووز اور جوتوں کے نیچے لگے ہوئے کیلوں کی وجہ سے اس کے ہاتھ اور پیر برف پر آسانی سے جم رہے تھے۔ وہ کسی چھپکلی کی طرح بھنور نما کھائی کی دیوار پکڑتے ہوئے اوپر چڑھتا جا رہا تھا۔ دائروں کی شکل میں بنے

ابھاروں، دراڑوں اور چھوٹے بڑے سوراخوں میں گلووز اور جوتوں میں لگے کیلوں کی وجہ سے اسے اوپر چڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔

ابھی وہ آدھی ہی کھائی اوپر چڑھا ہو گا کہ اچانک اسے اوپر سے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

''ہیلی کاپٹر۔ یہ تو کسی ہیلی کاپٹر کی آواز ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کھائی کے تاریک حصے میں تھا اس لئے اگر کوئی ہیلی کاپٹر کھائی کے اوپر آ بھی جاتا تو اسے اوپر سے اس وقت تک نہیں دیکھا جا سکتا تھا جب تک کہ کھائی میں سرچ لائٹس سے تیز روشنی نہ کر دی جاتی۔

عمران برف کے ایک بلاک نما ابھار پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اسے کھائی کے عین اوپر سیاہ رنگ کا ایک گن شپ ہیلی کاپٹر دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر بھنور نما کھائی کے عین اوپر معلق ہو گیا تھا۔

''ہونہہ۔ تو یہ لوگ یہاں پہنچ ہی گئے ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اور دو افراد کھڑکیوں سے سر نکالے بھنور نما کھائی میں جھانکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ عمران غور سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ چونکہ کافی بلندی پر تھے اس لئے عمران کو ان کے چہرے واضح دکھائی

نہیں دے رہے تھے۔

اچانک عمران نے ہیلی کاپٹر کو آہستہ آہستہ نیچے آتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر کو نیچے آتے دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اسے خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔ ہیلی کاپٹر نیچے آتا تو وہ آسانی سے ان کی نظروں میں آ سکتا تھا۔ عمران نے بے چینی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھا پھر اس کی نظر اس ابھری ہوئی چٹان کی سائیڈ پر پڑی جہاں کافی بڑی دراڑ تھی۔ یہ دراڑ اتنی بڑی ضرور تھی کہ عمران آسانی سے اس میں سما سکتا تھا۔ دراڑ دیکھتے ہی عمران تیزی سے دائیں طرف بڑھا اور برف کے بلاک پر ہاتھ اور پاؤں جماتا ہوا دراڑ کی جانب بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر بدستور نیچے آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے فرنٹ پر لگی ہوئی ایک سرچ لائٹ بھی روشن ہوگئی تھی جس کی وجہ سے کھائی کی تاریکی ختم ہوگئی تھی۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر مزید نیچے آتا عمران دراڑ میں گھس چکا تھا۔ اس نے گرم لباس پہن رکھا تھا لیکن اس وقت وہ جیسے برف کے بلاک میں گھس گیا تھا جس کی وجہ سے اسے سردی کی شدید لہریں اپنے جسم میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

عمران جس دراڑ میں چھپا ہوا تھا اس کے دائیں طرف ایک اور خلاء تھا جہاں عمران اپنا جسم موڑ کر رک سکتا تھا اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ اگر وہ سر پیچھے کر لیتا اور ہیلی کاپٹر میں سوار افراد اس دراڑ کے پاس بھی آ کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتے تو عمران انہیں دکھائی

نہیں دے سکتا تھا۔ اسے دیکھنے کے لئے کسی نہ کسی کو دراڑ میں آنا ضروری تھا۔

ہیلی کاپٹر ابھی چونکہ اوپر تھا اور آہستہ آہستہ نیچے آ رہا تھا اس لئے عمران دراڑ سے سر نکالے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر جب ہیلی کاپٹر اس دراڑ کے سامنے سے گزرنے لگا اور اس کے نیچے لگی ہوئی سرچ لائٹ کی تیز روشنی دراڑ میں پڑی تو عمران نے فوراً اپنا سر پیچھے کر لیا۔ ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا اس دراڑ کے پاس سے گزرتا ہوا نیچے چلا گیا۔ نیچے جاتا ہوا ہیلی کاپٹر ہر طرف روشنی بکھیر رہا تھا۔ جس طرح سے ہیلی کاپٹر نیچے جا رہا تھا عمران کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس ہول تک بھی پہنچ جائے گا جہاں اس نے ریڈ اسپیس شپ چھپایا ہوا ہے۔

جس ہول سے عمران ریڈ اسپیس شپ اندر لے گیا تھا اس کا دہانہ کافی بڑا تھا لیکن اتنا بھی بڑا نہیں تھا کہ اس میں سے ہیلی کاپٹر گزر کر آگے جا سکے۔ ہیلی کاپٹر کے بڑے ہوٹرز کی وجہ سے اسے ہول میں جانے میں کافی دشواری ہوسکتی تھی لیکن عمران کو خدشہ تھا کہ اگر ہیلی کاپٹر والوں کو ہول نظر آ گیا تو وہ اس ہول میں میزائل فائر کر سکتے ہیں اور اگر ان کے پاس گائیڈڈ میزائل ہوئے تو اس سے ریڈ اسپیس شپ تباہ ہو جائے گا۔ لیکن پھر عمران کو خیال آیا کہ ہیلی کاپٹر والے ہول میں میزائل فائر کرنے کا رسک نہیں لیں گے کیونکہ ان کا ہیلی کاپٹر بھی بھنور نما کھائی میں خاصا نیچے تھا اور وہ

میزائل فائر کرتے تو اس سے بھنور نما کھائی کی برف ٹوٹ سکتی تھی جو اوپر سے ہیلی کاپٹر پر گر کر اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ عمران ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ عمران نے ہول سے سر نکال کر نیچے جھانکا تو اسے ہیلی کاپٹر ٹھیک اس ہول کے سامنے معلق دکھائی دیا جہاں اس نے ریڈ اسپیس شپ چھپایا تھا۔

عمران نے ریڈ اسپیس شپ کافی دور چھپایا تھا۔ آگے ہول جگہ جگہ سے مڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے ہیلی کاپٹر والوں کو اندر جائے بغیر ریڈ اسپیس شپ دکھائی نہیں دے سکتا تھا اس لئے شاید وہ احتیاطاً کھائی کے ہول میں فائرنگ کر رہے تھے۔ فائرنگ کا سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہا پھر عمران نے ہیلی کاپٹر بلند ہوتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر ہول میں فائرنگ کر کے اب کھائی سے باہر نکلنے کے لئے اوپر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک بار پھر سر اندر کر لیا۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا عمران کے ہول کے قریب سے گزرتا ہوا اوپر چلا گیا۔ جب عمران نے محسوس کیا کہ ہیلی کاپٹر بھنور نما کھائی سے نکل چکا ہے تو اس نے ہول سے سر نکالا اور بھنور نما کھائی کے دہانے کی جانب دیکھنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر واقعی کھائی سے نکل چکا تھا اور اب آگے چلا گیا تھا۔ عمران کچھ دیر انتظار کرتا رہا۔ اسے باہر سے مسلسل کئی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر کچھ دیر کے

ن کاپٹروں کی آوازیں معدوم ہوئیں تو عمران دراڑ نما ہول
ں آیا اور گلووز اور جوتوں میں لگے ہوئے کیلوں کی مدد سے
ی کے کناروں کو پکڑتا ہوا ایک بار پھر اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔
مران کو اپنے ساتھیوں کی طرف سے اطمینان تھا۔ اسے یقین
اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر آنے سے پہلے گلیشیرز تک پہنچ گئے
گے اور وہ ان گلیشیرز میں چھپ گئے ہوں گے تاکہ ان ہیلی
والوں کی نظروں میں نہ آ سکیں۔

عمران تقریباً بیس منٹ کی شدید محنت کے بعد کھائی سے باہر
یا۔ ہیلی کاپٹر وہاں سے جا چکے تھے۔ ان کی دور سے آتی ہوئی
زیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں جس سے عمران کو اندازہ ہو
تھا کہ وہ ریڈ اسپیس شپ کے لئے اردگرد کے علاقوں کا سرچ
رہے ہیں۔ کھائی سے نکلتے ہی عمران سامنے موجود پہاڑی نما
یشیر کی جانب بڑھنا شروع ہو گیا۔ ٹھوس برف پر چلتے ہوئے
ن کو شدید سردی کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن وہ چونکہ کھائی سے
سل جدوجہد کرتا ہوا نکلا تھا اور رکے بغیر آگے بڑھتا جا رہا تھا
ی لئے اس کا جسم سردی سے سن نہیں ہوا تھا۔

عمران جیسے ہی گلیشیر کے نزدیک پہنچا وہاں برف میں چھپے
وئے اس کے ساتھی برف سے نکل کر اس کے سامنے آ گئے۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم صحیح سلامت یہاں آ گئے ہو۔ ہم
نے کھائی میں ہیلی کاپٹر کی فائرنگ کرنے کی آوازیں سنی تھیں۔ ہم

میزائل فائر کرتے تو اس سے بھنور نما کھائی کی برف ٹوٹ سکتی تھی اور
اوپر سے ہیلی کاپٹر پر گر کر اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ عمران ابھی یہ
سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی۔
عمران نے ہول سے سر نکال کر نیچے جھانکا تو اسے ہیلی کاپٹر ٹھیک
اس ہول کے سامنے معلق دکھائی دیا جہاں اس نے ریڈ اسپیس شپ
چھپایا تھا۔

عمران نے ریڈ اسپیس شپ کافی دور چھپایا تھا۔ آگے ہول جگہ
جگہ سے مڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے ہیلی کاپٹر والوں کو اندر جائے
بغیر ریڈ اسپیس شپ دکھائی نہیں دے سکتا تھا اس لئے شاید وہ
احتیاطاً کھائی کے ہول میں فائرنگ کر رہے تھے۔ فائرنگ کا سلسلہ
کچھ دیر تک جاری رہا پھر عمران نے ہیلی کاپٹر بلند ہوتے دیکھا۔
ہیلی کاپٹر ہول میں فائرنگ کر کے اب کھائی سے باہر نکلنے کے لئے
اوپر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک بار پھر سر اندر کر لیا۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر
گڑگڑاتا ہوا عمران کے ہول کے قریب سے گزرتا ہوا اوپر چلا گیا۔
جب عمران نے محسوس کیا کہ ہیلی کاپٹر بھنور نما کھائی سے نکل چکا ہے
تو اس نے ہول سے سر نکالا اور بھنور نما کھائی کے دہانے کی جانب
دیکھنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر واقعی کھائی سے نکل چکا تھا اور اب
آگے چلا گیا تھا۔ عمران کچھ دیر انتظار کرتا رہا۔ اسے باہر سے مسلسل
کئی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر کچھ دیر کے

یلی کاپٹروں کی آوازیں معدوم ہوئیں تو عمران دراڑ نما ہول
ل آیا اور گلووز اور جوتوں میں لگے ہوئے کیلوں کی مدد سے
ل کے کناروں کو پکڑتا ہوا ایک بار پھر اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔
عمران کو اپنے ساتھیوں کی طرف سے اطمینان تھا۔ اسے یقین
ہ اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر آنے سے پہلے گلیشیئرز تک پہنچ گئے
گے اور وہ ان گلیشیئرز میں چھپ گئے ہوں گے تاکہ ان ہیلی
والوں کی نظروں میں نہ آ سکیں۔

عمران تقریباً بیس منٹ کی شدید محنت کے بعد کھائی سے باہر
یا۔ ہیلی کاپٹر وہاں سے جا چکے تھے۔ ان کی دور سے آتی ہوئی
ازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں جس سے عمران کو اندازہ ہو
تھا کہ وہ ریڈ اسپیس شپ کے لئے اردگرد کے علاقوں کا سرچ
رہے ہیں۔ کھائی سے نکلتے ہی عمران سامنے موجود پہاڑی نما
یر کی جانب بڑھنا شروع ہو گیا۔ ٹھوس برف پر چلتے ہوئے
ان کو شدید سردی کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن وہ چونکہ کھائی سے
سل جدوجہد کرتا ہوا نکلا تھا اور رکے بغیر آگے بڑھتا جا رہا تھا
لئے اس کا جسم سردی سے سن نہیں ہوا تھا۔

عمران جیسے ہی گلیشیئر کے نزدیک پہنچا وہاں برف میں چھپے
ئے اس کے ساتھی برف سے نکل کر اس کے سامنے آ گئے۔
"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم صحیح سلامت یہاں آ گئے ہو۔ ہم
کھائی میں ہیلی کاپٹر کی فائرنگ کرنے کی آوازیں سن تھیں۔ ہم

یہ سمجھے تھے کہ شاید ہیلی کاپٹر والوں نے تمہیں دیکھ لیا ہے اور ت
فائرنگ کر دی ہے''...... جولیا نے اس کی جانب دیکھتے ہو
انتہائی مطمئن اور مسرور لہجے میں کہا۔

''شکر ہے کہ تمہیں کم از کم میری فکر تو تھی۔ ورنہ میں تو یہی س
رہا تھا کہ فائرنگ کی آوازیں سن کر تم میرے ہٹ ہونے کا یقین
کے سب کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ گی''...... عمران نے کہا۔

''میں اتنی بھی سخت دل نہیں ہوں سمجھے تم''...... جولیا نے منہ
کر کہا۔

''نرم دل بھی تو نہیں ہو۔ اگر تم اپنے دل میں میرے لئے
تھوڑی سی نرمی پیدا کر لو تو میں ظالم سماج کے ساتھ اکیلا بھی ٹ
جانے کی ہمت رکھتا ہوں''...... عمران نے تنویر کی جانب دیکھتے
ہوئے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔ اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر تنو
نے ہونٹ بھینچ کر منہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس
نے عمران کی کسی بات کا جواب دیا تو اسے الٹا لینے کے دینے پڑ
سکتے ہیں۔

''ہیلی کاپٹر جنوب کی طرف سے آئے تھے۔ شاید یہ ہمارے
ریڈ اسپیس شپ کو سرچ کر رہے ہیں''...... صفدر نے بات بدلتے
ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ انہیں ریڈ اسپیس شپ کی تصویریں مل چکی ہیں تو
وہ اس کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیں گے۔ ان کے لئے

بھی اسپیس شپ کا یہاں آنا کسی معجزے سے کم نہیں ہو
...... عمران نے کہا۔

''تب تو ہمارا جگہ جگہ ان سے سامنا ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل
کہا۔

''ہاں۔ ابھی تو انہوں نے سرچنگ کے لئے یہاں ہیلی کاپٹر
ہیں۔ انہوں نے ریڈ اسپیس شپ کسی کھائی میں جاتا ہوا چیک
ہو گا۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہو گا کہ ریڈ اسپیس شپ کس
ائی میں اترا ہے اس لئے وہ ریڈ اسپیس شپ کی تلاش کے لئے
ں بھاری مشینی سسٹم بھی لا سکتے ہیں۔ جن کے ساتھ فورس بھی ہو
''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہمیں یہاں سے جزیرہ ووسٹ جانا ہے جہاں چاچن طیارہ گر
تباہ ہوا تھا۔ کیا آپ کو علم ہے کہ جزیرہ ووسٹ یہاں سے کتنے
صلے پر ہے اور ہم کب تک وہاں پہنچ جائیں گے''...... صدیقی نے
کہا۔

''ہم جزیرہ ووسٹ سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ ہمیں زیادہ سے
زیادہ دس کلومیٹر تک اس منجمد سمندر پر سفر کرنا ہو گا اس کے بعد ہم
جزیرہ ووسٹ پر ہوں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر جزیرہ ووسٹ اتنا قریب تھا تو آپ نے ریڈ اسپیس شپ
ں کیوں لینڈ کیا تھا اسے آگے لے جاتے اور ہمیں جزیرہ
ٹ میں ہی ڈراپ کر دیتے''...... چوہان نے کہا۔

"وہاں چاچن طیارہ گر کر تباہ ہوا ہے۔ اس جزیرے میں ا
شدہ طیارے کے ملبے کے پاس سی آر ایجنسی یا پھر روسیاہ
سرچنگ ٹیمیں موجود ہوں گی۔ میں اگر ریڈ اسپیس شپ وہاں
جاتا تو وہ اسے آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ ان سے بچنے کے
میں نے اسپیس شپ یہاں لینڈ کرنا مناسب سمجھا تھا"...... عم
نے کہا تو ان سب نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیئے۔

"یہ تم سب جگالی کیوں کر رہے ہو"...... عمران نے ان کے
چلتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"کیپٹن شکیل اپنے ساتھ چیونگم کے پیکٹس لایا تھا تاکہ ہم
چبا کر اپنے جبڑوں کی مدد سے جسم میں گرمی منتقل کرتے رہیں"
جولیا نے جواب دیا۔

"چیونگم۔ ارے واہ۔ یہ تو میری پسندیدہ چیز ہے۔ کیا ایک پیک
مجھے بھی دو گے کیپٹن شکیل"...... عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ یہ لیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا اور جیب
سے چیونگم کا ایک پیکٹ نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے پیک
کھول کر اس میں سے ایک چیونگم نکال کر منہ میں ڈالا اور ا
دانتوں سے کچلنے لگا۔

"اب چلیں"...... جولیا نے اسے احمقوں کی طرح چیونگم چبا
دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کہاں"...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے پوچھا

"جہنم میں"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"ارے وہ کیوں۔ ہم جہنم میں کیوں جائیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ
کے نیک بندے ہیں۔ ملک و قوم کے لئے سر پر کفن باندھ کر جہاد
کرنے کے لئے نکلے ہیں اور جہاد میں ہلاک ہونے والا شہید ہوتا
ہے جسے جہنم میں نہیں بلکہ جنت میں اعلیٰ مقام ملتا ہے"...... عمران
نے کہا۔

"سب سے اعلیٰ مقام تو تمہیں ہی ملے گا جنت میں۔ ہے
نا"...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں۔ ضرور ملے گا اگر تم ساتھ دو گی تو"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ جنت میں جانے کے لئے تمہیں میرے ساتھ کی کیا
ضرورت ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تمہارے ساتھ کے بغیر میں جنت میں تو کیا قبر میں بھی نہیں
جا سکتا"...... عمران نے کراہ کر کہا۔

"کیوں۔ کیا تم میرے ساتھ مشترکہ قبر بنوانے کا ارادہ کر رہے
ہو"...... جولیا نے اس بار مسکرا کر پوچھا۔

"مشترکہ قبر۔ ارے واہ۔ کیا خوب کہا ہے تم نے۔ ایک ہو
جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک، مگر پہلے نکاح نہ ہو جائے۔ کیوں
تنویر"...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ کام تو صفدر یار جنگ بہادر کا ہے۔ کیوں

صفدر''...... عمران نے کہا اور تنویر نے ایک بار پھر جبڑے بھینچ لئے
جبکہ باقی سب مسکرا دیئے تھے۔

''اب یہاں کھڑے رہ کر کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے سر
جھٹک کر کہا۔

''جنازہ جائز کرنے پر ڈسکس کر رہا ہوں اور میں نے کیا کرنا
ہے''...... عمران نے کہا۔

''وقت رخصت میں خود نکاح خواں کو بلوا لوں گی''...... جولیا
نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''اپنی رخصتی کا وقت جلد طے کر لو''...... عمران نے بات پلٹتے
ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''تم جیسے احمق کے ساتھ شادی کر کے میرا ابھی اپنی زندگی
خراب کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے''...... جولیا نے شرارت بھرے
لہجے میں کہا اور عمران منہ چلاتا رہ گیا۔

''پیوستہ رہ شجر سے۔ امید بہار رکھ''...... عمران نے اداس لہجے
میں کہا تو وہ سب بے اختیار ہنسنا شروع ہو گئے جبکہ تنویر برے
برے منہ بنا رہا تھا۔

''آؤ۔ اس سے پہلے کہ اس قدر شدید سردی میں میرا دل مزید
ڈوب جائے اور ارد گرد کے گلیشیر پگھل کر ہمیں اپنے ساتھ بہا کر
لے جائیں ہمیں یہاں سے چل دینا چاہئے''...... عمران نے کہا تو
ان سب نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ گلیشیر

کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آگے کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔
ہیلی کاپٹروں کی آوازیں اب کافی دور جا چکی تھیں۔ جس گلیشیر کے
ساتھ وہ چل رہے تھے اس کے ارد گرد مزید بڑے بڑے گلیشیر
موجود تھے۔ اگر ہیلی کاپٹر دوبارہ پلٹ کر اس طرف آ جاتے تو وہ
آسانی سے خود کو ان گلیشیروں میں چھپا سکتے تھے۔

وہ شام تک جمے ہوئے سمندر پر چلتے رہے۔ گلیشیروں کے پاس
سے گزرتے ہوئے انہیں سردی کا احساس ضرور ہو رہا تھا لیکن چونکہ
گلیشیروں کے پاس ہوا کا زور کم تھا اس لئے وہ گرم لباسوں کی وجہ
سے شدید سردی سے بچے ہوئے تھے لیکن جب شام ہوئی اور وہ
گلیشیروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک کھلے حصے میں آئے
تو تیز اور سرد ہواؤں نے انہیں کپکپا کر رکھ دیا۔

سائبیرین جزائر میں چونکہ سرِ شام ہی اندھیرا ہونا شروع ہو جاتا
تھا اس لئے وہاں تیز ہواؤں کے ساتھ سردی کی شدت میں بھی
بے پناہ اضافہ ہو جاتا تھا اور درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بیس ڈگری
تک نیچے چلا جاتا تھا۔ ان علاقوں میں جب برفباری شروع ہوتی
تھی تو ساتھ ہی تیز ہواؤں سے طوفان بھی آ جاتے تھے جن کی
رفتار دو سو سے تین سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی ہوتی تھی جو انہیں اپنے
ساتھ کسی تنکے کی طرف اُڑا کر لے جا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ
چونکہ ہر طرف برف کی سفید چادر بچھی ہوئی تھی جس میں گڑھے اور
گہری کھائیوں کے ساتھ بڑی بڑی دراڑیں بھی چھپ جاتی تھیں۔

جن پر انجانے میں پڑنے والے قدم انہیں موت کی گہرائیوں میں لے جا سکتے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھی سمندر کے جس حصے پر موجود تھے وہاں ہر طرف میدان نما ٹھوس زمین دکھائی دے رہی تھی لیکن عمران اور اس کے ساتھی جانتے تھے کہ بظاہر یہ ٹھوس نظر آنے والی برف نیچے سے کس قدر کمزور ہو سکتی ہے۔ سمندر پر جمی ہوئی برف کی پرتیں کہیں بے حد موٹی تھیں اور کہیں ان کی پرتیں اس قدر پتلی تھیں کہ ان پر جیسے ہی کسی کا پیر پڑتا برف کی پرت ٹوٹ جاتی اور وہ نیچے انتہائی حد تک یخ بستہ پانی میں گر جاتا۔ برف کے نیچے سمندری پانی ہمیشہ بہتا رہتا تھا جس کی رفتار بعض جگہوں پر اس قدر تیز ہوتی تھی کہ بڑے سے بڑا تیراک بھی خود کو اس تیز بہاؤ میں نہیں سنبھال سکتا تھا۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھی اس میدانی علاقے میں نہایت محتاط انداز میں چلتے ہوئے سامنے موجود ایک اونچی چٹان کی جانب جا رہے تھے جو کسی جزیرے کا حصہ معلوم ہو رہا تھا جو ان سے کم از کم ڈیڑھ سو میٹر دور تھا۔ چونکہ وہاں اندھیرا ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے بیگوں سے ٹارچیں نکال لی تھیں اور سب ٹارچوں کی روشنی نیچے جمی ہوئی برف پر ڈالتے ہوئے قدم بڑھا رہے تھے۔ بعض جگہ انہیں نیچے حرکت کرتا ہوا پانی بھی دکھائی دے رہا تھا جس سے انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ جگہ ان کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے جیسے ہی انہیں برف

کی پتلی پرت دکھائی دیتی وہ فوراً راستہ بدل لیتے اور دوسری طرف سے ہوتے ہوئے سامنے والی چٹان کی طرف بڑھنے لگتے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک عمران رک گیا۔ وہ ٹارچ کی روشنی نیچے جمی ہوئی شیشے جیسی برف پر ڈال رہا تھا۔

''رک جاؤ۔ سب رک جاؤ''...... اچانک عمران نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا تو وہ سب رک گئے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے چاروں طرف دیکھا مگر وہاں ہر طرف اندھیرا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی البتہ ہوا کے چلنے کا تیز شور ضرور سنائی دے رہا تھا۔

''نیچے دیکھو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو وہ ٹارچوں کی روشنی جمے ہوئے سمندر کے اس حصے پر ڈالنے لگے جہاں سے وہ گزر رہے تھے۔ یہ سمندر کا جما ہوا سپاٹ حصہ تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں جمی ہوئی برف چمک رہی تھی۔ یہاں برف کی پرت شیشے جیسی چمکدار تھی جس کے نیچے حرکت کرتا ہوا پانی انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ گو کہ برف کی یہ پرت اتنی پتلی نہیں تھی لیکن وہ چونکہ احتیاط کے ساتھ اور قدم بہ قدم چل رہے تھے اس لئے وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اس خطرناک جگہ سے آسانی سے آگے نکل جائیں گے لیکن اب عمران کے کہنے پر جیسے ہی انہوں نے نیچے شیشے جیسی برف کی زمین پر ٹارچوں کی روشنی ڈالنی شروع کی ان کی آنکھوں میں

بے پناہ خوف ابھر آیا۔ وہ سب جہاں کھڑے تھے۔ برف کی پرت پر لکیروں کا جال سا بننا شروع ہو گیا تھا۔ ایسا لکیروں کا جال جیسا عام طور پر کسی شیشے پر اس کے ٹوٹنے سے پہلے نمودار ہوتا ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ پرت تو ٹوٹ رہی ہے''...... صالحہ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لکیروں کا یہ جال ہمارے چاروں طرف پھیل گیا ہے۔ اب ہم نے جیسے ہی آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھائے تو ہمارے چاروں طرف سے برف کی پرت ٹوٹ جائے گی اور ہم سب نیچے سمندر میں جا گریں گے''...... عمران نے کہا تو ان سب کے سانس اپنے سینوں میں اٹکتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔

''تو اب کیا کریں۔ نیچے تو پانی کا بہاؤ بھی بے حد تیز ہے۔ اگر برف کی پرت ٹوٹ گئی تو ہم سمندر میں جا گریں گے اور نیچے سمندر کا بہاؤ کافی تیز ہے۔ کیا اس میں گر کر ہم خود کو سنبھال سکیں گے''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جب تک میں نہ کہوں۔ تم میں سے یہاں سے کوئی نہیں ہلے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم یہاں کب تک کھڑے رہیں گے''...... تنویر نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''کہا ہے نا۔ جب تک میں نہ کہوں۔ سب کو یہاں کھڑا رہنا پڑے گا اور وہ بھی ذرا سا ہلے بغیر''...... عمران نے اسی انداز میں

کہا۔ اس نے ٹارچ منہ میں پکڑی اور نہایت آہستہ آہستہ انداز میں اپنی کمر پر لدا ہوا بیگ اتارنے لگا۔ کاندھوں سے بیگ اتار کر اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اس میں ہاتھ ڈال دیا۔

''تم کیا کر رہے ہو۔ کیا چاہئے تمہیں بیگ میں سے''...... جولیا نے پوچھا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے بیگ میں سے رسی کا ایک بنڈل نکال لیا۔ رسی کا بنڈل اس نے کاندھے سے لٹکایا اور پھر اس نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر اس میں موجود ایک آنکڑہ سا نکال لیا۔ اس آنکڑے کے گرد لمبے لمبے فولادی سوئے لگے ہوئے تھے۔ عمران نے کاندھے پر لٹکی ہوئی رسی کے بنڈل کا ایک سرا پکڑا اور اسے آنکڑے کے پیچھے باندھنا شروع ہو گیا۔ جب آنکڑہ رسی سے بندھ گیا تو عمران نے احتیاط کے ساتھ رسی کا بنڈل کاندھے سے اتارا اور اسے کھولنا شروع ہو گیا۔ جب سارا بنڈل کھل گیا تو عمران نے آنکڑہ پاس کھڑی جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''اپنے جسم کو حرکت دیئے بغیر یہ آنکڑہ آگے بڑھاتی جاؤ۔ کوشش کرو کہ سب اس رسی کو پکڑ لیں اور یہ آنکڑہ سب سے آگے کھڑے جوزف تک پہنچ جائے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے جسم کو حرکت دیئے بغیر اپنا ہاتھ بڑھا کر عمران سے رسی سے بندھا ہوا آنکڑہ پکڑا اور رسی اپنی طرف کھینچنے لگی۔ اس سے کچھ فاصلے پر صفدر موجود تھا۔ جولیا نے آنکڑہ اس کی جانب بڑھا دیا۔ صفدر نے بھی

آنکڑہ پکڑا اور رسی اپنی طرف کھینچی اور آنکڑہ اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے تنویر کی جانب بڑھا دیا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے وہ آنکڑہ پکڑتے چلے گئے اور جب آنکڑہ سب سے آگے کھڑے جوزف کے ہاتھ میں پہنچ گیا تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ درمیانی رسی اب سب کے ہاتھوں میں تھی۔ اس کے باوجود عمران کے پیروں کے پاس بنڈل میں بہت سی رسی باقی تھی۔

''جوزف۔ زیادہ سے زیادہ رسی اپنی طرف کھینچ لو''......عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر رسی اپنی جانب کھینچنی شروع کر دی۔

''گڈ۔ اب تم چونکہ آگے کھڑے ہو اس لئے آنکڑے کو رسی سے گھماتے ہوئے سامنے موجود چٹان کی طرف پھینکنے کی کوشش کرو۔ رسی تیزی سے گھمانا اور کوشش کرنا کہ آنکڑہ سو میٹر آگے موجود چٹان پر ہی گرے۔ یہ آنکڑہ اگر اس چٹان کے کسی حصے میں جا کر پھنس گیا تو ہم یہاں سے بچ کر نکل جائیں گے ورنہ ہمارا یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا''......عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''کوشش نہیں۔ تمہیں یہ کام ہر حال میں کرنا ہے۔ آنکڑہ چٹان پر ہی جانا چاہئے۔ سمجھے تم''......عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے سعادت مندی سے کہا اور اس نے آنکڑہ اٹھا لیا۔ وہ چند لمحے آنکڑے کو رسی سے جھولتے دیکھتا

رہا پھر اس نے ہاتھ اٹھایا اور دوسرے لمحے آنکڑہ اس کے ایک ہاتھ میں رسی کے ساتھ گھومنا شروع ہو گیا۔ جوزف اپنے نچلے جسم کو بغیر ہلائے تیزی سے رسی گھما رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے رسی میں بندھے ہوئے آنکڑے کی رفتار اس قدر تیز ہو گئی کہ اس پر نگاہ ٹھہر ہی نہیں رہی تھی۔

''بس ٹھیک ہے۔ پھینک دو اسے''......عمران نے کہا تو اچانک جوزف نے رسی چھوڑ دی۔ آنکڑہ تیزی سے گھومتا ہوا رسی سمیت سو میٹر کے فاصلے پر موجود ٹھوس چٹان کی جانب اُڑتا چلا گیا۔ جوزف نے چونکہ آنکڑہ پوری قوت سے چٹان کی جانب پھینکا تھا اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے اُڑتا ہوا چٹان کی جانب جا رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ آنکڑہ چٹان پر گر کر کہیں پھنستا اچانک کڑکڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ان کے نیچے سے برف کی پرت ٹوٹتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ خود کو سنبھالتے وہ سب جیسے برف کی پرت کے ساتھ انتہائی سرد اور تیز رفتار پانی میں گرتے چلے گئے۔ برف کی پرت ٹوٹنے کی وجہ سے ان کے منہ سے اچانک تیز چیخیں نکل گئی تھیں لیکن جیسے ہی وہ پانی میں گرے ان کے چیخنے کی آوازیں ختم ہو گئیں۔ وہ سب برف کی پرت کے ٹوٹنے کی وجہ سے نیچے موجود بہتے ہوئے سرد پانی کے سمندر میں گر گئے تھے اس لئے بھلا ان کے منہ سے چیخوں کی آوازیں کہاں نکل سکتی تھیں۔

''ہم نے ارد گرد کے تمام علاقوں کو سرچ کیا ہے چیف لیکن سرخ رنگ کے اسپیس شپ کا کوئی نشان نہیں ملا ہے''...... کرنل کارف نے کرنل راچوف کے آفس میں داخل ہو کر کہا۔ کرنل راچوف میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا اس کی آواز سن کر چونک پڑا۔

''کیوں۔ اس کا کوئی نشان کیوں نہیں ملا۔ تم نے تصویروں میں دیکھا تو تھا ایک سرخ رنگ کا اسپیس شپ کھائیوں میں جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ کھائیوں کی سرچنگ کی تھی تم نے''...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ہفلے نے جو لوکیشن بتائی تھی میں نے وہاں جا کر خود سرچنگ کی ہے۔ ریڈ اسپیس شپ کو تلاش کرنے کے لئے میں نے اپنا ہیلی کاپٹر کھائیوں میں بھی اتارا تھا لیکن وہاں کوئی اسپیس

موجود نہیں تھا''...... کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر ریڈ اسپیس شپ کھائیوں میں نہیں گیا ہے تو کہاں گیا تم اپنے ساتھ سائنسی آلات لے گئے تھے کیا''...... کرنل ف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یس چیف۔ میٹل ڈٹیکٹر کے ساتھ ساتھ میں ریڈ سپاٹ لائٹ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ میں نے ہر جگہ ان آلات سے بھی ک کی ہے لیکن کسی آلے میں مجھے ریڈ اسپیس شپ کے ہونے کوئی کاشن نہیں ملا ہے''...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ کیسا اسپیس شپ ہے جس کا کاشن نہ تو راڈار آیا تھا اور نہ ہی کسی ڈیٹکٹر سے اس کا کچھ پتہ چل رہا ہے''...... کرنل راچوف نے اسی انداز میں کہا۔

''مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ ریڈ اسپیس شپ کسی برف سے ری ہوئی کھائی میں جا گرا ہے اور اس کے گرتے ہی اوپر موجود ف بھی اس پر گر گئی ہے جس کی وجہ سے اسپیس شپ اس کھائی ں گم ہو گیا ہے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''کیا تمہیں کسی کھائی میں ایسا کوئی نشان ملا ہے جس کی برف ڑی ہوئی ہو''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''ان علاقوں میں طوفانی ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے پہاڑیوں آوا لانچ ہوتے رہتے ہیں چیف جس کی وجہ سے پہاڑیوں پر وجود برف طوفانی شکل میں کھسک کر نیچے گر جاتی ہے۔ بہت سی

ایسی کھائیاں اور گھاٹیاں ہیں جہاں آوا لانچ ہونے کی وجہ برف گری ہوئی ہے۔ ہو سکتا کہ ریڈ اسپیس شپ کسی پہاڑی نزدیک کسی کھائی میں گر گیا ہو اور اس پہاڑی کی برف بھی کھسک اس کھائی میں جا گری ہو۔ ہزاروں فٹ گہری کھائیوں میں اور بھی ٹنوں وزنی برف میں دبے ہوئے اسپیس شپ کو ڈھونڈنا ایسا ہے جیسا بھوسے سے کسی سوئی کو تلاش کرنا''...... کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میں نے اس قدر عجیب وغریب اور جدید اسپیس شپ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اگر یہ اسپیس شپ ہمیں مل جائے تو ہم اس پر باقاعدہ اپنے سائنسدانوں سے ریسرچ کرا سکتے ہیں کہ یہ کس ملک کا بنایا ہوا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور یہ کہ اس اسپیس شپ میں تھا کون''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''اب یہ سب تو اسپیس شپ ملنے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''اچھا ہی ہوا ہے کہ میں نے ابھی تک اس اسپیس شپ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو اطلاع نہیں دی ہے ورنہ یہ ذمہ داری بھی ہمیں ہی سونپ دی جاتی کہ ہر حال میں ہم اس اسپیس شپ کو تلاش کریں''...... کرنل راچوف نے کہا ساتھ ہی اس نے کرنل کارف کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو کرنل کارف اسے تھینک یو کہتا ہوا اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یس چیف۔ آپ نے اچھا کیا ہے جو ابھی تک کسی کو ریڈ اسپیس شپ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔ البتہ اس ریڈ اسپیس شپ کے بارے میں میرے پاس ایک اطلاع ہے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''کیسی اطلاع''...... کرنل راچوف نے چونک کر پوچھا۔

''یہ کہ جس ریڈ اسپیس شپ کو ہم نے مارک کیا ہے وہ خلاء سے نہیں آیا ہے بلکہ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے''...... کرنل کارف نے کہا تو کرنل راچوف بری طرح سے چونک پڑا۔

''ریڈ اسپیس شپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو کرنل کارف۔ پاکیشیا جیسا ملک اس قدر جدید ریڈ اسپیس شپ کیسے بنا سکتا ہے۔ اس ملک کی اندرونی اور بیرونی حالت اس قدر ابتر ہے کہ وہ اپنی چھوٹی چھوٹی ضروریات کو پورا نہیں کر پاتے پھر وہ اس قدر جدید اسپیس شپ کیسے بنا سکتے ہیں''...... کرنل راچوف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''یہ ریڈ اسپیس شپ پاکیشیا نے نہیں بنایا ہے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''پاکیشیا نے نہیں بنایا ہے لیکن ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ ریڈ اسپیس شپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو''۔ کرنل راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ریڈ اسپیس شپ زیرو لینڈ کا بنایا ہوا ہے چیف۔ کچھ عرصہ قبل

پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک خلائی مشن پر گئی تھی۔ ان کے ہمراہ عمران بھی تھا۔ آپ شاید بھول رہے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کس طرح سے خلاء میں جا کر زیرو لینڈ کا عارضی ہیڈ کوارٹر تباہ کیا تھا جس کا نام فراسکو ہیڈ کوارٹر تھا۔ فراسکو ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی خلاء سے زیرو لینڈ کے ایک اسپیس شپ میں واپس آئے تھے اور یہ وہی اسپیس شپ ہے جس کی ہمیں بحیرہ منجمد شمالی میں تصاویر ملی ہیں۔ جب عمران اور اس کے ساتھی خلاء سے واپس آئے تھے تو میں ان دنوں پاکیشیا میں ایک مشن پر گیا ہوا تھا۔ فراسکو ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی خبر اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے کسی ریڈ اسپیس شپ میں آنے کے بارے میں مجھے پاکیشیا میں ہی علم ہوا تھا۔ میں نے پہلے ریڈ اسپیس شپ نہیں دیکھا تھا لیکن جب سے میں نے ریڈ اسپیس شپ کی تصاویر دیکھی ہیں تب سے رہ رہ کر اس کے بارے میں مجھے کچھ کچھ یاد آ رہا تھا۔ میں کافی سوچتا رہا پھر اچانک مجھے سب یاد آ گیا۔ یہ وہی ریڈ اسپیس شپ ہے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے قبضے میں ہے اور وہ سب اس ریڈ اسپیس شپ کے ذریعے کئی فارن مشن بھی مکمل کر چکے ہیں''...... کرنل کارف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے بھی اس ریڈ اسپیس شپ کے بارے میں کچھ کچھ یاد آ رہا ہے۔ اوہ۔ مائی گاڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ بحیرہ منجمد شمالی میں ہمیں جس ریڈ اسپیس شپ کی

تصاویر ملی ہیں وہ کہیں اور سے نہیں بلکہ پاکیشیا سے آیا ہے اور اسے یہاں لانے والے عمران اور اس کے ساتھی ہیں''...... کرنل راچوف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اور ایک بات اور بھی مجھے یاد آ گئی ہے۔ میں وہ بھی بتاتا چلوں کہ زیرو لینڈ کا ٹاپ ایجنٹ سنگ ہی ایک بار مجھ سے میری رہائش گاہ میں ملنے کے لئے آیا تھا اس نے مجھے آفر دی تھی کہ میں اس کے ساتھ کام کروں اور کسی طرح سے پاکیشیا جا کر عمران سے ان کا ریڈ اسپیس شپ واپس حاصل کرنے میں اس کی مدد کروں لیکن میں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ سنگ ہی نے ہی مجھے بتایا تھا کہ ریڈ اسپیس شپ خاص طور پر فراسکو ہیڈ کوارٹر کے لئے مخصوص تھا۔ ان کے پاس گنتی کے چند ریڈ اسپیس شپ موجود تھے جو فراسکو ہیڈ کوارٹر کے اندر موجود تھے اور وہ سب فراسکو ہیڈ کوارٹر کے ساتھ تباہ ہو گئے تھے۔ صرف ایک ہی ریڈ اسپیس شپ بچا تھا جسے عمران اور اس کے ساتھی اپنے ساتھ ارتھ پر لے آئے تھے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''ہونہہ۔ سنگ ہی تم سے ملا تھا اس کے بارے میں تم نے پہلے تو مجھے کچھ نہیں بتایا تھا''...... کرنل راچوف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ سی آر ایجنسی سے پہلے کی بات ہے چیف۔ اس وقت میں کے جی بی کے لئے کام کرتا تھا۔ جب روسیاہ کی ریاستیں علیحدہ ہوئی

تھیں تب کے جی بی کے بھی ٹکڑے ہو گئے تھے اور کے جی بی کے
کئی ایجنٹ مجھ سمیت روسیاہ کی مختلف ایجنسیوں میں ضم ہو گئے تھے
اور میں آپ کے ساتھ منسلک ہو گیا تھا''...... کرنل کارف نے کہا۔
''ہونہہ۔ جو بھی ہے۔ میری ایجنسی جوائن کرتے ہی تمہیں مجھے
یہ سب پہلے ہی بتا دینا چاہئے تھا۔ بہرحال اب جب یہ کنفرم ہو گیا
ہے کہ ریڈ اسپیس شپ پاکیشیا سے آیا ہے اور اس میں عمران اور
اس کے ساتھی موجود ہیں تو پھر ہمیں فوراً الرٹ ہونا پڑے گا۔
مسافر بردار طیارہ جزیرہ ووسٹ پر گر کر تباہ ہوا ہے اور ریڈ اسپیس
شپ کو بھی اسی جزیرے کے قریب دیکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب
ہے کہ عمران کو اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ پروفیسر تافندی کا
فارمولا اسی طیارے کے بلیک باکس میں فیڈ ہے۔ وہ اسی فارمولے
کے حصول کے لئے یہاں آیا ہو گا''...... کرنل راچوف نے کہا۔
''یس چیف۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ عمران اس فیڈ
شدہ فارمولے سے کیا فائدہ اٹھا سکے گا۔ وہ اس فارمولے کو ڈی کوڈ
کیسے کرے گا جبکہ اس فارمولے کا ڈی کوڈ، کوڈ کلاک تھا جو ضائع
ہو چکا ہے اور کوڈ بنانے والی لڑکی بھی ہلاک ہو چکی ہے''...... کرنل
کارف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''عمران بے حد کائیاں انسان ہے کرنل کارف۔ یہ بھی تو ممکن
ہے کہ اسے اس بات کی خبر مل چکی ہو کہ پروفیسر تافندی اور اس کا
بیٹا ہماری قید میں ہیں اور وہ فارمولے کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو

یہاں سے آزاد کرانے کے لئے آ گیا ہو۔ رہی بات کوڈ کی
عمران جیسے انسان کے لئے کسی بھی کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا اس قدر
نہیں ہو سکتا وہ جلد یا بدیر خود ہی کوئی نہ کوئی کِی بنا لے گا۔ وہ
ں وان ہے اور اسے اور کچھ نہیں تو یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہو گا
یک باکس میں فیڈ شدہ فارمولا کس کوڈ میں ہے اور میرے
میں اس کے لئے کوڈ کلاک کو ڈی کوڈ کرنا مشکل ثابت نہیں
اسی لئے وہ فوری طور پر فارمولا حاصل کرنے کے لئے یہاں
گیا ہے''...... کرنل راچوف نے کہا۔
''تب تو ہمیں جلد سے جلد تباہ ہونے والے چاچن طیارے کا
باکس حاصل کرنا ہو گا۔ اگر عمران اس تک پہنچ گیا تو ہم اس
ی فارمولے سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھیں''...... کرنل
ف نے کہا۔
''ہاں۔ تم مزید فورس لے کر جزیرہ ووسٹ پر چلے جاؤ اور بلیک
ں کی تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ جزیرہ ووسٹ کی سیکورٹی انتہائی
د کر دو۔ عمران اور اس کے ساتھی بلیک باکس کی تلاش میں یقینی
پر جزیرہ ووسٹ آئیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جزیرہ ووسٹ
، وہ کسی بھی حال میں زندہ واپس نہ جائیں۔ تم جزیرہ ووسٹ پر
ان کے مدفن بنا دو۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا
یڈٹ سی آر ایجنسی کو ہی ملنا چاہئے۔ وہ سب ہلاک ہوں گے تو
کے قبضے میں موجود ریڈ اسپیس شپ بھی ہمیں مل جائے گا اور

ہم اس ریڈ اسپیس شپ سے بے پناہ فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔
ایک بار وہ اسپیس شپ ہمیں مل گیا تو ہم اس جیسے سینکڑوں اسپیس
شپ بنا لیں گے جو ہمارے لئے اور ہمارے ملک کے دفاع کے
لئے انتہائی کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایئر کرافٹس کی جگہ ہمارا
ایئر سروس میں اسپیس شپ لے لیں گے تو ہماری فضائی طاقت میں
ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا اور ہم فضائی طاقت میں ایکریمیا
بھی مات دے دیں گے"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں ابھی جزیرہ دوسٹ کی طرف روانہ ہو رہا
ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی وہاں آئے تو اس بار ان کا مجھ سے
ٹکراؤ ہو گا اور مجھ سے ٹکراؤ ہونے کی صورت میں انہیں میرے
ہاتھوں موت ہی ملے گی صرف موت"...... کرنل کارف نے انتہائی
مضبوط لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی
بھی صورت میں روسیاہ سے زندہ واپس نہیں جانا چاہئے"...... کرنل
راچوف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ عمران اور اس کے
ساتھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ ویسے بھی مجھے ان
سے بہت سے پرانے حساب چکانے ہیں۔ اب وہ موقع آ گیا ہے
کہ ان سے تمام حساب بے باق کر لئے جائیں۔ میں ان کے لئے
سائبیریا کے تمام راستوں پر موت کے ایسے جال پھیلا دوں گا کہ وہ

سوائے پھڑپھڑانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکیں گے"...... کرنل
کارف نے عزم بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری کامیابی میری اور سی آر ایجنسی کی کامیابی ہو گی کرنل
کارف۔ مجھ سے رابطے میں رہنا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے
لئے تمہیں میری جب بھی اور جس چیز کی بھی ضرورت ہو گی میں خود
تمہیں مہیا کروں گا"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"یس چیف۔ تھینک یو چیف۔ میرا خیال ہے کہ اب مجھے چلنا
چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں باتیں کرتے رہ جائیں اور عمران اور
اس کے ساتھی جزیرہ دوسٹ پہنچ جائیں۔ میں انہیں جزیرہ دوسٹ
پر پہنچنے سے پہلے ختم کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل کارف نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"آپ ہفلے کو ہدایات دے دیں کہ وہ میرے تمام احکامات کی
پابندی کرے اور مجھے اس کی مدد کی جب بھی ضرورت ہو وہ ہر
وقت مجھے دستیاب ہو سکے"...... کرنل کارف نے کہا۔

"او کے۔ میں کہہ دیتا ہوں اس سے"...... کرنل راچوف نے کہا
اور کرنل کارف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کرنل راچوف سے
اجازت لی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے عزم کے
ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

برف کی پرت تڑاکے سے ٹوٹ گئی تھی جس کے نتیجے میں وہ سب سرد اور تیز رفتار سمندری پانی میں جا گرے تھے۔ پانی میں گرتے ہی عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم سرد پانی میں گرتے ہی سن ہو گیا ہو برف کے ٹکڑوں کے ساتھ وہ یکلخت پانی کی گہرائی میں چلا گیا تھا لیکن اس نے اپنے حواس بحال رکھے اور پانی میں گرتے ہی اس نے فوراً اپنا سانس روک لیا تھا۔

پانی کے تیز بہاؤ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو برف کے نیچے آگے دھکیل دیا تھا لیکن یہ ان کی خوش قسمتی ہی تھی کہ جوزف نے جو آنکڑہ پھینکا تھا وہ سیدھا چٹان پر گرا تھا اور یہ سب جیسے ہی پانی میں گرے اور پانی کے ساتھ آگے بڑھے آنکڑہ تیزی سے برف کی چٹان سے گھسٹتا ہوا آیا اور چٹان کے ایک حصے میں پھنس

گیا۔ رسی ان سب نے مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی۔ چونکہ آنکڑہ چٹان میں پھنس چکا تھا اس لئے جیسے ہی رسی تنی انہیں زور دار جھٹکا لگا اور وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے جانے سے رک گئے البتہ وہ برف کی ٹوٹی ہوئی پرت سے آگے موجود برف کی دوسری پرت کے نیچے چلے گئے تھے اور سرد پانی میں بری طرح سے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ پانی کا زور دار دباؤ انہیں مسلسل آگے دھکیلنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن انہوں نے رسی مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی اور چونکہ رسی کا آخری سرا عمران کے ہاتھ میں تھا اس لئے وہ پانی میں گر کر جھٹکے سے سب سے آگے چلا گیا تھا۔ اب وہ سب ایک قطار کی شکل میں برف کے نیچے تھے۔

جوزف نے چونکہ آنکڑہ پھینکا تھا اور رسی کا دوسرا حصہ اس کے ہاتھ میں تھا اس لئے وہ ان سب سے آگے تھا۔ اس نے رسی دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی تھی۔ رسی جس طرح سے تنی ہوئی تھی اس سے جوزف کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آنکڑہ کسی مضبوط جگہ پر پھنس گیا ہے۔ اس لئے اس نے وقت ضائع کئے بغیر رسی کی مدد سے خود کو پانی کے مخالف سمت پر کھینچنا شروع کر دیا۔ خود کو تیز رفتار پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں کھینچتے ہوئے اسے شدید مشکل تو پیش آ رہی تھی لیکن اس کے ساتھ کئی زندگیاں بندھی ہوئی تھیں اس لئے وہ سانس روکے اپنی پوری طاقت صرف کر رہا تھا اور پھر ہمت کر کے وہ برف کی پرت کے نیچے سے نکل آیا۔ برف کی پرت کے نیچے

سے نکلتے ہی وہ رسی کھینچتا ہوا برف کی مضبوط پرت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کام میں رسی اس کی بھرپور معاون ثابت ہو رہی تھی۔ رسی پکڑتا ہوا وہ پانی سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کا جسم سرد پانی میں رہنے کی وجہ سے سن ہو رہا تھا لیکن اس وقت اسے خود سے زیادہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی فکر تھی۔ پانی سے نکلتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور رسی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے مضبوط برف کی پرت دیکھ کر اپنے دونوں پیر ایک جگہ جمائے اور رسی دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے پوری قوت سے باہر کھینچنے لگا۔

ایک تو رسی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں تھی اور وہ سب تیز بہاؤ والے پانی کے ساتھ برف کی پرت کے نیچے تھے اس لئے جوزف کو رسی کھینچتے ہوئے داتنوں پسینہ آ رہا تھا لیکن وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس نے برف کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے جوانا کو ابھرتے دیکھا۔ جوانا بھی ہوش میں تھا۔ رسی کھنچتے دیکھ کر اس نے بھی رسی کے ساتھ زور لگا کر اس طرف آنا شروع کر دیا تھا۔

جوانا کو پانی سے نکلتے دیکھ کر جوزف کے چہرے پر جوش آ گیا اس نے اور زیادہ طاقت لگا کر جوانا کو اوپر کھینچ لیا۔ کچھ ہی دیر میں جوانا پانی سے نکل کر برف کی پرت پر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

''اٹھو جوانا۔ جلدی اٹھو۔ یہ آرام کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ابھی

باس اور اس کے سارے ساتھی سرد پانی کے نیچے ہیں۔ میرے ساتھ رسی پکڑ کر زور لگاؤ۔ ہمیں ان سب کو پانی سے باہر لانا ہے۔ اٹھو جلدی''...... جوزف نے چیخ کر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو جوانا کے جسم میں جیسے جوش اور گرمی کی لہریں سی سرایت کرتی چلی گئیں۔ وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سردی کی وجہ سے اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا لیکن وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے جوزف کے ساتھ مل کر رسی کو پوری قوت سے کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے ایک اور ساتھی کا سر پانی سے باہر آ گیا۔ یہ صدیقی تھا۔ جیسے ہی صدیقی کا سر پانی سے باہر آیا جوانا تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس نے صدیقی کی گردن کے قریب اس کی قمیض کا کالر پکڑا اور اسے پوری قوت سے پانی سے کھینچ کر باہر نکال لیا۔ صدیقی پانی سے باہر آ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

جوانا نے اسے چھوڑ کر ایک بار پھر رسی پکڑی اور جوزف کے ساتھ پھر زور لگانا شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی ایک اور سر پانی سے باہر آیا جوانا نے آگے بڑھ کر اسے بھی صدیقی کی طرح اس کے قمیض کے کالر سے پکڑ کر پانی سے باہر کھینچ لیا۔ یہ چوہان تھا۔ اس کے بعد خاور پھر نعمانی بھی پانی سے باہر آ گئے۔ ان سب کے بعد صالحہ، تنویر، کیپٹن شکیل، صفدر اور جولیا بھی پانی سے باہر آ گئے۔ ان سب نے پانی میں گرنے اور پانی کے شدید دباؤ کے باوجود اپنے حواس برقرار رکھے تھے اور پانی میں ہونے کے باوجود رسی نہیں

چھوڑی تھی جس کی وجہ سے جوزف اور جوانا انہیں پانی سے کھینچ نکالنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ رسی اب بھی پانی میں تھی اور اب عمران رہ گیا تھا جس نے رسی کا آخری سرا پکڑا ہوا تھا۔ رسی ابھی تک تنی ہوئی تھی جس کا مطلب تھا کہ عمران بھی ہوش میں ہے اور رسی کا سرا اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے جوزف اور جوانا اپنی پوری طاقت لگا رہے تھے۔ پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ عمران کو بھی پانی سے کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے گو واٹر پروف لباس پہن رکھے تھے لیکن وہ چند منٹ جس طرح انتہائی سرد پانی میں رہے تھے اس سے ان کی حالت انتہائی غیر ہو گئی تھی۔ ان سب سے بہتر حالت جوزف اور جوانا کی تھی جنہوں نے سرد ہوتے ہوئے جسم کے باوجود شدید محنت کر کے اور زور لگا کر ان سب کو تیز پانی کے بہاؤ سے باہر نکالا تھا۔ اس طرح ان کی ورزش ہو گئی تھی اور ان کے جسم گرم ہو گئے تھے۔ شدید سردی سے باقی سب کا برا حال ہو رہا تھا۔

”اس طرح پڑے رہو گے تو سب کے سب ہائپوتھرمیا کے شکار ہو جاؤ گے۔ اٹھو اور اٹھ کر اپنے جسم وارم اپ کرو تا کہ تمہارے جسم گرم ہو جائیں۔ اٹھو۔ ہمت کرو سب“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی تھرتھراتے ہوئے اٹھنے کی ناکام کوشش کرنے لگے۔ عمران نے اٹھ کر پہلے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو حرکت دی پھر اس نے وہیں اٹھک بیٹھک کرنا شروع کر دی۔ شروع شروع

میں ایسا کرنے سے اسے دقت تو ہوئی تھی لیکن جیسے جیسے وہ اٹھک بیٹھک کرتا جا رہا تھا اس کے جسم میں گرمی کی لہریں سی سرایت کرتی جا رہی تھیں۔ اس کے ساتھیوں نے بھی ہمت کی اور اٹھ کر اپنے جسم وارم اپ کرنا شروع ہو گئے۔

کچھ ہی دیر میں ان کے سردی سے نیلے ہوتے ہوئے چہرے بحال ہونا شروع ہو گئے۔

”خدا کی پناہ۔ اگر تم نے بروقت ہمیں رسی نہ تھما دی ہوتی اور جوزف اور جوانا پانی سے باہر آ کر ہمیں باہر نہ کھینچ لیتے تو ہمارا کیا حشر ہوتا“...... جولیا نے خوف سے ایک زوردار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

”ہونا کیا تھا۔ ہم سب کی سرد لاشیں اس وقت برف کے نیچے سمندر کی گہرائیوں میں تیر رہی ہوتیں اور کیا ہونا تھا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہاں سمندر کی رفتار اس قدر تیز کیوں ہے۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ ہم اس وقت منجمد سمندر پر موجود ہیں مگر برف کے نیچے اس قدر تیز رفتار پانی کہاں سے آ گیا۔ اگر برف کی تہوں کے نیچے پانی اس قدر تیزی سے بہہ رہا ہے تو پھر وہ بھنور کیسے گہرائی تک جما ہوا تھا جس میں آپ نے ریڈ اسپیس شپ چھپایا ہے“...... صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہاں سارے کا سارا سمندر جما ہوا نہیں ہے۔ سمندر کے نیچے

بہت سے ایسے راستے اور نہریں قدرتی طور پر بنی ہوئی ہیں جہاں کہیں تو انتہائی گہرائی تک پانی ٹھوس برف کی طرف جما ہوا ہے اور کہیں اتار چڑھاؤ ہونے کی وجہ سے نہری شکل میں پانی بہتا رہتا ہے۔ ہم جس راستے پر سفر کر رہے ہیں یہ نشیبی حصہ ہے اسی لئے یہاں موجود سمندری نہر کے پانی کا بہاؤ تیز ہے اسے انڈر سی کینال کہا جاتا ہے''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ شاید پانی کے اسی تیز بہاؤ کی وجہ سے اوپر موجود برف کی پرت اتنی کمزور تھی جو ہمارے دباؤ سے ٹوٹ گئی تھی''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ہمیں چاہئے تھا کہ ہم سب پہلے سے ہی ایک لائن میں اور ایک رسی کو پکڑتے ہوئے آگے بڑھتے۔ ابھی ہمارے راستوں میں ایسی بہت سی مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ جزیرہ دوسٹ تو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہاں بڑے بڑے گڑھے۔ دراڑیں اور ایسی بے شمار کھائیاں موجود ہیں جو اوپر سے برف کی چھت سے ڈھکی ہوئیں ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی کا غلطی سے ان پر پاؤں پڑ گیا تو ہم نجانے کتنی گہرائی میں جا گریں گے''......عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں پہلے سے ہی فول پروف پلاننگ کرنی ہو گی اور طویل رسی سے خود کو باندھے رکھنا ہوگا تاکہ آگے جانے والا اگر کسی کھائی یا دراڑ میں گرے تو ہم پیچھے سے اسے سنبھال

ہاں''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایسا ہی کرنا ہوگا۔ ابھی تو سردی کی وجہ سے میری جان ہی نکلی رہی ہے''......عمران نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تھوڑی اور ورزش کر لیں۔ جسم میں گرمی ہو گی تو جان میں جان آ جائے گی۔ یہاں کوئی ایسی جگہ تو ہے نہیں جہاں ہم آگ جلا کر اپنے جسم گرم کر سکیں۔ یہ تو شکر ہے کہ ہم نے واٹر پروف لباس پہن رکھے ہیں اگر ہمارے لباس گیلے ہو جاتے تو شاید ہی ہم میں سے کوئی اس طرح اٹھ پاتا''......صدیقی نے کہا۔

''ورزش کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ رات ہو رہی ہے اور اب سرد ہواؤں کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جیسے جیسے ہوائیں تیز چلیں گے سردی میں اور زیادہ اضافہ ہوتا جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر ہمیں ان سر ہواؤں سے بچنے کا کوئی انتظام کرنا چاہئے''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم نے جو لباس پہن رکھے ہیں یہی ہمیں ان ہواؤں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور ہم اس سرد جہنم میں کر بھی کیا سکتے ہیں''......صالحہ نے کہا۔

''برفانی علاقوں میں سردی کا احساس سرد ہواؤں کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگر ہمیں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں ہوا کا گزر نہ ہوتا ہو تو ہم ایک رات اس برفانی علاقے میں آسانی سے گزار سکتے

ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن ہمیں یہاں ایسی کون سی جگہ ملے گی جہاں ہواؤں کا گزر نہ ہوتا ہو۔ یہاں تو ہر طرف برف ہی برف ہے یا گلیشیر اور گلیشیئر سے بنی ہوئی چٹانیں۔ ان گلیشیرز اور چٹانوں میں تو شاید ہی ہمیں کوئی جائے پناہ مل سکے''...... جولیا نے کہا۔

''اگر ہم ٹھوس برف کو کھود کر برف کی قبریں بنا لیں اور اوپر برف کے بلاکس لگا دیں تو قبروں میں ہم ان سرد ہواؤں سے محفوظ رہ سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگے۔

''برف کی قبریں۔ کیا مطلب۔ برف کی قبروں میں ہم بھلا کیسے زندہ رہ سکتے ہیں''...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بتا رہا ہوں نا کہ سردی کا احساس سرد ہواؤں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ برف ٹھوس حالت میں ہو اور اس میں گڑھا بنا کر اگر اسے چاروں طرف سے بند کر دیا جائے تو اس سے اندر قدرتی انسولیشن پیدا کیا جا سکتا ہے جب اس گڑھے میں ہوائیں داخل نہیں ہوں گی تو ہم سردی سے خاصی حد تک محفوظ رہ سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو گڑھے بنانے کا کہو نا تم تو قبروں کا نام لے کر ڈرا رہے ہو۔ پہلے ہی ہم موت کے منہ سے بمشکل نکلے ہیں اور تم ہمیں جیتے جی قبروں میں جانے کا کہہ رہے ہو اور وہ بھی برف کی قبروں

میں''...... عمران نے کہا تو وہ سب نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیئے۔

''قبریں بھی گڑھے بنا کر بنائی جاتی ہیں۔ انہیں گڑھا کہا جائے یا قبر کیا فرق پڑتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔ مجھے تو قبر کے نام سے ہی خوف آنا شروع ہو جاتا ہے۔ دیکھ لو۔ تم نے قبروں کا نام لیا ہے تو مجھے اس قدر سردی میں بھی پسینہ آنا شروع ہو گیا ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چلیں۔ اسی بہانے آپ کے جسم کو گرمی تو ملی''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہائے کاش۔ کہ اس کولڈ ایڈونچر میں سلیمان ہمارے ساتھ ہوتا''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''وہ ہوتا تو کیا کر لیتا۔ اچھا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا ہے ورنہ وہ بھی ہماری طرح یہاں اکڑ جاتا''...... چوہان نے کہا۔

''وہ ہوتا تو ہمیں چائے تو بنا دیتا۔ اس سردی میں اگر چائے مل جائے تو وہ سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے۔ جسم سے سردی کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے اور جسم کو جو توانائی ملتی ہے وہ الگ''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''پھر تو چائے بنانے کے لئے اسے چولہا، دودھ پتی اور چینی بھی ساتھ لانی پڑتی''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو کیا فرق پڑتا۔ ہم اس سے دوسرا کوئی بوجھ اٹھوانے کی

بجائے دودھ، پتی اور چینی کا ہی بوجھ اٹھوا لیتے جو ہمارے کاندھوں پر لدے ہوئے بوجھ سے تو کم ہوتا''......عمران نے کہا۔

''باس۔ میرے پاس فلاسک ہے جس میں کافی موجود ہے۔ اگر کہیں تو میں کافی پلا دوں آپ کو''......اچانک جوزف نے کہا تو وہ سب چونک پڑے جبکہ جوزف کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا تھا۔

''کک۔ کک۔ کافی۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تم کافی ساتھ لائے ہو''......عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا جیسے اسے جوزف کی بات سن کر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ کافی ساتھ لا سکتا ہے۔

''یس باس۔ جب آپ رانا ہاؤس میں سامان لینے آئے تھے اور آپ نے بتایا تھا کہ ہم سائبیریا کے سرد علاقوں میں جا رہے ہیں تو میں نے ایک فلاسک میں بہت ساری کافی بنا کر ساتھ رکھ لی تھی تاکہ آپ کو سردی میں پلا سکوں''......جوزف نے کہا اور عمران اچھلا اور تقریباً اُڑتا ہوا جوزف کے پاس پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے وہ جوزف سے لپٹ کر یوں اس کا منہ چوم رہا تھا جیسے ماں اپنے بچے کی کسی بات پر خوش ہو کر اسے گلے لگا کر چومتی ہے۔

''تم گریٹ ہو جوزف۔ تم گریٹ ہو۔ تم میں اور میری ماں میں کوئی فرق نہیں ہے جو اپنی اولاد کی ضرورت کا ہر خیال رکھتی ہے۔ اگر تم کالے کلوٹے اور مرد نہ ہوتے تو میں تمہیں سب کے سامنے ماں ماں کہنا شروع کر دیتا''......عمران نے احمقانہ لہجے میں

کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے اپنے کاندھے سے بیگ اتارا اور اس میں سے واقعی ایک بڑا فلاسک نکال لیا۔ وہ فلاسک کے ساتھ چند مگ بھی لایا تھا۔ اس نے فلاسک کھول کر مگوں میں کافی ڈالی تو ان سب کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ چار مگ تھے جبکہ ان سب کی تعداد بارہ تھی۔ جوزف نے کافی کا ایک مگ عمران، ایک جولیا، ایک صفدر اور ایک تنویر کو دے دیا۔ کافی پیتے ہوئے ان کے جسموں میں جیسے واقعی نئی زندگی کی لہریں سی بھرتی چلی گئیں۔ جب ان چاروں نے کافی پی لی تو جوزف نے کیپٹن شکیل، صالحہ، صدیقی اور چوہان کے مگ بھر دیئے۔

''جیتے رہو جوزف میاں، اس سرد جہنم میں تم نے ہمیں کافی پلا کر واقعی ہمیں نئی زندگی دی ہے۔ میں تمہیں دل کی گہرائیوں سے دعا دیتا ہوں کہ دودھو نہاؤ اور پوتوں پھلو''......عمران نے کہا تو وہ سب ہنسنا شروع ہو گئے۔

''واقعی جوزف نے ہمیں کافی پلا کر ہمارے جسموں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی ہے۔ اس وقت ہمیں واقعی کافی کی سخت طلب محسوس ہو رہی تھی۔ تھینک یو جوزف۔ تھینک یو ویری مچ''۔ جولیا نے کہا۔

''ارے ارے۔ جوزف کو تھینکس کیوں کر رہی ہو۔ تھینکس کہنا ہے تو مجھے کہو۔ یہ میرا ساتھی ہے اور یہ کافی رانا ہاؤس سے میرے خرچے پر بنا کر لایا ہے۔ رانا ہاؤس کا سارا خرچہ میں اٹھاتا

ہوں''......عمران نے کہا۔

''تم منہ دھو رکھو اپنا۔ نیکی کا کام جوزف نے کیا ہے اس لئے میں اس کو ہی تھینکس کہوں گی تمہیں نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''لو منہ دھونے کا کہہ رہی ہو۔ ابھی ہم سب جو سرد پانی سے نہا کر نکلے ہیں وہ کافی نہیں ہے کیا''......عمران نے بھولے پن سے کہا تو وہ سب ہنسنا شروع ہو گئے۔

''ہم سب نے کافی پی لی ہے اور اب ہم فریش بھی ہو گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''رات کے وقت مزید سفر کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں رات کسی محفوظ مقام پر ہی گزارنی چاہئے۔ دن نکلتے ہی ہم ووسٹ جزیرے پر چلے جائیں گے اور دن کی روشنی میں تباہ شدہ چاچن طیارے کے ملبے سے بلیک باکس تلاش کریں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہاں تاریکی میں اضافہ ہو جائے گا اور تاریکی میں کسی بھی بلیک چیز کو تلاش کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ مجھے تو جوزف اور جوانا کی بھی فکر ہو رہی ہے۔ یہ دونوں بھی سیاہ فام ہیں۔ رات کی تاریکی میں یہ دونوں ادھر ادھر ہو گئے تو ہم انہیں کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔ اس لئے یا تو ان کے سروں پر سرچ لائٹیں لگا دی جائیں تاکہ یہ جہاں جائیں ہمیں نظر آتے رہیں یا پھر ہمیں تمہاری ہی

ئی ہوئی ترکیب پر ہی عمل کر لینا چاہئے''......عمران نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے رات برف کے گڑھوں میں گزاری ئے''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اب زیادہ برد باری کا مظاہرہ نہ کرو۔ تم گڑھوں کی بجائے ریں بھی کہہ سکتے ہو''......عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل کے ساتھ سب بھی ہنس پڑے۔

''تو پھر آگے جا کر ہم بڑا سا گڑھا کھود لیتے ہیں اور اس کے رد برف جمع کر دیتے ہیں تاکہ ہوا اندر داخل نہ ہو۔ اگر ہم سب یک ساتھ رہیں گے تو ہمیں ایک دوسرے کے جسموں سے گرمی بھی ملتی رہے گی جس کی وجہ سے ہم رات زیادہ سکون اور اطمینان سے گزار لیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مشترکہ قبر میں واقعی سب کا ساتھ ہو گا تو سردی تو کیا ہمیں کسی منکر اور نکیر کا خوف بھی محسوس نہیں ہو گا۔ اگر ہم سے سوال و جواب کرنے کے لئے منکر اور نکیر آئے تو ہم سب مل جل کر ان کے سوالوں کے جواب درست دے دیں گے''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک مرتبہ پھر ہنس پڑے۔

وہ سب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس چٹان کی طرف گئے جس پر اب تک جوزف کا پھینکا ہوا آنکڑہ پھنسا ہوا تھا۔ جوزف نے آگے جا کر برف کی چٹان سے آنکڑہ نکالا اور رسی سمیٹنا شروع ہو گیا۔ وہ سب اس برفانی چٹان کے عقب میں پہنچے تو انہیں دوسری

طرف چٹانیں اور گلیشیروں کی بے شمار قطاریں دکھائی دیں۔ یوں لگا
تھا جیسے وہاں ہر طرف برف کے بنے ہوئے پہاڑ ہی پہاڑ ہوں۔
ان پہاڑوں جیسے گلیشیروں کے دائیں بائیں بے شمار راستے بنے
ہوئے تھے جہاں برف کی دبیز تہیں بچھی ہوئی تھیں۔

''واقعی آگے جانا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ان
راستوں میں نجانے کہاں گڑھے اور کہاں کھائیاں ہوں رات کے
وقت کچھ پتہ نہیں چلے گا۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ہم رات کسی جگہ
رک کر آرام ہی کر لیں''...... صالحہ نے ہر طرف موجود گلیشیرز دیکھتے
ہوئے کہا۔

''زمین کھودنے کے لئے تو ہمیں یہاں کوئی جگہ دکھائی نہیں
دے رہی ہے۔ کیوں نہ ہم کسی گلیشیر کو توڑ کر اس کے اندر جانے کا
کوئی راستہ بنا لیں۔ بڑے گلیشیر میں اگر ہم جگہ بنانے میں کامیاب
ہو گئے تو رات کو تیز چلنے والی سرد ہواؤں کے ساتھ ساتھ یہاں
آنے والے طوفانوں سے بھی ہم بچ جائیں گے۔ میں نے سنا ہے
کہ ان علاقوں میں رات کے وقت عموماً طوفان آتے ہیں جو بے
حد تیز اور خطرناک ہوتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''چلو۔ کوشش کر دیکھتے ہیں۔ سب اپنے بیگوں سے آئس ایکس
نکال لو اور بڑے گلیشیر کو ایک جگہ سے توڑنا شروع کر دو''...... عمران
نے کہا اور اس نے بھی کاندھے سے بیگ اتارا اور بیگ کھول کر
اس نے اس میں سے ایک کلہاڑا نکال لیا۔ اس کلہاڑے کے ایک

حصے پر تیز دھار پھل تھا جبکہ دوسرا حصہ نوکیلا تھا۔ اسی لئے اسے
آئس ایکس کہا جاتا تھا۔ برف پوش پہاڑوں پر چڑھنے والے کوہ پیما
عموماً انہی آئس ایکس کا استعمال کرتے تھے جو دونوں ہاتھوں میں
آئس ایکس لے کر ان کی نوکیں برف پر مار کر انہیں برف میں
پھنساتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔

عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ وہ سائبیریا کے برف پوش علاقوں
میں جا رہا ہے اس لئے وہ برفانی علاقوں میں استعمال ہونے والی
اور خاص طور پر جان بچانے والی بہت سی اشیاء اپنے ساتھ لے آیا
تھا جو جوزف اور جوانا کے بھاری بیگوں میں موجود تھیں۔

ان سب نے ایک بڑا گلیشیر منتخب کیا اور اسے ایک حصے سے
توڑنا شروع کر دیا۔ جوں جوں رات کے سائے بڑھتے جا رہے
تھے سرد ہواؤں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ وہ رکے بغیر مسلسل
گلیشیر توڑ کر اس میں ایک سوراخ سا بناتے جا رہے تھے۔ باہر سے
انہوں نے سوراخ کا منہ قدرے چھوٹا رکھا تھا لیکن اندر سے وہ
سوراخ چوڑا اور کھلا کرتے جا رہے تھے تاکہ وہ ایک ساتھ اس گلیشیر
کے اندر رہ سکیں۔ چونکہ وہ سب مسلسل ہاتھ پاؤں چلا رہے تھے
اس لئے انہیں سردی ہونے کا بہت کم احساس ہو رہا تھا۔ سردی
سے بچنے کے لئے اگر مسلسل ہاتھ پاؤں چلائے جائیں تو اس سے
جسم میں خون کی روانی برقرار رہتی ہے جو انسانی جسم کو مطلوبہ
گرماہٹ فراہم کرنے کا باعث بنتی ہے اور انسان سردی کی شدت

سے ہائپوتھرمیا کا شکار ہونے سے بچا رہتا ہے۔

جیسے جیسے گلیشیر کا سوراخ اندر سے چوڑا ہو رہا تھا وہ سب ایک ایک کر کے اندر آ گئے تھے اور انہوں نے آئس ایکس سے گلیشیر کے اندر اپنے لئے کھلی جگہ بنانی شروع کر دی۔ کچھ ہی دیر میں گلیشیر کے اندر ان کے لئے ایک کھلا گول کمرہ سا بن گیا جس میں وہ سب آسانی سے سما سکتے تھے۔

وہ سب اپنے بیگوں پر بیٹھ گئے۔ سب کے سب آپس میں جڑ گئے تھے تاکہ ایک دوسرے کے لباسوں کی گرماہٹ انہیں ملتی رہے اور وہ رات سکون سے اس برفانی تودے میں گزار سکیں۔

رات ہوتے ہی وہاں ہواؤں کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ تیز ہوا کے شور سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہاں خوفناک طوفان آ رہا ہو۔ تیز ہوا وہاں موجود گلیشیروں سے ٹکراتے ہوئے شور مچا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں بہت سے بھوت ہوں جو گلیشیروں سے ٹکراتے ہوئے چیخ و پکار کر رہے ہوں۔ وہ سب گلیشیر کے اندر دبکے بیٹھے تھے۔

رات بھر وہ اسی گلیشیر میں رہے۔ دن نکلتے ہی ان سب نے گلیشیر سے نکل کر اپنے جسموں کو وارم اپ کیا اور جوزف کے فلاسک سے ایک مرتبہ پھر کافی پی۔ جوزف اپنے ساتھ خشک میوے بھی لایا تھا جن کا انہوں نے ناشتہ کیا اور عمران جوزف کی عقلمندی پر اسے بڑے بوڑھوں کی طرح دعائیں دینا شروع ہو گیا۔ رات بھر

تیز طوفان رہا تھا۔ شدید برف باری بھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہاں پھیلی ہوئی برف کی سفید چادر اور زیادہ دبیز ہو گئی تھی۔

''اب خاصا دن نکل آیا ہے۔ اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''ضرور ملکہ عالیہ۔ آپ کے حکم کی تعمیل نہیں ہو گی تو کس کی ہو گی''...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

عمران نے ایک گلیشیر پر چڑھ کر دور تک نگاہ دوڑائی اور پھر نیچے آ گیا۔

''کیا نظر آیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''سوائے برف کے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ کہو تو آنکھوں پر چشمہ لگا لوں۔ ہو سکتا ہے کہ برف میں کوئی اسکیمو نکاح خواں ہی نظر آ جائے۔ کیا اسکیمو مسلمان ہوتے ہیں''...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چلو اب''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اشارہ کیا تو انہوں نے اپنے بیگ کھولنے شروع کر دیئے۔ ان کے بیگوں میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو فٹ کے اسکیٹرز تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے بیگوں سے چند راڈز نکال لئے جنہیں انہوں نے ائریل کی طرح کھول کر اسکیٹنگ سٹکس بنا لیں۔

''یہ اسکیٹرز اپنے جوتوں کے نیچے فکس کر لو۔ ہم آگے کا سفر

اسکیٹنگ کرتے ہوئے کریں گے''...... عمران نے کہا تو انہوں نے اپنے جوتوں کے نیچے اسکیٹرز باندھنا شروع کر دیئے۔ جوزف اور جوانا نے انہیں دو دو اسکیٹنگ سٹکس دے دیں۔ ان کے سہارے وہ ایک جگہ کھڑے بھی رہ سکتے تھے اور ان کی مدد سے اسکیٹرز پر پھسلتے ہوئے آگے بھی بڑھ سکتے تھے۔

عمران نے جوزف سے وہ رسی لی جس سے آنکڑہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے رسی سے آنکڑہ الگ کیا اور اپنے بیگ میں ڈال لیا۔ پھر اس نے جوانا سے کہا کہ وہ اپنے بیگ سے رسی کا ایک اور بنڈل نکال کر اسے دے دے۔ جوانا نے اسے رسی کا ایک اور بنڈل دیا تو عمران ان دونوں رسیوں کو ایک ساتھ جوڑنے لگا۔ ساری رسی جوڑ کر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا کر انہیں اپنے جسم سے دائرے کی شکل میں لپیٹنے کے لئے کہا۔

''میں سب سے آگے رہوں گا۔ میرے پیچھے جوزف اور جوانا اور باقی سب ان کے پیچھے رہیں گے۔ ہم ایک قطار کی شکل میں آگے جائیں گے تاکہ آگے آنے والے مصائب سے ایک دوسرے کو بچا سکیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران سب سے آگے آ گیا۔ اس کے پیچھے جوزف پھر جوانا اور جوانا کے پیچھے جولیا آ گئی۔ جولیا کے پیچھے صالحہ آ گئی تھی اور اس کے بعد صفدر اور باقی سب قطار کی شکل میں ایک دوسرے کے پیچھے

کھڑے ہو گئے۔ عمران نے ان سب کو رسی سے اس طرح سے باندھا تھا کہ سب ایک دوسرے سے کم از کم دس دس فٹ کے فاصلے پر تھے۔ پھر عمران نے اسٹک کو حرکت دی تو اس کے پیروں میں لگے اسکیٹرز حرکت میں آ گئے اور وہ برف پر پھسلتا چلا گیا۔ جوزف، جوانا اور باقی سب نے بھی اسکیٹرز کی مدد سے برف پر پھسلانا شروع کر دیا۔

عمران انہیں گلیشیروں کے درمیان سے گزارتا ہوا لے جا رہا تھا۔ گلیشیروں کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر ان کے دائیں بائیں راستے بنے ہوئے تھے جو دائیں بھی مڑ رہے تھے اور بائیں بھی۔ عمران انہیں لئے کبھی دائیں مڑ جاتا اور کبھی بائیں۔ گلیشیروں کے درمیان ان کا یہ سفر دو گھنٹوں تک جاری رہا پھر ان کے سامنے ایک ڈھلانی علاقہ آ گیا۔ وہاں گلیشیروں کی تعداد کم تھی لیکن ڈھلان کافی نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سب ڈھلان کے پاس پہنچ کر رک گئے۔

''اب ہمیں ایک دوسرے سے الگ ہونا ہو گا۔ ہم ایک ساتھ اسکیٹنگ کرتے ہوئے نیچے نہیں جا سکیں گے کیونکہ اس ڈھلان پر ہماری رفتار بے حد تیز ہو گی جس کی وجہ سے ہم سب ایک دوسرے کو نہیں سنبھال سکیں گے جبکہ الگ الگ رہ کر ہم اسکیٹرز کی مدد سے خود کو سنبھال بھی لیں گے اور نیچے بھی پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور کمروں سے بندھی

ہوئی رسی کھولنا شروع ہو گئے۔

ڈھلان کے بعد نیچے ایک کھلا میدان تھا جہاں درختوں کی بہتات دکھائی دے رہی تھی۔ تمام کے تمام درخت بھی سفید برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ان درختوں کے آگے ایک اور ڈھلان تھی جس کی گہرائی کا انہیں کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

''نیچے جا کر ہمیں خود کو درختوں سے بچا کر روکنا ہوگا۔ ورنہ ہم پھسلتے چلے جائیں گے۔ آگے ہمارے راستے میں ایسی کئی ڈھلانیں آئیں گی جنہیں ہمیں ان اسکیٹرز کی مدد سے ہی پار کرنا ہوگا۔ نیچے جانے سے پہلے بیگوں سے اپنے اپنے آئس ایکس نکال کر اپنی کمروں میں اڑس لو تاکہ اگر کوئی برف میں پھسل بھی جائے تو آئس ایکس کی مدد سے خود کو ڈھلان پر گرنے سے بچا سکے''...... عمران نے کہا۔

''ہم سب اسکیٹنگ جانتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی نہیں پھسلے گا۔ یہاں تیز ہواؤں کی وجہ سے برف جمی ہوئی ہے۔ اگر برف بھربھری ہوتی تو ہمارے لئے مشکل ہو سکتی تھی لیکن ایسی برف پر ہم آسانی سے اسکیٹ کر سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''پھر بھی احتیاط اچھی ہوتی ہے۔ آئس ایکس بیگوں سے نکال لو''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے سر جھٹک کر بیگ سے آئس ایکس نکال کر اسے اپنی کمر میں اڑس لیا۔ ان سب نے بھی اپنے بیگ کھول کر آئس ایکس نکالے اور کمروں میں اڑس لئے۔

''پہلے میں جاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ان کا جواب سنے بغیر سٹکس کی مدد سے خود کو آگے کی طرف دھکا دیا تو اس کے اسکیٹرز برف پر پھسلتے چلے گئے۔ شروع شروع میں ڈھلان کم تھی اس لئے عمران کی رفتار اتنی تیز نہیں تھی لیکن جیسے ہی ڈھلان کا عمودی پن زیادہ ہوا عمران کی رفتار تیز ہوتی چلی گئی اور وہ بجلی کی طرح ڈھلان پر پھسلتا چلا گیا۔

عمران نے رفتار پکڑتے ہی دونوں سٹکس اپنی بغلوں میں دبا لی تھیں اور اپنا جسم آگے کی طرف جھکا لیا تھا تاکہ وہ اسکیٹ کرتا ہوا اپنا توازن برقرار رکھ سکے۔ وہ جیسے جیسے پھسلتا جا رہا تھا اس کے پیچھے ڈھلان پر اسکیٹرز سے دو لمبی لکیریں سی بنتی چلی جا رہی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں عمران درختوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے نیچے جاتے ہی اپنا جسم سیدھا کرتے ہوئے اسکیٹرز کا رخ قدرے دائیں طرف موڑ لیا تھا جس کی وجہ سے اس کے پیروں کے نیچے برف کھرچتی چلی گئی اور اس کی رفتار کم ہوتی چلی گئی اور پھر وہ جیسے ہی نیچے پہنچا اس نے تیزی سے دائیں طرف ٹرن لیتے ہوئے دونوں سٹکس برف میں گھسا دیں جس سے وہ وہیں رک گیا تھا۔

''وہ نیچے پہنچ گیا ہے۔ آؤ''...... جولیا نے کہا اور اس نے اپنے سر پر رکھے ہوئے گاگلز آنکھوں پر چڑھائے اور عمران کی طرح سٹکس کی مدد سے ڈھلان کی طرف پھسلتی چلی گئی۔ اسے نیچے جاتے دیکھ کر وہ سب بھی ڈھلان پر سٹکس اور اسکیٹرز کی مدد سے پھسلنا

شروع ہو گئے۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب درختوں کے پاس عمران کے قریب کھڑے تھے۔

''کوئی دقت تو نہیں ہوئی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ہم آسانی سے نیچے آ گئے ہیں''...... جولیا نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک انہیں درختوں کے دائیں طرف سے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

''ہیلی کاپٹر۔ جلدی کرو۔ درختوں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ وہ ہماری تلاش میں آئے ہیں''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے درختوں کی جانب لپکا۔ وہ سب بھی تیزی سے درختوں کے پاس آئے اور درختوں کے پیچھے چھپتے چلے گئے۔ ابھی وہ درختوں کے پیچھے چھپے ہی تھے کہ دو گن شپ ہیلی کاپٹر گڑگڑاتے ہوئے درختوں کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس طرف آ گئے۔ ہیلی کاپٹر اسی ڈھلان کی جانب بڑھے تھے جہاں سے وہ اسکیٹنگ کرتے ہوئے نیچے آئے تھے۔ عمران کا خیال تھا کہ ہیلی کاپٹر درختوں کے اوپر سے ہوتے ہوئے ڈھلان کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف چلے جائیں گے لیکن ہیلی کاپٹر جیسے ہی ڈھلان کی طرف بڑھے وہ وہیں سے گھوم گئے اور ان کے رخ درختوں کی جانب ہو گئے اور وہیں معلق ہوتے چلے گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی ابھی ان ہیلی

کاپٹروں کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک بائیں جانب سے بھی دو اور گن شپ ہیلی کاپٹر نکل کر اس طرف آ گئے۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر بھی ڈھلان کے پاس ہوا میں معلق ہیلی کاپٹروں کے دائیں بائیں آ کر درختوں کی جانب مڑ کر کھڑے ہو گئے۔

''لگتا ہے انہوں نے ہمیں چیک کر لیا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہاں اسی لئے یہ چاروں یہاں رک گئے ہیں''...... صفدر نے کہا جو عمران کے قریب دوسرے درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اسی لمحے انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر کے نیچے لگے ہوئے میگا فون سے ایک چیختی ہوئی آواز سنی۔

کرنل کارف کے سیل فون کی گھنٹی بجی تو کرنل کارف نے فوراً
جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کے ڈسپلے پر ایک کوڈ نمبر آ
رہا تھا۔ جسے دیکھ کر کرنل کارف سمجھ گیا کہ یہ کال اسے ہیڈ کوارٹر
کے آپریشن سنٹر سے کی جا رہی ہے۔

کرنل کارف اس وقت جزیرہ ووسٹ پر موجود تھا جہاں ایک
طیارے کا دور تک ملبہ بکھرا ہوا تھا۔ وہاں فر کا مخصوص لباس پہنے
اس کے بے شمار ساتھی موجود تھے جو طیارے کے ملبے سے بلیک
باکس تلاش کرنے میں مصروف تھے۔

جزیرہ ووسٹ میں آنے کے لئے وہ سب یہاں آئس کیبنوں
اور آئس اسکوٹرز پر آئے تھے۔ آئس کیبن بڑے بڑے ٹرکوں جیسے
تھے جن کے نیچے وہیلز کی جگہ آئس اسکیٹرز لگے ہوئے تھے۔ اور ان
آئس اسکیٹرز کے نیچے بڑے بڑے بیلنس لگے ہوئے تھے جن کی

مدد سے برف پر ان کیبنز کو آسانی سے پھسلایا بھی جا سکتا تھا اور
ڈھلانوں اور گلیشیرز پر بھی چڑھایا جا سکتا تھا۔

ان کے علاوہ وہاں چار گن شپ ہیلی کاپٹر بھی موجود تھے۔ کرنل
کارف رات ہونے سے پہلے ہیلی کاپٹر لے کر یہاں پہنچ گیا تھا۔
اس نے ارد گرد کے علاقوں کی چیکنگ بھی کی تھی لیکن اسے نہ تو
اس ریڈ اسپیس شپ کا کچھ پتہ چلا تھا اور نہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کا۔ شام ہوتے ہی وہاں تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں
اس لئے کرنل کارف جزیرے پر آ گیا تھا۔ تیز ہواؤں اور طوفان
کی شدت یہاں بھی کافی زیادہ تھی لیکن ان ہواؤں اور طوفان سے
بچنے کے لئے ان کے پاس مکمل انتظام موجود تھا اس لئے انہیں
ایسے طوفانوں سے کوئی خطرہ نہیں رہتا تھا۔

کرنل کارف نے رات اسی جزیرے پر ایک آئس کیبن میں
گزاری تھی۔ اس نے رات کو کال کر کے ہیڈ کوارٹر کے آپریشن
سنٹر میں موجود ہفلے سے بات کر کے اسے حکم دیا تھا کہ وہ جزیرہ
ووسٹ اور اس کے ارد گرد کے دس کلو میٹر کے دائرے میں برائٹ
ویو ریز پھیلا دے۔ اس ریز کو ایک سیٹلائٹ کی مدد سے کنٹرول
کیا جاتا تھا جس سے اس دائرے میں آنے والے ایک برفانی
بچھو کو بھی آسانی سے لائیو دیکھا جا سکتا تھا۔

کرنل کارف چاہتا تھا کہ اس ریز کی مدد سے پتہ چلایا جا سکے
کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ اگر وہ برائٹ ویو ریز کی

رینج میں آ جاتے تو ہفلے انہیں آسانی سے نہ صرف چیک کر سکتا
بلکہ انہیں لائیو دیکھ بھی سکتا تھا۔ لائیو دیکھ کر وہ اسے ان کی لوکیشن
کے بارے میں بتا دے گا تب کرنل کارف گن شپ ہیلی کاپٹر
کر ٹھیک اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں وہ سب موجود ہوں گے۔

اب بھی کرنل کارف اپنے ساتھیوں کے ساتھ تباہ شدہ طیارے
کے ملبے سے بلیک باکس تلاش کرا رہا تھا اور شدت کے ساتھ ہفلے
کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔

''یس''...... کرنل کارف نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے
کہا۔

''ہفلے بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ہفلے کی آواز سنائی
دی۔

''یس ہفلے۔ میں تمہاری کال کا ہی منتظر تھا۔ کچھ پتہ چلا ان
کا''...... کرنل کارف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ وہ سب اس وقت جزیرہ دوسٹ سے تین کلومیٹر
دور بحیرہ منجمد شمالی کی ترائیوں میں موجود ہیں اور وہ اسکیٹنگ کرتے
ہوئے جزیرہ دوسٹ کی جانب بڑھ رہے ہیں''...... ہفلے نے
جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل کارف کی آنکھوں میں کئی گنا چمک
آ گئی۔

''گڈ شو۔ ان کی تعداد کتنی ہے''...... کرنل کارف نے پوچھا۔

''ان کی تعداد بارہ ہے چیف۔ ان میں دو سیاہ فام ہیں اور دو

ہاں ہیں''...... ہفلے نے جواب دیا۔

''کیا تم انہیں لائیو دیکھ رہے ہو''...... کرنل کارف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں انہیں لائیو چیک کر رہا ہوں۔ وہ اسکیٹنگ
ہوئے گلیشیروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے نشیبی
کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر وہ ان نشیبی علاقوں سے گزر
وہ جزیرہ دوسٹ میں داخل ہو جائیں گے''...... ہفلے نے

''کیا ان کے پاس کوئی سامان بھی ہے''...... کرنل کارف نے
۔

''یس چیف۔ انہوں نے بھاری تھیلے اٹھا رکھے ہیں۔ میں نے
کے تھیلے اسکین کئے ہیں۔ ان تھیلوں میں خطرناک اور تباہ کن
موجود ہے''...... ہفلے نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر انہیں موقع ملا تو وہ اسلحہ
ے خلاف استعمال کر سکتے ہیں''...... کرنل کارف نے غراہٹ
ے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ہفلے نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''اوکے۔ تم ان پر نظر رکھو اور مجھے ان کی لوکیشن کے بارے
بتاتے رہو۔ میں گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر اس طرف جا رہا
''...... کرنل کارف نے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں آپ کو گاہے بگاہے کال کر کے آگاہ کرتا

رہوں گا۔ آپ ہیلی کاپٹر شمال مشرق کی جانب لے جائیں۔ اس طرح آپ میری نگاہ میں بھی رہیں گے اور میں آپ کو گائیڈ رہوں گا''...... ہفلے نے کہا۔

''او کے''...... کرنل کارف نے کہا اور اس نے ہفلے کو چند مزید ہدایات دے کر رابطہ منقطع کر دیا۔ رابطہ منقطع کرتے ہی کرنل کارف نے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس اور مسلح افراد کو ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے کا حکم دینا شروع کر دیا اور خود بھی ایک ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھ گیا۔

کچھ ہی دیر میں چاروں ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو رہے تھے۔ کرنل کارف نے کانوں پر ہیڈ فونز چڑھا لئے تھے جن کا لنک چاروں ہیلی کاپٹروں سے تھا۔ کرنل کارف انہیں اس لوکیشن کے بارے میں انفارم کر رہا تھا جہاں عمران اور اس کے ساتھی اسکیٹنگ کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ جب ان کے ہیلی کاپٹر جزیرہ ووسٹ کے کنارے پر پہنچا تو کرنل کارف کو سیل فون پر ایک بار پھر ہفلے کی کال موصول ہونا شروع ہو گئی۔

''یس۔ کرنل کارف بول رہا ہوں''...... کرنل کارف نے کال رسیو کرتے ہی مخصوص انداز میں کہا۔

''ہفلے بول رہا ہوں''...... ہفلے کی جواباً آواز سنائی دی اور وہ کرنل کارف کو گائیڈ کرنے لگا کہ اسے ہیلی کاپٹر کس مقام پر لے جانا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں کرنل کارف اور اس کے ساتھی ہیلی

کاپٹر اس ڈھلان کے پاس لے آئے جہاں نیچے دور دور تک درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

''بس چیف۔ وہ سب ان درختوں میں موجود ہیں''...... ہفلے نے کرنل کارف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''او کے۔ میں چیک کر لیتا ہوں''...... کرنل کارف نے کہا اور اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے حکم پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر موڑ کر اس کا رخ ان درختوں کی جانب کر لیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ کرنل کارف نے اپنے ساتھ آنے والے دوسرے ہیلی کاپٹر کے پائلٹوں کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا کہ دشمن ایجنٹ کہاں موجود ہیں۔ چند ہی لمحوں میں چاروں ہیلی کاپٹر ڈھلان کے اوپر ہوا میں معلق تھے اور ان کے رخ درختوں کی جانب تھے۔

کرنل کارف نے سائیڈ میں پڑی ہوئی دوربین اٹھائی اور اسے آنکھوں سے لگا کر درختوں کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی درختوں کے بھاری اور موٹے تنوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ اسے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

''ہونہہ۔ یہ ایسے دکھائی نہیں دیں گے۔ مجھے ان سے بات کرنی پڑے گی''...... کرنل کارف نے کہا۔ اس نے دوربین ایک طرف رکھی اور ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس کا لنک ہیڈ فون سے کر لیا۔ اس بٹن کی مدد سے ہیلی کاپٹر کے

باہر لگے ہوئے میگا فون پر بات کی جا سکتی تھی۔

''میں سی آر ایجنسی کا سیکنڈ چیف کرنل کارف تم سے مخاطب ہوں اور میں جانتا ہوں عمران کہ تم اس وقت اپنے گیارہ ساتھیوں کے ساتھ ان درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہو۔ میں تم سب کو دیکھ سکتا ہوں۔ میں چاہوں تو تم سب پر یہیں بم اور میزائل برسا کر ہلاک کر سکتا ہوں لیکن میں تمہیں جان بچانے کا ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم سب درختوں کے پیچھے اپنا سامان چھوڑ کر اور اپنے ہاتھ سروں پر رکھ کر باہر آ جاؤ۔ اسی میں تم سب کی بھلائی ہو گی بصورت دیگر میں اس سارے علاقے میں اس قدر بمباری کروں گا کہ تم سب کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔ تم میں سے کسی کو بھی یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا''...... کرنل کارف نے مائیک میں چیختے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر کا ویپن آپریشن سسٹم اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس نے ایک لیور پکڑ رکھا تھا جس پر ایک سرخ بٹن لگا ہوا تھا۔ لیور گھما کر وہ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کنٹرول کر سکتا تھا اور لیور پر لگا بٹن پریس کر کے وہ مشین گن کا دہانہ کھول سکتا تھا۔ اسی لیور کے نچلے حصے میں کچھ اور بٹن بھی لگے ہوئے تھے جن سے میزائل فائر کئے جا سکتے تھے۔

کرنل کارف میگا فون پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو الٹی میٹم دے کر ان کا رسپانس دیکھ رہا تھا لیکن درختوں کے پیچھے اسے کوئی

حرکت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''عمران۔ میں تمہیں زیادہ وقت نہیں دوں گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خود کو میرے حوالے کر دو۔ ورنہ......'' درختوں کے پیچھے کسی حرکت کے آثار نہ دیکھ کر کرنل کارف نے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے چند لمحوں کے لئے پھر توقف کیا لیکن جب درختوں کے پیچھے سے کوئی باہر نہ آیا تو اس نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے اچانک لیور کو کنٹرول کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن قدرے اوپر اٹھائی اور ساتھ ہی لیور کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا۔ مشین گن سے شعلوں کی بارش سی ہوئی اور گولیاں درختوں کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ کرنل کارف نے جان بوجھ کر درختوں کے اوپر فائرنگ کی تھی۔

''میں نے یہ فائرنگ وارننگ کے طور پر کی ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ میری بات مان جاؤ اور خود کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے حوالے کر دو ورنہ یہاں کسی کو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی راکھ بھی نہیں ملے گی''...... کرنل کارف نے فائرنگ روکتے ہوئے ایک بار پھر مائیک میں چیخ کر کہا۔ اسی لمحے اس نے اچانک درختوں کے پیچھے حرکت دیکھی۔ وہ سمجھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ڈر گئے ہیں اور اسلحہ رکھ کر وہ درختوں کے پیچھے سے باہر آ رہے ہیں لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے بوکھلا گیا جب اس نے اچانک درختوں کے پیچھے سے تین افراد کو چھپٹے اور لمبی نالوں والے پسٹل

لے کر باہر نکلتے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل کارف کچھ سمجھتا اچانک ان تینوں کے چپٹے پسٹلز سے منی میزائل سے نکلے اور تیزی سے ان کے ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھے۔

''اوہ۔ ہیلی کاپٹر بچاؤ۔ فوراً''...... کرنل کارف نے چیختے ہوئے کہا۔ پائلٹ نے بھی ان کے ہاتھوں میں منی میزائل گنیں دیکھ لی تھیں اس نے فوراً لیور گھما کر ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ لیا اور اسے تیزی سے آگے لیتا چلا گیا۔ باقی ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے بھی فوراً اپنے ہیلی کاپٹر دائیں بائیں موڑ لئے تھے۔

درختوں کے پیچھے سے جن تین افراد نے نکل کر منی میزائل فائر کئے تھے ان کے فائر کئے ہوئے منی میزائل ان کے ہیلی کاپٹروں کے قریب سے گزرتے چلے گئے اور ڈھلان کے اوپر سے ہوتے ہوئے دوسری طرف موجود گلیشیروں سے جا ٹکرائے۔ یکے بعد تین زور دار دھماکے ہوئے اور ان گلیشیروں کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔

کرنل کارف کے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہیلی کاپٹر گھماتا ہوا درختوں کی دوسری طرف آ گیا تھا۔ دوسرے ہیلی کاپٹر بھی گھومتے ہوئے درختوں کی دوسری جانب چلے گئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے ہیلی کاپٹروں پر میزائل فائر کرنے کی وجہ سے کرنل کارف کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ کر سرخ ہو گیا تھا۔

''میں جانتا تھا عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے ہماری گرفت میں نہیں آئیں گے۔ مجھے اب انہیں موت کا مزہ چکھانا ہی

پڑے گا۔ تم سب درختوں کی طرف پھیل جاؤ اور ان پر فائرنگ شروع کر دو۔ ان میں سے اب کسی ایک کو بھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے''...... کرنل کارف نے دوسرے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کے کہنے پر اس کے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کا رخ درختوں کی جانب موڑ لیا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کا رخ درختوں کی جانب ہوا کرنل کارف نے لیور پر لگے ہوئے بٹن پر انگوٹھے کا دباؤ ڈال دیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن کا منہ کھلا اور مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑیں ہونا شروع ہو گئیں۔ فائرنگ کرتے ہوئے کرنل کارف لیور گھوماتا جا رہا تھا تاکہ وہ درختوں کے ہر حصے پر فائرنگ کر سکے۔

دوسرے ہیلی کاپٹر بھی درختوں کی جانب مڑ گئے تھے اور ان کی مشین گنوں کے بھی منہ کھل گئے تھے۔ جس کی وجہ سے ماحول مشین گنوں کی مسلسل تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا تھا۔ گولیاں تڑاتڑ درختوں پر پڑ رہی تھیں جس کی وجہ سے درخت بری طرح سے ادھڑتے ہوئے دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے۔

''وہ اس طرف جا رہے ہیں چیف''...... اچانک پائلٹ نے چیختے ہوئے کہا تو کرنل کارف نے اس طرف دیکھا جس طرف پائلٹ نے اشارہ کیا تھا تو اسے درختوں کے درمیان اسکیٹرز پر چند افراد پھسل کر تیزی سے درختوں کی گھاٹی کی جانب جاتے دکھائی

دیئے۔ انہیں دیکھ کر کرنل کارف نے غصے سے ہونٹ بھینچے اور مشین گن کا رخ ان کی جانب کر کے مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ لیکن ایک تو وہ فضا میں تھا اور دوسرا نیچے درختوں کی بہتات تھی اور تیسرا یہ کہ وہاں موجود افراد اسکیٹنگ کرتے ہوئے دوسری ڈھلان کی جانب جا رہے تھے اس لئے کرنل کارف ان پر ڈائریکٹ فائرنگ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے ہیلی کاپٹر کی مشین گن سے نکلی ہوئی گولیاں یا تو درختوں سے ٹکرا رہی تھیں یا پھر اسکیٹنگ کرنے والوں کے دائیں بائیں پڑ رہی تھیں وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے اسکیٹ کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

جب ان پر گولیوں کا کوئی اثر نہ ہوا تو کرنل کارف نے لیور کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈز کے ساتھ لگا ہوا ایک میزائل نکلا اور شعلے اڑاتا ہوا درختوں کی جانب بڑھا لیکن اس میزائل کے آڑے بھی درخت آ گئے۔ میزائل ایک درخت سے ٹکرایا۔ زور دار دھماکے کے ساتھ آگ کا ایک طوفان سا اٹھا اور اس میں درختوں کے ٹکڑے اڑتے دکھائی دیئے۔

”دوسری طرف چلو جلدی۔ وہ سب ڈھلان کی جانب جا رہے ہیں۔ ڈھلان کی طرف جا کر انہیں گھیرنے کی کوشش کرو۔ جلدی“...... کرنل کارف نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ہیلی کاپٹر کچھ اوپر اٹھا کر

پہاڑی سے آگے لے گیا اور پھر جیسے ہی وہ دوسری ڈھلان کی جانب آیا اسے ڈھلان میں بارہ افراد نہایت تیزی سے اسکیٹرز پر پھسل کر نیچے جاتے دکھائی دیئے۔ انہیں نیچے جاتے دیکھ کر کرنل کارف نے ایک بار پھر ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ دوسرے ہیلی کاپٹر بھی گھوم کر اس ڈھلان کی جانب آ گئے تھے اور انہوں نے بھی ڈھلان سے نیچے جاتے ہوئے افراد پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی لیکن اسکیٹرز پر پھسل کر نیچے جانے والوں کی رفتار بے حد تیز تھی اور وہ ڈھلان پر الگ الگ اور لہراتے ہوئے جا رہے تھے جس کی وجہ سے انہیں آسانی سے نشانہ نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ گولیاں ان اسکیٹنگ کرنے والوں کے ارد گرد پڑ رہی تھیں۔

کرنل کارف کا غصہ انہیں نیچے جاتے دیکھ کر بڑھتا جا رہا تھا اس نے فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ لیور کا دوسرا بٹن پریس کر کے ان پر ایک اور میزائل فائر کر دیا۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے لانچر سے نکل کر ڈھلان کے ایک حصے سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور ہر طرف جیسے برف ہی برف پھیلتی چلی گئی۔ برف اس قدر شدت سے اچھلی تھی کہ اس کا بہت سا حصہ چاروں ہیلی کاپٹروں کی ونڈ سکرین پر آ پڑا تھا۔ یہ دیکھ کر پائلٹ نے بوکھلا کر فوراً ہیلی کاپٹر دوسری جانب گھما لیا۔

پائلٹ نے فوراً ونڈ سکرین پر لگے ہوئے وائپرز کو حرکت دی تو ونڈ سکرین پر گری ہوئی برف صاف ہوتی چلی گئی۔ اس نے ہیلی

کاپٹر موڑ کر دوبارہ اس کا رخ ڈھلان کی جانب کیا تو اس کے ساتھ ساتھ کرنل کارف بھی بری طرح سے چونک اٹھا۔

جس ڈھلان پر اس نے میزائل فائر کیا تھا اس ڈھلان پر جیسے اچانک خوفناک طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ برف کا طوفان بری طرح سے اچھلتا ہوا اور سمندری لہروں کی طرح بلند ہوتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ اسکیئنگ کرنے والے افراد چونکہ کافی نیچے جا چکے تھے اور برف کا طوفان کافی بلند تھا اس لئے وہ انہیں ڈھلان پر کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

”اوہ گاڈ۔ یہ تو آوا لانچ شروع ہو گیا ہے“...... کرنل کارف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ ڈھلان پر جمی ہوئی برف میزائل کے دھماکے سے اچھل گئی ہے۔ اب یہ طوفان اس وقت تک نہیں رکے گا جب تک کہ ڈھلان کی ساری کی ساری برف نیچے نہ گر جائے۔ اس آوا لانچ کا وہ اسکیٹرز کسی طور پر مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ وہ سب اس طوفان کی نظر ہو جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منوں برف کے نیچے دفن ہو جائیں گے“...... پائلٹ نے کہا۔

”ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا کر آگے لے جاؤ۔ اگر ان میں سے کوئی اس طوفان سے بچتا نظر آیا تو ہم اسے اڑا دیں گے“...... کرنل کارف نے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور اسے ڈھلان کے اوپر سے گزارتا ہوا آگے لے آیا۔

پہاڑی ڈھلان بے حد گہری تھی اور ساری پہاڑی کی برف طوفانی شکل میں نیچے گرتی دکھائی دے رہی تھی۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر دوسری جانب لے آیا تھا جہاں سے پہاڑی ڈھلان سے برفانی طوفان کو گرتے صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی جو اس پہاڑی ڈھلان پر اسکیٹنگ کر رہے تھے وہ اب کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ یا تو وہ میزائل سے ہٹ ہو چکے تھے یا پھر وہ برف کے اس طوفان میں گھر گئے تھے جو آندھی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے نیچے گر رہا تھا اور اس طوفان سے زیادہ تیزی وہ نہیں دکھا سکتے تھے۔ پہاڑیوں سے اس طرح لینڈ سلائیڈ ہونے والے طوفان کو آوا لانچ کہا جاتا تھا جس کی رفتار تین سو کلو میٹر فی گھنٹہ سے بھی کہیں زیادہ ہوتی تھی اور اس طوفان میں گھرنے والے حقیقتاً ہزاروں من برف میں دھنس جاتے تھے۔

”لگتا ہے سب کے سب ختم ہو گئے ہیں۔ اس طوفان کی زد میں آ کر ان میں سے کسی ایک کا بھی بچ نکلنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن“...... کرنل کارف نے کہا۔

”یس چیف۔ آوا لانچ سے آج تک کوئی نہیں بچ سکا ہے۔ وہ سب ابھی ڈھلان کے درمیانی حصے میں تھے جب آوا لانچ شروع ہوا تھا۔ اب وہ ہزاروں من برف کے نیچے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ آوا لانچ کی تیز رفتاری کے باعث ان کے ٹکڑے ہی اڑ گئے

ہوں''...... پائلٹ نے کہا۔

''ہونا تو ایسے ہی چاہئے''...... کرنل کارف نے کہا۔ اس کے کہنے پر پائلٹ کافی دیر تک پہاڑی ڈھلان پر ہیلی کاپٹر گھماتا رہا۔ طوفان تھم چکا تھا اور اب وہاں مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ہزاروں من وزنی برف کے نیچے دفن ہو چکے تھے اور ان کا زندہ بچ نکلنا اب شاید مشکل ہی نہیں ناممکن تھا قطعی ناممکن۔

کرنل راچوف اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کے ل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس کا سیل فون اس کے سامنے میز پر ہی ا ہوا تھا۔

کرنل راچوف نے سیل فون اٹھایا۔ ڈسپلے پر کرنل کارف کا نام آ ہا تھا۔

''یس۔ کرنل راچوف بول رہا ہوں''...... کرنل راچوف نے نصوص لہجے میں کہا۔

''کرنل کارف بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے کرنل کارف کی جوش بھری آواز سنائی دی۔

''یس کرنل کارف۔ کیا رپورٹ ہے۔ پتہ چلا عمران اور اس کے ساتھیوں کا''...... کرنل راچوف نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''یس چیف۔ نہ صرف ان کا پتہ چل گیا ہے بلکہ میں نے ان

سب کو ہلاک بھی کر دیا ہے۔ اس وقت وہ میرے سامنے ہزاروں
من برف کے نیچے دبے ہوئے ہیں''...... کرنل کارف نے اس
انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہزاروں من برف کے نیچے۔ کیا مطلب''...... کرنل راچوف
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل کارف نے اسے ساری
تفصیل بتا دی۔

''ہونہہ۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ برف کے نیچے دبنے کے بعد
ہلاک ہو گئے ہیں''...... کرنل راچوف نے برا سا منہ بناتے ہوئے
کہا۔

''آوا لانچ کی رفتار بے حد تیز تھی چیف اور عمران اور اس کے
ساتھی ابھی ڈھلان سے زیادہ نیچے نہیں اترے تھے۔ جس رفتار سے
وہ آوا لانچ کا شکار ہوئے ہیں اس سے تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں
کہ برف کے طوفان کی زد میں آ کر ان کے ٹکڑے اڑ گئے ہوں
گے''...... کرنل کارف نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی ہو۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو بخوبی جانتے
ہو۔ وہ اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں ہیں۔ اگر
تم نے انہیں واقعی میزائل سے ہٹ ہوتے دیکھا ہے تو میں تمہاری
بات پر یقین کر لیتا ہوں لیکن اگر وہ محض آوا لانچ کا شکار ہوئے
ہیں تو پھر میں اس بات پر قطعی یقین نہیں کر سکتا کہ وہ برف کے
نیچے دب کر ہلاک ہو گئے ہوں''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''اوہ۔ میں یہ بات یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ میزائل کا
شکار ہوئے ہیں یا نہیں لیکن''...... کرنل کارف نے کہنا چاہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں کرنل کارف۔ مجھے تو تمہاری بات سن کر
حیرت ہو رہی ہے کہ تم جو عمران اور اس کے ساتھیوں سے متعدد بار
ٹکرا چکے ہو اس قدر وثوق سے ان کی ہلاکت کی تصدیق کیسے کر
سکتے ہو جبکہ وہ تمہارے ہی ہاتھوں متعدد بار یقینی طور پر ہلاک ہونے
کے باوجود زندہ سلامت رہ جاتے تھے اور ایک بار پھر تمہارے
مقابل آ جاتے تھے''...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ یس چیف۔ میں واقعی یہ بھول گیا تھا کہ میں ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کے مقابل ہوں جو مافوق الفطرت حیثیت کے حامل ہیں
اور ہر بار یقینی موت کو بھی چکمہ دے کر نکل جاتے ہیں۔ سوری
چیف۔ مجھے اس وقت تک آپ کو کال نہیں کرنی چاہئے تھی جب
تک کہ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں یا ان کی لاشوں کے
ٹکڑے نہ دیکھ لیتا۔ آئی ایم ریئلی سوری''...... کرنل کارف نے جیسے
شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے تمہیں مجھ سے سوری
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کرنل کارف۔ وہ ایسے ہی ہیں۔
ان کی لاشیں دیکھ کر بھی اس بات کا یقین مشکل سے ہی آتا ہے کہ
وہ حقیقتاً ہلاک ہو گئے ہوں۔ تم فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو حرکت
میں لاؤ اور برف کھدوا کر ان سب کو وہاں سے نکالو۔ اگر تمہیں

برف کے نیچے سے ان کی لاشیں بھی مل جائیں تب بھی ان پر بھروسہ نہ کرنا اور ان پر گولیاں برسا کر ان کی لاشوں کے بھی چیتھڑے اُڑا دینا۔ جب تک ان کی لاشوں کے سینکڑوں ٹکڑے نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کی ہلاکت کا یقین نہ کرنا۔ سمجھے تم''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی فورس کو یہاں بلاتا ہوں اور ان سب کو برف کے نیچے سے نکلواتا ہوں۔ وہ زندہ ہوں یا مردہ میں ان کے ٹکڑے اُڑا کر ہی آپ کو رپورٹ دوں گا''...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

''گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ اب ایسا ہی ہو گا''...... کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور بلیک باکس کا کیا ہوا کچھ پتہ چلا اس کا''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ مجھے ابھی جزیرہ دوسٹ پر موجود سرچنگ انچارج میجر گروف کی کال آئی تھی اس نے مجھے بتایا ہے کہ انہیں جزیرے کی ایک کھائی سے بلیک باکس مل گیا ہے جو اسی چاچن طیارے کا ہے''...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ کہاں ہے وہ بلیک باکس''...... کرنل راچوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے میجر گروف کو حکم دیا ہے کہ وہ بلیک باکس لے کر فوراً آپ کی طرف روانہ ہو جائے۔ وہ آپ کے پاس پہنچنے ہی والا ہو گا''...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

''تھینک گاڈ۔ ایک مسئلہ تو حل ہوا اور ہاں عمران اور اس کے ساتھی جس ریڈ اسپیس شپ میں آئے تھے اس کا پتہ چلا کچھ''۔ کرنل راچوف نے پوچھا۔

''میں نے ابھی اس طرف توجہ نہیں دی ہے چیف۔ میں پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا حتمی طور پر خاتمہ کر دوں پھر میں ریڈ اسپیس شپ کو تلاش کرنے پر لگ جاؤں گا۔ عمران اور اس کے ساتھی ہمیں مل گئے ہیں تو ان کا ریڈ اسپیس شپ بھی یہیں کہیں ہو گا''...... کرنل کارف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو برف کے نیچے سے نکال کر انہیں ہمیشہ کے لئے ان کے انجام تک پہنچا دو اور ہاں ان سے جو سامان ملے وہ اپنے قبضے میں لے لینا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ یہاں ہم سے ٹکرانے کے لئے اپنے ساتھ کیا کیا لائے تھے''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں سارا سامان ہیلی کاپٹر میں رکھوا کر خود ہی آپ کے پاس لے آؤں گا''...... کرنل کارف نے کہا تو کرنل راچوف نے اوکے کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔

ابھی کرنل راچوف کا کرنل کارف سے رابطہ ختم ہوا ہی تھا کہ

اچانک ایک بار پھر سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل راچوف نے پھر ڈسپلے کی طرف دیکھا اور ایک مخصوص نمبر دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''پرائم منسٹر کی کال۔ کیا مطلب۔ پرائم منسٹر کو میری کیا ضرورت پیش آ گئی جو انہوں نے مجھے کال کی ہے''...... کرنل راچوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے فوراً کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس۔ کرنل راچوف بول رہا ہوں''...... کرنل راچوف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پرائم منسٹر سے بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''مسٹر راچوف''...... دوسری طرف سے ردسیاہ کے پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''...... کرنل راچوف نے مؤدب لہجے میں کہا۔

''چاچن سے ماہرین کی ٹیم یہاں پہنچ گئی ہے کرنل راچوف۔ وہ دوسٹ جزیرے پر جا کر اپنے طیارے کا ملبہ اکٹھا کرنا چاہتے ہیں اور انہیں تباہ ہونے والے طیارے کا بلیک باکس بھی چاہئے تاکہ وہ بلیک باکس کے ڈیٹا سے پتہ لگا سکیں کہ طیارے میں کیا فنی خرابی واقع ہوئی تھی جس کی وجہ سے طیارہ اس طرح جزیرہ دوسٹ میں گر کر تباہ ہو گیا تھا''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ انہیں جزیرے تک آنے کی

ت دے دیں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو پہلے ہی جزیرہ بھیج دیا تھا۔ وہ ملبے کی نگرانی کر رہے ہیں اور انہوں نے ے کے مسافروں کی لاشیں بھی حاصل کر لی ہیں۔ اب چاچن مائندے جب چاہیں وہاں جا کر ہم سے مسافروں کی لاشیں طیارے کا ملبہ حاصل کر سکتے ہیں''...... کرنل راچوف نے نان بھرے لہجے میں کہا۔ اسے اب چاچن ماہرین کی ٹیم کی آمد کوئی پرواہ نہیں تھی کیونکہ کرنل کارف پہلے ہی طیارے کا بلیک ل حاصل کر چکا تھا۔ اب چاچن ماہرین کی ٹیم وہاں لاکھ سر پٹکتے یں تب بھی انہیں بلیک باکس کہیں نہیں مل سکے گا۔ اس لئے اس لے پرائم منسٹر کو چاچن ماہرین کی ٹیم کو جزیرہ دوسٹ پر آنے کا کہہ یا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا تمہارے ساتھیوں کو طیارے کا بلیک باکس ملا ہے''...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

''نو سر۔ میرے آدمیوں نے وہاں صرف لاشوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا تھا۔ طیارے کا ملبہ کئی کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے جس کا بہت سا حصہ جزیرے پر موجود کھائیوں میں بھی گرا ہوا ہے اس لئے ہمیں ملا بلیک باکس وہاں سے کیسے مل سکتا ہے''...... کرنل راچوف نے ات بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ اپنے ساتھ سرچنگ کے آلات لائے ہیں۔ یک باکس اور دوسرا سامان وہ خود ہی تلاش کرتے رہیں گے۔ جیسے

ہی چاچن سیکورٹی کے افراد اور ماہرین کی ٹیم جزیرہ ووسٹ پر
تم اپنے ساتھیوں کو وہاں سے واپس بلا لینا۔ میں نہیں چاہتا کہ
ہمارے آدمی چاچنوں کی راہ میں کسی بھی رکاوٹ کا باعث بنیں۔
چاچن ماہرین کی ٹیم کے ساتھ اقوام متحدہ کے بھی دو اہلکار موجود
ہیں اس لئے ہمارا اس معاملے سے دور رہنا ہی مناسب ہو گا''۔
پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ جیسے ہی
چاچن سیکورٹی فورس اور ماہرین کی ٹیم جزیرہ ووسٹ آئے گی میں
اپنے ساتھیوں کو وہاں سے واپس آنے کے احکامات دے دوں
گا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یہ احکامات تم انہیں ابھی دے دو۔ سیکورٹی اور ماہرین کی ٹیم
یہاں سے بلیک ہاکس میں روانہ ہونے والی ہے۔ جب وہ جزیرہ
ووسٹ پر پہنچیں تو انہیں جزیرے پر تمہارا کوئی آدمی نظر نہیں آنا
چاہئے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیکن سر''...... کرنل راچوف نے کہنا چاہا۔

''جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کریں کرنل راچوف۔ میں نہیں
چاہتا کہ چاچن، اقوام متحدہ کے نمائندوں کی موجودگی میں ہم پر کوئی
انگلی اٹھائیں۔ انہیں بتا دیا گیا ہے کہ ہم نے طیارے کے ملبے کو
ہاتھ تک نہیں لگایا ہے البتہ طیارے سے ملنے والی لاشوں کو ایک جگہ
جمع کر دیا گیا ہے۔ وہ جب چاہیں جزیرے پر جا کر لاشیں حاصل

کرنے کے ساتھ ساتھ طیارے کا ملبہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔ یہ چاچن
ماہرین کی ٹیم کا ہی فیصلہ ہے کہ ان کے آنے تک جزیرے پر ہمارا
کوئی آدمی وہاں موجود نہ ہو۔ وہ اپنے طور پر جزیرے پر سرچنگ
کرنا چاہتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ طیارہ واقعی حادثے
کا شکار ہوا ہے یا پھر اسے ہٹ کیا گیا ہے۔ وہ شاید یہ سمجھ رہے
ہیں کہ اس طرف سے گزرتے ہوئے طیارے کو سٹارکا جزیرے پر
موجود بیس کیمپ سے جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا ہے۔ چاچن حکام
ہم پر اعتماد نہیں کرتے اسی لئے وہ ہم پر الزام تراشی کا کوئی موقع
ضائع نہیں ہونے دیں گے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیس سر ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی کال کر کے اپنی فورس کو وہاں
سے بلا لیتا ہوں''...... کرنل راچوف نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اور ہاں آپ فورس کو جزیرہ ووسٹ سے واپس بلا کر
میرے پاس آ جائیں۔ مجھے آپ سے ایک ایکریمین مشن کے
بارے میں ڈسکس کرنی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ مشن میں آپ
کی ایجنسی کو دے دوں کیونکہ آپ کی ایجنسی نہ صرف فعال بلکہ
انتہائی زیرک بھی ہے جس نے آج تک کسی بھی فارن مشن میں
ناکامی کا منہ نہیں دیکھا ہے''...... پرائم منسٹر نے کہا تو کرنل راچوف
کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''لیس سر۔ تھینک یو سر۔ آپ کے یہ الفاظ ہمارے لئے کسی سند

سے کم نہیں ہیں۔ میں ابھی کچھ ہی دیر میں یہاں سے نکل جاتا ہوں اور ایک گھنٹے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''اوکے۔ میں آپ کا منتظر رہوں گا''...... پرائم منسٹر نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ کرنل راچوف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''بلیک باکس ہمیں مل چکا ہے اب چاچن جزیرہ ووسٹ پر جا کر اپنے طیارے کا ملبہ اکٹھا کریں یا وہاں کی خاک چھانیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تو اس بات سے خوش ہوں کہ اس بار خوش قسمتی بار بار میرے قدم چوم رہی ہے۔ ہمیں دنیا کا ایک نیا اور انوکھا ترین فارمولا بھی مل گیا ہے۔ کرنل کارف نے دنیا کی سب سے ہارڈ اور خطرناک ترین سیکرٹ سروس اور عمران جیسے ٹاپ ایجنٹ کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور بہت جلد ہمارے ہاتھ زیرو لینڈ کا ریڈ اسپیس شپ بھی آنے والا ہے اور اب پرائم منسٹر میری ایجنسی کو کوئی ایکریمین مشن بھی دینا چاہتے ہیں۔ یہ سب میرے لئے اور میری ایجنسی کے لئے بہت بڑے اعزاز ہیں جس کا میں جتنا بھی جشن مناؤں کم ہو گا''...... کرنل راچوف نے مسرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس نے سیل فون پر کرنل کارف کے نمبر پریس کرنا شروع کر دیئے۔

''یس کرنل کارف سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی کرنل کارف کی آواز سنائی دی۔

''کرنل راچوف سپیکنگ''...... کرنل راچوف نے مخصوص انداز میں کہا۔

''یس چیف''...... کرنل کارف نے مؤدب انداز میں کہا تو کرنل راچوف نے اسے پرائم منسٹر سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کرتے ہوئے اسے جزیرہ ووسٹ سے اپنے ساتھیوں کو نکالنے کے احکامات دینا شروع کر دیئے۔

''یس چیف۔ میں ابھی ان سب کو جزیرہ ووسٹ سے واپس جزیرہ سٹار کا جانے کے احکامات جاری کر دیتا ہوں''...... کرنل کارف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا ہوا ہے''۔ کرنل راچوف نے پوچھا۔

''میں نے اپنے ساتھیوں کو کام پر لگا دیا ہے چیف۔ وہ برف کھود رہے ہیں۔ جلد ہی ہم انہیں برف کے نیچے سے نکال لیں گے۔ جیسے جیسے عمران اور اس کے ساتھی برف کے نیچے سے نکلتے جائیں گے میں ان کے ٹکڑے کرتا جاؤں گا تاکہ ان کے زندہ بچنے کا ایک فیصد بھی چانس باقی نہ رہے''...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اور سنو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے

ٹکڑے اُڑا کر تم واپس آ جانا۔ میں پرائم منسٹر سے ملنے کے لئے جا رہا ہوں۔ واپسی پر ہو سکتا ہے مجھے دیر ہو جائے۔ اس لئے بیس کیمپ اور ہیڈ کوارٹر کی کمان اب تم نے سنبھالنی ہے''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں کام ختم ہوتے ہی واپس پہنچ جاؤں گا تب تک آپ بیس کیمپ اور ہیڈ کوارٹر کا چارج ہفلے کو دے دیں''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارے آنے تک ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ کی دیکھ بھال ہفلے ہی کرے گا۔ بہرحال تم جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرنا''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف''...... کرنل کارف نے جواب دیا اور کرنل راچوف نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر وہ پرائم منسٹر کے پاس جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''ہم کسی بھی صورت میں کرنل کارف کو گرفتاری نہیں دیں گے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا اور وہ بھی ابھی''...... عمران نے کرنل کارف کی آواز سن کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ ہمارے سامنے چار گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں اگر انہوں نے یہاں فائرنگ کرنی اور میزائل برسانے شروع کر دیئے تو ہم فوراً ہٹ ہو جائیں گے''...... صفدر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو کہ ہم ہاتھ اٹھا کر اس کے سامنے چلے جائیں اور وہ ہمیں دیکھتے ہی ہم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہیلی کاپٹر میں کرنل کارف ہے جو کرنل راچوف کا دستِ

راست ہے۔ پاکیشیا اور روسیاہ کے مشنز میں ہمارا کئی بار اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے اور یہ ہمارے ہاتھوں ہر بار زک اٹھا کر بھاگ گیا تھا۔ اب اسے جب پتہ ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں تو اس کی سب سے بڑی خواہش یہی ہو گی کہ یہ ہمیں اپنے ہاتھوں گولیاں مار سکے لیکن میں اسے ایسا کوئی موقع نہیں دوں گا۔ ہم اس وقت درختوں کے پیچھے ہیں اور پیچھے ایک بڑی پہاڑی ڈھلان ہے۔ اگر ہم اس طرف اسکیٹنگ کریں تو ہم ان سے بچ کر نکل سکتے ہیں۔ انہوں نے اگر فائرنگ یا میزائلنگ کی تو نہ ان کے میزائلوں سے ہمیں کوئی نقصان ہو گا اور نہ فائرنگ سے۔ ہمارے آڑے درخت آ جائیں گے اور جب تک یہ ہمیں نشانہ بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے ہم درختوں کے درمیان سے نکل کر ڈھلان کی طرف بڑھ جائیں گے اور ڈھلان پر اسکیٹنگ کرتے ہوئے نیچے چلے جائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''ہمیں ڈھلان کی طرف جاتے دیکھ کر یہ ہیلی کاپٹر گھما کر دوسری طرف آ گئے تو''...... جولیا نے کہا۔

''ہم انہیں اس طرف آنے کا موقع ہی نہیں دیں گے''۔ عمران نے جیسے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''تنویر، چوہان، خاور تمہارے پاس منی میزائل پسٹلز ہیں۔ جلدی سے انہیں اپنے بیگوں سے باہر نکالو اور ان ہیلی کاپٹروں کو نشانہ

بناؤ''...... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے تنویر، خاور اور چوہان سے مخاطب ہو کر تیز آواز میں کہا تو ان تینوں نے فوراً کاندھوں سے بیگ اتار کر کھولے اور ان میں سے چھپے پسٹلز نکال لئے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے میگا فون سے کرنل کارف نے انہیں ایک بار پھر گرفتاری کا عندیہ دیا لیکن عمران نے اس کی آواز کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ایک لمحے کی خاموشی کے بعد اچانک کرنل کارف کے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن گرجنا شروع ہو گئی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے صاف محسوس کیا کہ یہ فائرنگ محض انہیں ڈرانے کے لئے کی جا رہی ہے کیونکہ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین کا دہانہ اوپر اٹھا ہوا تھا اور گولیاں درختوں کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔

''دھیان سے ان کا نشانہ بنانا۔ تینوں منی میزائل ہیلی کاپٹروں کو ہی لگنے چاہئیں۔ ان پسٹلز میں ایک ایک ہی منی میزائل ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے نشانے چوک جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو یہ چاروں ہیلی کاپٹر ہم پر موت بن کر جھپٹ پڑیں گے اور پھر شاید ہی ہم ان سے بچ سکیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلائے اور میزائل پسٹلز لے کر اچانک اچھل کر درختوں کے پیچھے سے نکل کر باہر آ گئے۔ انہیں شاید درختوں کے پیچھے سے منی میزائل پسٹلز لے کر نکلتے دیکھ لیا گیا تھا کیونکہ جیسے ہی وہ تینوں پسٹلز لے کر درختوں کے پیچھے سے نکلے اسی لمحے چاروں

ہیلی کاپٹر حرکت میں آ گئے۔ تنویر، خاور اور چوہان نے ہیلی کاپٹروں کا نشانہ لے کر پسٹلز کے بٹن پریس کئے تو ان کے پسٹلز سے پنسل جتنے باریک اور چھوٹے میزائل بجلی کی سی تیزی سے نکل کر ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھے لیکن اس سے پہلے کہ منی میزائل ان ہیلی کاپٹروں کو لگتے ہیلی کاپٹر تیزی سے دائیں بائیں مڑتے چلے گئے اور تینوں کے منی میزائل ان ہیلی کاپٹروں کے بالکل قریب سے گزرتے چلے گئے جن پر انہوں نے فائر کئے تھے۔

''اوہ شِٹ۔ تینوں کے نشانے خطا گئے ہیں۔ اب نکلو یہاں سے جلدی''...... عمران نے تینوں منی میزائلوں کو خطا جاتے دیکھ کر غصے اور پریشانی سے چیختے ہوئے کہا اور خود بھی تیزی سے مڑا اور اس نے برف میں زور زور سے سٹکس مارتے ہوئے اسکیٹرز کی مدد سے برف پر پھسلنا شروع کر دیا۔ عمران کو درختوں کی دوسری طرف جاتے دیکھ کر وہ سب بھی تیزی سے مڑے اور انہوں نے عمران کے پیچھے اسکیٹنگ کرنی شروع کر دی۔

اپنے نشانے خطا ہوتے دیکھ کر تنویر، خاور اور چوہان قدرے پریشان ہو گئے تھے وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کے نشانے خطا ہو سکتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ جن ہیلی کاپٹروں پر انہوں نے میزائل فائر کئے تھے وہ انتہائی تیز رفتار اور بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ بدل سکتے تھے۔ انہیں چونکہ پسٹلز لے کر درختوں کے پیچھے سے نکلتے دیکھ لیا گیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں

فوری طور پر ہیلی کاپٹر موڑ کر آگے بڑھا دیئے تھے اور بجلی کی سی تیزی سے ان کے میزائلوں سے بچ کر نکل گئے تھے۔ عمران کے مڑنے پر وہ بھی مڑے اور انہوں نے بھی درختوں کی دوسری جانب اسکیٹنگ کرنی شروع ہو گئی۔

ہیلی کاپٹروں نے میزائلوں سے بچتے ہی اپنے رخ موڑ لئے اور وہ درختوں کے دائیں بائیں آ کر نہ صرف ان پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع ہو گئے تھے بلکہ ایک ہیلی کاپٹر جس میں کرنل ڈیوارف موجود تھا، نے ان پر میزائل برسانے شروع کر دیئے تھے لیکن جس طرح سے عمران نے کہا تھا کہ وہ گھنے درختوں کے درمیان موجود ہیں اس لئے گولیوں اور میزائلوں سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔ گولیاں تڑاتڑ درختوں سے ٹکرا رہی تھیں اور میزائل بھی درختوں سے ٹکرا کر پھٹ رہے تھے جس سے درختوں کے پرخچے اُڑ رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اسکیٹنگ کرتے ہوئے وہاں سے نکلے جا رہے تھے۔

''ڈھلان قریب آ رہی ہے۔ ڈھلان پر جاتے ہی سب الگ الگ ہو جانا تاکہ ہیلی کاپٹر اس طرف آ کر ہمیں نشانہ نہ بنا سکیں''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے نظر آنے والی ڈھلان کے کنارے پر جمی ہوئی تھیں۔ جب وہ ڈھلان کے کنارے پر پہنچا تو اسے یہ ڈھلان بے حد طویل نظر آئی۔

ڈھلان پر آتے ہی وہ جیسے ایک لمحے کے لئے ہوا میں بلند ہو گیا۔
ہوا میں بلند ہوتے ہی اس نے اپنا جسم آگے کی طرف جھکا لیا تا کہ
وہ اپنا توازن برقرار رکھ سکے۔ پھر وہ نیچے آیا اور اس کے اسکیٹرز
دوبارہ ڈھلان پر موجود برف پر آ لگے اور وہ اس نے خود کو سنبھال
کر تیزی سے نیچے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی بھی
ڈھلان کے کناروں سے اچھل اچھل کر نیچے آ رہے تھے۔ ان سب
نے بھی اپنا توازن برقرار رکھا ہوا تھا۔ ڈھلان کی طرف آتے
ہوئے انہوں نے بھی عمران کا انداز اختیار کیا تھا اور جب ان کے
اسکیٹرز برف سے لگے تو انہوں نے بروقت خود کو سنبھال لیا تھا اور
پھر وہ سب ڈھلان پر اسکیٹرز کی مدد سے پھسلتے چلے گئے۔ ڈھلان
پر پھسلتے ہوئے عمران کے کہنے پر وہ تیزی سے ایک دوسرے سے
دور ہٹ گئے تھے تا کہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس طرف آئیں وہ ان کی
فائرنگ اور میزائلوں سے خود کو بچا سکیں۔

ابھی وہ تھوڑا سا ہی نیچے گئے ہوں گے کہ چاروں ہیلی کاپٹر
ڈھلان کی طرف آ گئے اور انہوں نے ڈھلان کی طرف آتے ہی
ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول مشین گنوں کی مخصوص
تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بری طرح سے گونجنے لگا۔ گولیاں ان
سب کے اردگرد پڑ رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹروں کو گولیاں برساتے دیکھ
کر انہوں نے اور زیادہ زگ زیگ انداز میں خود کو نیچے کی طرف
پھسلانا شروع کر دیا تھا۔ ابھی انہوں نے آدھی ڈھلان ہی عبور کی

ہو گی کہ اچانک ان کے عقب میں ایک زور دار دھماکا ہوا۔ دھماکا
اس قدر زور دار تھا کہ وہ دھماکے کے پریشر سے اچھل پڑے۔
انہوں نے بمشکل خود کو سنبھالا۔ ابھی وہ سنبھلے ہی تھے کہ انہوں پیچھے
سے برف کا ایک طوفان سا اپنی طرف بڑھتا محسوس ہوا۔

''اوہ گاڈ۔ دھماکے کی وجہ سے پہاڑی کی برف اچھل گئی ہے اور
آوا لانچ شروع ہو گیا ہے۔ تیز اور تیز نیچے چلو اگر ہم اس آوا لانچ
میں پھنس گئے تو منوں برف کے نیچے دفن ہو جائیں گے''۔ عمران
نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور زور زور سے سٹکس مارتے
ہوئے نیچے جانے لگا لیکن ان کی نیچے جانے کی رفتار سے آوا لانچ
کی رفتار کہیں زیادہ تیز تھی۔ چند ہی لمحوں میں برف کا تیز رفتار
طوفان ان تک پہنچ گیا۔ عمران نے چھلانگ لگا کر اس طوفان سے
بچنا چاہا مگر اس پر جیسے برف کا پورا تودہ ہی آ گرا۔ وہ اچھل کر نیچے
گرا اور دوسرے لمحے اسے خود پر برف ہی برف گرتی ہوئی محسوس
ہوئی۔ عمران نے گرتے ہی سٹکس چھوڑ کر فوراً دونوں ہاتھ اپنے
چہرے پر رکھ لئے تھے۔ وہ خود کو برف کے طوفان کے ساتھ چند
لمحے نیچے جاتا ہوا محسوس کرتا رہا پھر اس کا جسم جیسے رک گیا مگر
عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پر واقعی برف کا پورا پہاڑ ہی
گر گیا ہو۔ اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن برف
کا وزن اتنا زیادہ تھا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلانا تو کجا ذرا سی جنبش بھی
نہیں کر سکتا تھا۔ عمران کو اب اپنی آنکھوں کے سامنے موت سی

ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ برف کے نیچے چونکہ فوری طور
آکسیجن ختم نہیں ہوتی تھی اس لئے نہ صرف اس کا سانس چل رہا
تھا بلکہ وہ ہوش میں بھی تھا۔ برف نرم ضرور تھی لیکن اس کا وزن
بے حد زیادہ تھا۔ عمران جانتا تھا کہ وہ برف میں جتنا ہاتھ پاؤں
مارنے کی کوشش کرے گا برف کا وزن اس پر اتنا ہی بڑھتا چلا
جائے گا اور یہ وزن اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ شاید ہی اس کی
ہڈیاں ٹوٹنے سے بچ سکیں۔ اب وہ اس وقت تک برف کے نیچے
سے نہیں نکل سکتا تھا جب تک کوئی برف کھود کر اسے وہاں سے
نکالنے کی کوشش نہ کرتا اور ایسا ہونا ناممکن تھا کیونکہ برف تلے عمران
ہی نہیں اس کے سارے ساتھی دفن ہوئے تھے اور دشمنوں سے ایسی
کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی تھی کہ وہ ان کی مدد کرتے اور برف کھود
کر انہیں باہر نکال کر ان کی جانیں بچانے کی کوشش کرتے۔

عمران کو زندگی میں پہلی بار حقیقی روپ میں موت اپنے سر پر
ناچتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ نرم برف میں اس کا سانس ایک آدھ
گھنٹے کے لئے چل سکتا تھا اس کے ساتھ ہی برف جیسے جیسے ہوا
چلنے کی وجہ سے سخت ہوتی جاتی نہ صرف اس کا بھربھرا پن ختم ہو جاتا
بلکہ اس کا وزن اس قدر بڑھ جاتا جس سے عمران کا جسم کچل کر رہ
جاتا اور اس کی حقیقتاً موت واقع ہو جاتی۔ عمران اس ناگہانی موت
کے لئے ہرگز تیار نہیں تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ جس تیز رفتاری
سے اسکیٹ کرتا ہوا ڈھلان سے نیچے جانے کی کوشش کر رہا تھا اس

کہیں زیادہ تیزی سے آوا لانچ موت بن کر اس پر اور اس کے
ساتھیوں پر جھپٹ پڑا تھا جس سے بچنا اب اسے بہت مشکل نظر
آ رہا تھا۔ عمران نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے
آیت کریمہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کی ذات
سے ہی امید کی جا سکتی تھی جو اسے اور اس کے ساتھیوں کو یقینی
موت سے بچا سکتا تھا۔

عمران کا جسم سردی کی وجہ سے سن ہوتا جا رہا تھا۔ برف کے
نیچے اب عمران وارم اپ کر کے اپنا جسم بھی گرم نہیں کر سکتا تھا۔
اوپر چلنے والی تیز ہوا کی وجہ سے برف سخت ہوتی جا رہی تھی جس کی
وجہ سے عمران کو اپنے جسم پر برف کا دباؤ بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا
اور اب اسے سانس لینے میں بھی مشکل ہو رہی تھی۔ عمران کافی دیر
خود کو ہوش میں رکھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن جسم سن ہونے اور
سانس لینے میں مسئلہ ہونے کی وجہ سے وہ ہائپوتھرمیا کا شکار بن رہا
تھا۔ سانس رکنے کی وجہ سے اس کے دماغ میں دھماکے سے ہونا
شروع ہو گئے تھے وہ سر جھٹک کر بھی اپنے دماغ کو کنٹرول نہیں کر
سکتا تھا۔ پھر جب اسے اپنا دماغ بھی سرد ہو کر سن ہوتا ہوا محسوس
ہوا تو اسے دماغ میں اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہونا شروع ہو گیا۔
وہ کافی دیر تک خود کو سنبھالنے اور ہوش میں رکھنے کی کوشش کرتا رہا
لیکن لاحاصل۔ آخر کار اس کے دماغ پر جیسے دبیز پردہ سا گر گیا۔
جس طرح اندھیرے میں دور کہیں جگنو سا چمکتا ہے بالکل اسی

طرح سے روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ دوسرے لمحے ایک
بار پھر ویسا ہی روشنی کا جگنو چمکا تو عمران کے جسم کو ایک ہلکا سا جھٹکا
لگا اور دوسرے لمحے اس کے دماغ میں چمکنے والے جگنو کی روشنی
پھیلی گئی اور روشنی کا نقطہ بتدریج بڑا ہوتا چلا گیا۔

جیسے ہی عمران کے دماغ میں روشنی بھری اس نے ایک جھٹکے
سے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اسے ہر طرف دھند ہی
دکھائی دی۔ اس کا دماغ ابھی تک لاشعور میں تھا لیکن اسے چونکہ
ہوش آ چکا تھا اس لئے جلد ہی اس کا دماغ لاشعور سے شعور میں
گیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند بھی چھٹتی چلی گئی۔

دھند کے چھٹتے ہی عمران کو ارد گرد کا ماحول دکھائی دینے لگا او
یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ وہ لکڑی کے بنے ہوئے بند کیبن کے
فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں مضبوط رسیوں سے بندھے
ہوئے تھے اور اس کے ارد گرد اس کے باقی ساتھی بھی اسی حالت
میں پڑے ہوئے تھے۔ وہ سب جس کیبن میں پڑے ہوئے تھے و
کیبن مسلسل ہل رہا تھا اور جیسے وہاں زلزلہ آ رہا ہو۔

ایک لمحے کے لئے تو عمران کو سمجھ میں ہی نہ آیا کہ وہ کہاں ہے
اور کیبن کیوں حرکت کر رہا ہے لیکن جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس
کی آنکھوں کے سامنے سابقہ منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔ اسے یاد
آ گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کس طرح سے ایک پہاڑی
سے اسکیٹنگ کرتا ہوا اتر رہا تھا کہ اچانک کرنل کارف نے اس

ڑی پر ایک میزائل فائر کر دیا تھا جو ان سے خاصے فاصلے پر پھٹا
لیکن اس میزائل کے دھماکے کی وجہ سے پہاڑی پر موجود برف
سک گئی تھی اور اس نے فوراً ہی خوفناک طوفان کی شکل اختیار کر
لی جس سے عمران اور اس کے ساتھیوں نے بچنے کی ہر ممکن
ش کی تھی لیکن برف کے تیز رفتار طوفان نے انہیں اپنی لپیٹ
ں لے لیا تھا اور وہ منوں برف تلے دفن ہو گئے تھے۔ عمران کافی
تک برف نے نیچے دبا موت و زیست میں مبتلا رہا تھا پھر وہ بے
ش ہو گیا تھا۔ آخری وقت تک عمران نے منوں وزنی برف تلے
دگی کی آخری امید باقی رکھی تھی مگر دم گھٹنے کی وجہ سے وہ نجانے
ب بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے اب ہوش آیا تھا اس دوران کیا ہوا
ا اور وہ اور اس کے ساتھی برف کے نیچے سے کیسے نکلے تھے اس
ے بارے میں عمران کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اب ہوش میں آنے
ے بعد وہ اور اس کے ساتھی ایک متحرک کیبن میں موجود تھے۔
کیبن لمبائی میں بڑا تھا مگر اس کی چوڑائی اتنا زیادہ نہیں تھی۔ پہلی
ظر میں یہ کوئی کنٹینر ہی دکھائی دے رہا تھا جو مکمل طور پر لکڑی کا بنا
وا تھا۔

جس طرح سے کیبن حرکت کر رہا تھا اور باہر سے گڑگڑاہٹ کی
یز آوازوں کے ساتھ کسی مشین کے چلنے کی بھی آواز آ رہی تھی
مران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ واقعی کسی ٹرک یا کنٹینر میں
ہو۔ وہ اور اس کے ساتھی رسیوں سے بری طرح سے بندھے

ہوئے تھی۔ نہ صرف ان کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے تھے بلکہ
رسیوں سے ان کے سارے جسموں کو بھی اس بری طرح سے جکڑا
گیا تھا کہ وہ معمولی سی جنبش بھی نہیں کر سکتے تھے۔

عمران حیران ہو رہا تھا کہ اسے برف سے کس نے نکالا ہو گا
اور ان سب کو اس طرح باندھ کر کہاں لے جایا جا رہا ہو گا۔ کرنل
کارف سے اسے امید نہیں تھی کہ وہ انہیں خود ہی موت کے منہ سے
باہر نکال لے۔ وہ کرنل کارف کو بخوبی جانتا تھا۔ کرنل کارف ان
لوگوں میں سے تھا جو اپنے دشمن کی لاش دیکھ کر بھی اس وقت تک
اس کے مرنے کا یقین نہیں کرتا تھا جب تک کہ وہ اپنے دشمن کی
لاش کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے نہ اُڑا دے۔ اگر کرنل کارف اور
اس کے ساتھیوں نے ہی انہیں برف سے نکالا تھا تو وہ انہیں اس
طرح سے باندھ کر کہاں لے جا رہے تھے۔ اگر کرنل کارف ہوتا تو
برف سے انہیں نکالتے ہی ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔

عمران کو اس بات کا سکون تھا کہ اس کے تمام ساتھی اس کے
ساتھ تھے۔ جس طرح سے انہیں باندھا گیا تھا اس سے عمران کو یہ
اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں ہو رہا تھا کہ وہ سب زندہ ہیں۔ اس لئے
وہ پرسکون ہو گیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر وہی
لباس تھے جو وہ پہن کر آئے تھے۔ مگر ان کا سامان ان کے ساتھ
نہیں تھا اور عمران کو اپنا لباس بھی ہلکا ہلکا سا لگ رہا تھا جس کا
مطلب تھا کہ اس کی جیبوں سے تمام چیزیں نکال لی گئی ہیں۔

عمران کرنل کارف کی فطرت کو ذہن میں رکھ کر سوچنے لگا کہ
اگر اس نے ہی ان سب کو برف کے نیچے سے نکالا ہے تو کیا سوچ
کر اس نے انہیں ابھی تک زندہ رکھا ہو گا۔

''میں سمجھ گیا۔ کرنل کارف شاید ہمیں اس لئے زندہ رکھنا چاہتا
ہے کہ وہ ہم سے ریڈ اسپیس شپ کے بارے میں پوچھ سکے۔ اس
کے لئے اور کرنل راچوف کے لئے اس وقت سب سے زیادہ اہمیت
ریڈ اسپیس شپ کی ہے جسے وہ ہم سے حاصل کر کے سائنسی
ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنا چاہتے ہوں گے''۔ عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ اسے دوسرا خیال اس بات کا آیا تھا کہ یہ بھی ممکن ہے
کہ کرنل راچوف نے پروفیسر تافندی یا اس کے بیٹے کا مائنڈ اسکین
کر لیا ہو اور انہوں نے کرنل راچوف کو فارمولے کے بارے میں
بتا دیا ہو اور کرنل راچوف کو یہ بھی علم ہو گیا ہو کہ اس فارمولے کی
کی جو کوڈ کلاک کی شکل میں تھا عمران کے پاس موجود ہے اور وہ
اسے اس لئے زندہ رکھنا چاہتے ہوں کہ اس سے کوڈ کلاک کے
بارے میں معلوم کر سکیں۔ ان دو باتوں کے علاوہ عمران کو تیسری
کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ کرنل راچوف یا کرنل کارف
نے انہیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہے اور انہیں موت کے منہ سے
کیوں نکالا ہو گا۔

ان کا یہ سفر تقریباً ایک گھنٹے تک جاری رہا پھر متحرک کیبن جیسے
کسی جگہ رک گیا۔ باہر سے بہت سے لوگوں کے بولنے اور دوڑنے

بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد عمران کو اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ان سب کو کیبن سے باہر نکالو اور ڈارک روم میں لے جا کر بند کر دو"...... یہ آواز کرنل کارف کی ہی تھی جو شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد عمران کو سامنے سے کیبن کا بڑا سا پھاٹک نما دروازہ کھلتا دکھائی دیا تو اس نے فوراً آنکھیں بند کر لیں اور یوں بن گیا جیسے ابھی تک اسے ہوش نہ آیا ہو۔ وہ کن انکھیوں سے دروازے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

خاکی فر کے کوٹوں میں ملبوس چند لمبے تڑنگے افراد اندر داخل ہوئے اور ان کی طرف بڑھ آئے۔

"پہلے انہیں چیک کرو۔ کسی کو ہوش تو نہیں آیا ابھی"...... کرنل کارف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی جو شاید کیبن کے باہر کھڑا ان سب کو دیکھ رہا تھا۔

"یس چیف"...... کیبن میں آنے والے ایک شخص نے جواب دیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کرنے لگا۔

"نہیں چیف۔ سب ابھی بے ہوش ہیں"...... نوجوان نے کہا۔

"اوکے۔ اٹھاؤ ان سب کو اور باہر لے آؤ"...... کرنل کارف نے کہا تو کیبن میں آنے والے افراد انہیں اٹھا اٹھا کر کاندھوں پر لادنے لگے اور باہر کی طرف چل پڑے۔

عمران کو جب باہر لایا گیا تو عمران نے دیکھا وہ ایک ایسے برفانی علاقے میں تھا جہاں ہر طرف بڑے بڑے بانسوں کو گاڑ کر ان کے اوپر مچانوں جیسی لکڑیوں کے تختوں کی بیرکیں بنی ہوئی تھیں۔ وہاں ہر طرف مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ کرنل کارف انہیں جزیرہ سٹارکا کے بیس کیمپ میں لایا ہے۔

"انہیں نیچے لے جا کر ڈارک روم میں بند کر دو"...... کرنل کارف نے کہا تو نوجوان، عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھائے ہوئے ایک بیرک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہ بیرک بڑے بڑے بانسوں کو گاڑ کر کافی بلندی پر بنایا گیا تھا۔ بیرک میں جانے کے لئے لکڑی کی ایک سیڑھی سی بنی ہوئی تھی۔ نوجوان انہیں سیڑھیاں چڑھ کر مچان نما بیرک میں لے جانے کی بجائے مچان نما بیرک کے نیچے آ گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر مچان کے نیچے سے برف صاف کی تو وہاں ایک چوڑا تختہ سا دکھائی دیا۔ نوجوان نے تختے کے کنارے پر ہاتھ رکھ کر اسے پوری قوت سے اوپر کی طرف کھینچا تو تختہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ نیچے کافی بڑا خلاء موجود تھا جہاں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

نوجوان نیچے جانے والی سیڑھیاں کا راستہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ اس کے ہٹتے ہی وہ نوجوان آگے بڑھ کر سیڑھیاں

اترتے چلے گئے جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کاندھوں پر لاد رکھا تھا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک راہداری میں آئے جو طویل اور چوڑی تھی۔ راہداری کے دائیں بائیں کئی کمروں کے دروازے تھے۔ یہ راہداری آگے جا کر کئی حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی اور جگہ جگہ مڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

نوجوان، عمران اور اس کے ساتھیوں کو مختلف راہداریوں سے گزارتے ہوئے ایک دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔ وہاں ایک مسلح شخص موجود تھا۔ انہیں آتے دیکھ کر اس نے دروازہ کھول دیا تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا نوجوان، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لئے ہوئے ایک ہال نما بڑے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔

نوجوانوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کمرے کے فرش پر ڈالنا شروع کر دیا۔ ان سب کو کمرے کے فرش پر ڈال کر وہ سب خاموشی سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ باہر جاتے ہوئے انہوں نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ جیسے ہی کمرے کا دروازہ بند ہوا وہاں اندھیرا چھا گیا۔ ان کے جاتے ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں اور اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن وہاں گھپ اندھیرے میں اسے بھلا کیا نظر آ سکتا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک بار پھر کمرے کا دروازہ کھلا تو کمرے

میں ہلکی ہلکی روشنی آ گئی۔ دروازے پر پانچ افراد موجود تھے۔ عمران کا چہرہ چونکہ دروازے کی جانب ہی تھا اس لئے وہ آنے والوں کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ ان میں سے ایک کرنل کارف تھا جسے عمران نے ایک نظر میں ہی پہچان لیا تھا جبکہ اس کے ساتھ آنے والے چار مسلح افراد تھے۔

کرنل کارف اور اس کے مسلح ساتھی کمرے میں آئے اور ان سب کو باری باری غور سے دیکھنے لگے۔ عمران اور اس کے ساتھی چونکہ یہاں ڈائریکٹ ایکشن کے لئے آئے تھے اس لئے انہوں نے اس بار کوئی میک اپ نہیں کیا تھا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے عمران''...... کرنل کارف نے عمران کے سامنے آ کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے عمران کی جانب دیکھتا رہا پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

''ان سب کو باری باری اٹھا کر دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے کڑوں سے باندھ دو''...... کرنل کارف نے اپنے ساتھ آنے والے مسلح افراد سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں اپنے کاندھوں سے لٹکائیں اور ان میں سے دو افراد عمران کے قریب پڑے خاور کی جانب بڑھ گئے۔

انہوں نے خاور کو اٹھایا اور اسے لے کر کمرے کی عقبی دیوار کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں دیواروں کے ساتھ بے شمار کڑے لگے ہوئے تھے۔ ان کڑوں کے ساتھ زنجیریں بھی منسلک تھیں۔ یہ

انتظام شاید یہاں مجرموں کو باندھنے کے لئے کیا گیا تھا۔ مسلح افراد نے خاور کو دیوار کے پاس لے جا کر زمین پر ڈالا اور اس کی رسیاں کھولنے لگے۔ رسیاں کھول کر انہوں نے خاور کو اٹھایا اور دیواروں سے لگے کڑوں اور زنجیروں سے باندھنا شروع ہو گئے۔

کرنل کارف ایک طرف کھڑا خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ مسلح افراد باری باری عمران کے ساتھیوں کو اٹھا کر دیواروں کے پاس لے جا کر کڑوں اور زنجیروں سے باندھ رہے تھے۔

آخر میں وہ عمران کی طرف بڑھے اور عمران کو اٹھانے ہی لگے تھے کہ اسی لمحے کرنل کارف چونک پڑا۔ اس کی نظریں عمران کی ادھ کھلی آنکھوں پر پڑ گئی تھیں۔

''رکو ایک منٹ''...... کرنل کارف نے کہا تو مسلح افراد وہیں رک گئے۔ کرنل کارف عمران کے نزدیک آیا اور غور سے عمران کا چہرہ دیکھنے لگا۔ پھر وہ عمران کے سر کے پاس آ کر بیٹھ گیا اس نے عمران کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر چیک کئے تو اس کے چہرے پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تو تم ہوش میں ہو''...... کرنل کارف نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''کس کمبخت نے کہا ہے کہ میں ہوش میں ہوں۔ میں تو ابھی تک خود کو منوں برف تلے دبا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔ میرا جسم سرد اور سن ہے اور میرے دماغ میں اندھیرا بھرا ہوا ہے جو ہائپوتھرمیا

ہونے کی نشانی ہے اور جسے ہائپوتھرمیا ہو جاتا ہے وہ کس طرح ہوش میں رہ سکتا ہے''...... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل کارف اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو برف کے نیچے سے نکال کر ہائپوتھرمیا سے بچانے کے لئے سائی لین کے انجکشن لگوا دیئے تھے۔ اگر واقعی تم سب ہائپوتھرمیا کے شکار ہو جاتے تو اب تک تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ ہوتا''...... کرنل کارف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ہلاک کرنے کے لئے تم نے ہم پر ہیلی کاپٹر سے فائرنگ بھی کی تھی اور ہم پر میزائل بھی برسائے تھے۔ گولیوں اور میزائلوں سے تو ہم بچ گئے تھے لیکن پہاڑی سے میزائل پھٹنے کی وجہ سے آوا لانچ شروع ہو گیا تھا اور ہم سب اس آوا لانچ کے شکار ہو کر منوں برف تلے دب گئے تھے جہاں ہماری ہلاکت یقینی تھی۔ اگر ہمیں مزید چند گھنٹوں تک برف کے نیچے سے نہ نکالا جاتا تو ہماری لاشیں بھی برف کی طرح اکڑ جاتیں۔ ایک طرف تم ہمیں ہلاک کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف تم نے ہمیں یقینی موت کے منہ سے نکال بھی لیا ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ تم نے ہماری جانیں بچانے کے لئے سائی لین کے انجکشن بھی لگوا دیئے تھے۔ کیوں۔ اگر تمہارا مقصد ہمیں ہلاک کرنے کا تھا تو پھر تم نے ہمیں برف کے نیچے سے

کیوں نکالا اور ہماری جانیں بچانے کے لئے سائی لین کے انجکشن کیوں لگوائے‘‘...... عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’میں نے تم سب کو جان بوجھ کر بچایا ہے عمران ورنہ کرنل راچوف نے تو مجھے ہدایات دی تھیں کہ برف کے نیچے سے تمہاری لاشیں نکال کر ان کے ٹکڑے کر دیئے جائیں‘‘...... کرنل کارف نے اسی طرح زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

’’یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے۔ کرنل راچوف کے ساتھ تم بھی ایسی ہی فطرت کے مالک ہو کہ جب تک اپنے دشمنوں کی لاشوں کے ٹکڑے نہیں اُڑا دیتے تم ان کی موت کا یقین ہی نہیں کرتے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’بتاؤں گا۔ سب کچھ بتاؤں گا لیکن ابھی نہیں‘‘...... کرنل کارف نے اسی انداز میں کہا۔

’’ابھی نہیں۔ کیوں۔ کیا ابھی تم نے کرنل راچوف کا دعوت ولیمہ کھانے جانا ہے‘‘...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ تم تھوڑی دیر انتظار کرو۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے اب تک تمہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے‘‘...... کرنل کارف نے پراسرار انداز میں کہا۔

’’کتنی دیر تک انتظار کروں۔ سال دو سال یا دس سال تک‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’صرف ایک گھنٹے تک۔ ایک گھنٹے تک وہ یہاں آ جائیں گے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہمیشہ کے لئے یہاں سے لے جائیں گے‘‘...... کرنل کارف نے کہا تو عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

’’ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ کون۔ کس کی بات کر رہے ہو‘‘...... عمران نے واقعی حیرت زدہ لہجے میں کہا جیسے کرنل کارف کی بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔

’’یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتا‘‘...... کرنل کارف نے کہا۔

’’کیوں ابھی کیوں نہیں بتا سکتے۔ ابھی بتاؤ گے تو کیا تمہاری زبان میں خارش ہونا شروع ہو جائے گی‘‘...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

’’تم جو مرضی سمجھو۔ تم چونکہ ہوش میں ہو اس لئے تمہاری رسیاں کھولنے کا رسک نہیں لیا جا سکتا ہے۔ تمہارے تمام ساتھیوں کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے زنجیروں اور کڑوں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ تم رسیوں میں بری طرح سے جکڑے ہوئے ہو اور ہم نے تمہارے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈ بھی نکال لئے ہیں۔ تم خود کو کسی بھی طرح ان رسیوں سے آزاد نہیں کرا سکتے اس لئے تم اسی طرح سے پڑے رہو۔ ایک گھنٹے کے بعد جب وہ آئیں گے تو میں انہیں یہاں لا کر تمہیں ان کے حوالے کر دوں گا پھر وہ جانیں اور تم جانو۔ میرا کام ختم ہو جائے گا‘‘...... کرنل کارف نے کہا۔

''تمہارا کام تو اب شروع ہونے جا رہا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہارا کام ختم ہو جائے گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... کرنل کارف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم سے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہاں ایک بات پوچھوں اس کا جواب دے دو تو تمہارا میری اگلی پچھلی تمام نسلوں پر احسان عظیم ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... کرنل کارف نے کہا۔

''کیا ہم اس وقت سی آر ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ سی آر ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہی ہے''...... کرنل کارف نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''میری اطلاع کے مطابق یہاں چاچن سے پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو اغوا کر کے لایا گیا تھا۔ وہ کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا تو کرنل کارف بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

''میں جانتا ہوں عمران کہ تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ بہرحال تم اور تمہارے ساتھی اب ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے جانے والے ہیں اس لئے میں تمہیں خود ہی سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ تم یہاں اس چاچن طیارے کا بلیک باکس حاصل کرنے آئے ہو جس میں پروفیسر تافندی نے کوڈ کلاک کی شکل میں ایک فارمولا فیڈ کر

رکھا ہے۔ ہم نے پروفیسر تافندی اور اس کے بیٹے کو اغوا کیا تھا اور ان کی زبانیں کھلوانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن پروفیسر تافندی نے مرتے دم تک اپنی زبان نہیں کھولی تھی لیکن ہماری دی ہوئی اذیتیں اس کا بیٹا برداشت نہیں کر سکا تھا اس لئے اس نے ہمیں سب کچھ بتا دیا تھا۔ ہم نے فوری طور پر سرچنگ کی اور جزیرہ ووسٹ پر تباہ ہونے والے چاچن طیارے کا بلیک باکس تلاش کر کے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اب وہ بلیک باکس ہمارے پاس محفوظ ہے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ اس بلیک باکس میں گھڑی کی آواز کے کوڈ میں فارمولا فیڈ کیا گیا تھا اس کا ڈی کوڈ پروفیسر تافندی کی بیٹی زرکاشہ نے بنایا تھا جو خفیہ طور پر چاچن سے لے کر پاکیشیا نکل گئی تھی اور اس نے وہ ڈی کوڈ تمہارے حوالے کر دیا تا کہ تم اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے حوالے کر سکو لیکن اس سے پہلے کہ تم وہ کوڈ ایکسٹو تک پہنچاتے ہمارا ایک فارن ایجنٹ تمہارے فلیٹ میں پہنچ گیا جس نے تمہارے فلیٹ میں بے ہوشی کی گیس پھیلا کر تمہیں، تمہارے ملازم اور پروفیسر تافندی کی بیٹی کو بے ہوش کر دیا تھا۔ فارن ایجنٹ کو اس کمرے میں پڑا ہوا وہ لفافہ بھی مل گیا تھا جو تمہیں پروفیسر تافندی کی بیٹی نے دیا تھا لیکن ہمارے ایجنٹ کی حماقت کی وجہ سے وہ لفافہ اور لفافے میں موجود کوڈ کلاک کا ڈی کوڈ ضائع ہو گیا۔ ہمارے کہنے پر ہمارے فارن ایجنٹ نے تمہارے فلیٹ سے اس لڑکی کو اٹھا کر ایک نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا لیکن بعد میں

ہمیں پتہ چلا کہ اس لڑکی نے خودکشی کر لی ہے اور تم بھی ہمارے فارن ایجنٹ تک پہنچ گئے تھے جو شاید تمہارے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ بہرحال ہمیں اس بات کا یقین تھا کہ کوڈ کلاک ضائع ہونے کی وجہ سے فارمولا اب تمہارے بھی کسی کام کا نہیں ہے اور تم اس فارمولے کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرو گے لیکن پھر جب ہمارے سیٹلائٹ نے تمہارے ریڈ اسپیس شپ کی تصویریں لیں تو وہ تصویریں دیکھ کر میں چونک پڑا۔ مجھے یاد آیا کہ وہ ریڈ اسپیس زیرو لینڈ والوں کا ہے جو تم فراسکو ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے ارتھ پر لے آئے تھے۔ چنانچہ ہم نے تمہاری اور ریڈ اسپیس شپ کی تلاش شروع کر دی۔ ہمیں تم اور تمہارے ساتھی تو مل گئے لیکن تاحال ہم ریڈ اسپیس شپ تلاش نہیں کر سکے ہیں لیکن ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اسپیس سے آنے والے خود ہی برف کی تہوں میں چھپا ہوا ریڈ اسپیس شپ تلاش کر لیں گے پھر وہ ریڈ اسپیس شپ بھی یہاں سے لے جائیں گے اور تم سب کو بھی''...... کرنل کارف نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کے آخری الفاظ سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''اسپیس والوں سے تمہاری کیا مراد ہے۔ اوہ کہیں تم زیرو لینڈ والوں کی بات تو نہیں کر رہے ہو''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ زیرو لینڈ والوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے''...... کرنل

کارف نے مسکرا کر کہا۔

''تو پھر اور کس سے تعلق ہے تمہارا''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''ڈاکٹر ایکس''...... کرنل کارف نے کہا اور ڈاکٹر ایکس کا سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کرنل کارف کو یوں گھورنے لگا جیسے اس کے سر پر سینگ اگ آئے ہوں۔

''ڈاکٹر ایکس۔ ونڈر لینڈ کا ڈاکٹر ایکس''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہی ونڈر لینڈ جسے تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے تباہ کر دیا تھا''...... کرنل کارف نے زہریلے انداز میں کہا۔

''اوہ۔ لیکن تمہارا ڈاکٹر ایکس سے کیا تعلق ہے اور اس کے بارے میں تم کیا جانتے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ڈاکٹر ایکس اس وقت خلاء میں موجود ہے عمران۔ اس نے خلاء میں اسپیس ورلڈ بنا لیا ہے جو زیرو لینڈ سے کہیں زیادہ طاقتور اور فعال ہے۔ اب اس کا زیرو لینڈ والے بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر ایکس نے خلاء میں قبضہ کر لیا ہے اب وہ خلاء کا حکمران ہے اور اس نے ہم جیسے ایجنٹوں کو چن چن کر دنیا پر تسلط جمانے کے لئے اپنے ساتھ ملا رکھا ہے۔ میں ظاہری طور پر تو روسیاہ اور کرنل راچوف کے لئے کام کرتا ہوں لیکن میرا تعلق ڈاکٹر ایکس سے ہے

اور میں ڈاکٹر ایکس کا ارتھ ایجنٹ ہوں‘‘...... کرنل کارف نے کہا تو عمران اور زیادہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے اسے کرنل کارف کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

’’اب جب میں تمہیں ڈاکٹر ایکس کے بارے میں بتا چکا ہوں تو یہ بھی سن لو۔ کرنل راچوف نے تو تمہاری ہلاکت کے آرڈر دے دیئے تھے اور مجھے بھی اس بات کا یقین تھا کہ تم اور تمہارے ساتھی آوا لانچ کا شکار ہوکر ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں برف کے نیچے سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی لاشیں نکال کر ان کے ٹکڑے کرنا چاہتا تھا لیکن جب تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو برف کے نیچے سے نکالا گیا تو تم سب کی سانسیں چل رہی تھیں۔ تم سب کو زندہ دیکھ کر مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس قدر دبیز برف تلے دبے رہنے کے باوجود تم سب زندہ ہو سکتے ہو۔ میں تم سب کو بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کرنا چاہتا تھا اور میں نے تم سب کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے بھی کر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ فائرنگ اسکواڈ تم سب پر گولیاں برساتا اسی وقت مجھے سپیشل ٹرانسمیٹر پر خلاء سے ڈاکٹر ایکس کی کال موصول ہوئی۔ اس نے کہا کہ وہ جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی زیرو لینڈ کے ایک ریڈ اسپیس شپ میں یہاں موجود ہو۔ ڈاکٹر ایکس نے مجھے احکامات دیئے کہ میں تم میں سے کسی کو ہلاک نہ کروں بلکہ تم سب کو زندہ رکھوں لیکن بے ہوشی ہی حالت میں۔ ڈاکٹر ایکس خلاء سے ایک

یس شپ بھیج رہا ہے جس میں مجھے تم سب کو بے ہوشی کی حالت ں ڈال کر ڈاکٹر ایکس کے پاس خلاء میں بھیجنا تھا۔ ڈاکٹر ایکس ہیں اور تمہارے تمام ساتھیوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے اور ڈاکٹر س زیرو لینڈ والوں کا ریڈ اسپیس شپ بھی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ زیرو لینڈ والوں کی ٹیکنالوجی کے بارے میں زیادہ سے دہ جان سکے اور اس کے مقابل آنے کے لئے اپنی تیاری مکمل سکے۔ اسی لئے میں نے تم سب کو ہلاک نہیں کرایا تھا اور تمہیں تھریمیا سے بچانے کے لئے سائی لین کے انجکشن بھی لگوا دیئے ۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ کرنل راچوف اس وقت بیس کیمپ میں نہیں ھے وہ کسی فارن مشن پر ڈسکس کرنے کے لئے پرائم منسٹر سے ملنے لیا ہے۔ اس لئے میں تم سب کو یہاں لے آیا ہوں۔ کرنل اچوف یہاں نام کا ہی چیف ہے۔ یہاں اصل حکمرانی میری چلتی ہے۔ بیس کیمپ اور سی آر ایجنسی کا ایک ایک آدمی میرے حکم کا غلام ہے۔ میں چاہوں تو کرنل راچوف کو ہلاک کر کے آسانی سے اس ی جگہ لے سکتا ہوں لیکن ابھی مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے س لئے میں نے اسے آج تک کچھ نہیں کہا ہے‘‘...... کرنل کارف نے کہا۔

’’ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل راچوف نہیں جانتا کہ تم نل کراس ایجنٹ ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ وہ نہیں جانتا‘‘...... کرنل کارف نے ڈھٹائی سے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم صرف ہمیں اور ریڈ اسپیس شپ کو ڈاکٹر ایکس کے حوالے کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے ساتھ ساتھ وہ بلیک باکس بھی ڈاکٹر ایکس کے پاس بھیجا جائے گا جس میں پروفیسر تافندی کا یونیک فارمولا فیڈ ہے"۔ کرنل کارف نے کہا۔

"تو کیا وہ بلیک باکس بھی تمہارے ہی پاس ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ کرنل راچوف کے بعد یہاں کے سیاہ و سفید کا میں اکیلا مالک ہوتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کرنل راچوف نے وہ بلیک باکس کہاں رکھا ہو گا۔ جب ڈاکٹر ایکس کے اسپیس شپ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو لینے یہاں آئیں گے تو میں اس خفیہ جگہ سے جا کر بلیک باکس نکال لاؤں گا اور وہ بھی ان کے حوالے کر دوں گا"...... کرنل کارف نے کہا۔

"کیا ڈاکٹر ایکس ہمیں لینے کے لئے اسپیس شپ میں کسی انسان کو بھیج رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر ایکس نے انسانوں کو صرف ارتھ پر ہی اپنے ایجنٹ مقرر کر رکھا ہے۔ خلاء میں وہ اکیلا ہی انسان ہے اور اس کی دنیا مشینی دنیا ہے۔ روبوٹس کی دنیا جہاں اس کے لئے صرف روبوٹ

کام کرتے ہیں"...... کرنل کارف نے کہا۔

"پروفیسر تافندی کا بیٹا کہاں ہے جس نے کرنل راچوف کو کوڈ کلاک کا راز بتایا تھا"...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہمارے لئے ناکارہ انسان تھا۔ اس نے فارمولے کا راز بتایا تو ہم نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا"...... کرنل کارف نے کہا۔

"اور پروفیسر تافندی بھی ہلاک ہو چکا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ بھی ہلاک ہو چکا ہے"...... کرنل کارف نے جواب دیا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ مجھ اب صرف ڈاکٹر ایکس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ جیسے ہی اس کے روبوٹس خلاء سے اسپیس شپ لے کر یہاں آئیں گے میں تمہیں ان کے حوالے کر دوں گا اور بس"...... کرنل کارف نے مسکرا کر کہا۔

"ریڈ اسپیس شپ کا کیا ہو گا۔ کیا وہ بھی تم انہیں تلاش کر کے دو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے سر درد لینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں آنے والے روبوٹ سرچنگ آلات ساتھ لا رہے ہیں جن سے وہ ہزاروں من برف تلے چھپے ہوئے ریڈ اسپیس شپ کو بھی آسانی سے تلاش کر

لیں گے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''ہونہہ۔ جب کرنل راچوف یہاں آئے گا تو ہمارے بارے میں تم اسے کیا جواب دو گے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے کرنل راچوف کو جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس سے کہہ دوں گا کہ ہم نے برف کے نیچے سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی لاشیں دریافت کر لی تھیں اور ہم نے تمہاری لاشوں کے ٹکڑے اُڑا کر کسی کھائی میں پھینک دیئے ہیں۔ کرنل راچوف میری ہر بات پر یقین کرتا ہے۔ وہ جا کر یہ کبھی نہیں دیکھے گا کہ تم سب کی لاشیں کس کھائی میں موجود ہیں''...... کرنل کارف نے کہا۔

''کیا ڈاکٹر ایکس نے ہمیں لینے کے لئے اسپیس شپ یہاں روانہ کر دیئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ دو اسپیس شپس آ رہے ہیں جو اگلے دو گھنٹوں تک یہاں پہنچ جائیں گے''...... کرنل کارف نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ابھی ہمارے پاس دو گھنٹوں کا وقت ہے''...... عمران نے جیسے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے''...... کرنل کارف نے چونک کر کہا جیسے اس نے عمران کی بات صحیح طور پر سنی ہی نہ ہو۔

''کچھ نہیں۔ ایک بات بتاؤ۔ یہاں تمہارے ساتھ اور کتنے افراد موجود ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کون سے افراد''...... کرنل کارف نے چونک کر پوچھا۔

''میں سی آر ایجنسی کے ارکان کی بات کر رہا ہوں۔ ہم اس وقت بیس کیمپ کے نیچے موجود ہیں اور تم نے بتایا ہے کہ یہ سی آر ایجنسی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں تم سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ اس ہیڈ کوارٹر میں کتنے افراد موجود ہیں چاہے وہ مسلح ہوں یا غیر مسلح''...... عمران نے کہا۔

''ہیڈ کوارٹر میں سو سے زائد افراد موجود ہیں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل کارف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سب کی چھٹی کرانے کا وقت آ گیا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چھٹی کرانے کا وقت۔ کیا مطلب''...... کرنل کارف نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کرنل کارف کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے وہ کرنل کارف کا مذاق اُڑا رہا ہو۔ کرنل کارف چند لمحے اس کی جانب دیکھتا رہا پھر جیسے اس نے عمران کی چمکدار آنکھوں میں اپنے لئے موت کا پیغام پڑھ لیا وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے فوراً جیب سے اپنا ریوالور نکال لیا۔ اس نے ریوالور کا رخ عمران کی جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ اسی لمحے ایک تیز دھماکے کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

کرنل راچوف بے حد خوش تھا۔ اس نے روسیاہ کے پرائم منسٹر سے ملاقات کی تھی جس نے اسے ایکریمیا میں ایک اہم مشن کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔ یہ مشن روسیاہ کے لئے بے حد اہمیت کا حامل تھا جو اگر پورا ہو جاتا تو ایکریمیا پر روسیاہ کی دھاک بیٹھ سکتی تھی۔

ایکریمیا نے الاسکا کی پہاڑیوں پر ایک بہت بڑا میزائل اسٹیشن قائم کیا تھا جہاں روسیاہ پر ڈائریکٹ حملے کے لئے میزائل لانچ کئے جا رہے تھے۔ اس میزائل اسٹیشن کے بارے میں روسیاہی پرائم منسٹر کو اطلاع مل چکی تھی اس لئے اس نے کرنل راچوف کو بلا کر اسے ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ فوری طور پر ایکریمیا جائے اور جیسے بھی ممکن ہو وہ ایکریمیا کے اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دے۔ اس میزائل اسٹیشن کے تباہ ہونے سے ایک تو ایکریمیا کو بے حد نقصان

ہو گا اور انہیں اس بات کا بھی پتہ چل جائے گا کہ روسیاہی ایجنٹ آنکھیں اور کان بند کر کے سونے کے عادی نہیں ہیں اور وہ نہ صرف اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کا پتہ چلا لیتے ہیں بلکہ ان سازشوں کا تار و پود بکھیرنے میں بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔

روسیاہی پرائم منسٹر تک ایک فارن ایجنٹ کے ذریعے وہ دستاویزات بھی پہنچ چکے تھے جن میں میزائل اسٹیشن کی تفصیل اور وہ سارا نقشہ موجود تھا جہاں روسیاہ پر حملے کے لئے میزائل اسٹیشن بنایا جا رہا تھا۔ پرائم منسٹر نے کرنل راچوف کو وہ تمام دستاویزات اور نقشہ فراہم کر دیئے تھے جن کی مدد سے کرنل راچوف اپنی ٹیم کے ساتھ جا کر الاسکا میں اس میزائل اسٹیشن کو آسانی سے اپنا ہدف بنا کر تباہ کر سکتا تھا۔ پرائم منسٹر نے کرنل راچوف سے کہا تھا کہ جب وہ ایکریمیا کا یہ میزائل اسٹیشن تباہ کر کے کامیاب واپس لوٹے گا تو اسے انعام کے طور پر بے شمار مراعات دی جائیں گی اور روسیاہ کی سب سے بڑی، طاقتور اور فعال ایجنسی کے جی بی بھی اسی کی سی آر ایجنسی میں ضم کر دی جائے گی اور وہ سی آر ایجنسی کے ساتھ ساتھ کے جی بی کا بھی چیف بن جائے گا جو کرنل راچوف کے لئے واقعی بہت بڑا انعام تھا۔

کرنل راچوف کے بیس کیمپ میں تیز رفتار اور انتہائی طاقتور میزائلوں سے لیس گن شپ ہیلی کاپٹر اور لڑاکا طیارے موجود تھے جو نہ تو کسی راڈار پر آتے تھے اور نہ ہی انہیں کسی سیٹلائٹ سسٹم

سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ اس خفیہ ٹیکنالوجی کے بارے میں ابھی ایکریمیا بھی لاعلم تھا۔ کرنل راچوف سوچ رہا تھا کہ وہ بیس کیمپ کے تمام گن شپ ہیلی کاپٹروں اور حساس سامان سے آراستہ فائٹر طیاروں کو الاسکا روانہ کر دے گا جو وہاں پہنچتے ہی ان پہاڑیوں پر قیامت ڈھا دیں گے جہاں ایکریمیا خفیہ طور پر روسیاہ پر حملے کے لئے میزائل اسٹیشن تیار کر رہا تھا۔

اس میزائل اسٹیشن کے تباہ کرتے ہی اس کے ہیلی کاپٹر اور فائٹر طیارے واپس آ جائیں گے اور اس مشن کے کامیاب ہوتے ہی اسے کی جی بی کا سربراہ بنا دیا جائے گا۔

وہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں سوار تھا اور ہیلی کاپٹر اسے لئے بجلی کی سی تیزی سے نیو سائبیرین جزائر کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔

کرنل راچوف سوچ رہا تھا کہ اس کے پہنچنے تک اگر کرنل کارف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا لایا ہوا ریڈ اسپیس شپ ٹریس کر لیا تو اسے بیس کیمپ سے کسی فائٹر طیارے یا ہیلی کاپٹر کو الاسکا بھیجنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہ زیرو لینڈ کے فائٹر اسپیس شپس کے بارے میں بخوبی جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ اسپیس شپ میں تباہ کن لیزر بیمز کے ساتھ ساتھ ایسا طاقتور اسلحہ ایڈجسٹ ہوتا ہے جس سے حملہ کر کے بڑے سے بڑے فوجی کیمپ کو بھی آسانی سے اُڑایا جا سکتا ہے اور زیرو لینڈ والوں کے اسپیس شپس کسی راڈار یا سیٹلائٹ سکرین پر بھی دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اگر ریڈ اسپیس شپ

اسے مل جاتا تو وہ اسی ریڈ اسپیس شپ میں جا کر الاسکا میں موجود ان پہاڑیوں میں تباہی مچا سکتا تھا جہاں میزائل اسٹیشن بنایا جا رہا تھا۔

کرنل راچوف نے سوچا کہ اسے کرنل کارف سے بات کر لینی چاہئے اور اس سے پوچھنا چاہئے کہ ریڈ اسپیس شپ کی تلاش میں اس نے کیا کیا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ابھی کرنل کارف کو کال کرنے کے لئے بٹن پریس کرنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے سیل فون پر اسے ایک کال موصول ہونا شروع ہو گئی۔

''ہفلے۔ یہ تو آپریشن سنٹر کے انچارج ہفلے کی کال ہے۔ اس نے کیوں کال کی ہے مجھے۔ میں نے آتے ہوئے اسے بتا تو دیا تھا کہ میرے بعد وہ کرنل کارف کی ہدایات پر عمل کرے گا اور اسے جو بتانا ہو گا وہ کرنل کارف کو ہی بتائے''...... کرنل راچوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس۔ کرنل راچوف سپیکنگ''...... کرنل راچوف نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''ہفلے بول رہا ہوں چیف''...... دوسری جانب سے ہفلے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو''...... کرنل

راچوف نے ہفلے کی گھبراہٹ بھری آواز سن کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں ہیں چیف۔ آپ جلد سے جلد یہاں واپس آ جائیں۔ یہاں بہت بڑی ایمرجنسی ہو گئی ہے"...... ہفلے نے اسی انداز میں کہا۔

"ایمرجنسی۔ کیا مطلب"...... کرنل راچوف نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ کرنل کارف عمران اور اس کے ساتھیوں کو برف سے زندہ نکال کر یہاں لے آیا ہے اور......" ہفلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور۔ یہ تم اور کہہ کر خاموش کیوں ہو گئے ہو"...... کرنل راچوف نے کہا۔

"کرنل کارف ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہے چیف۔ وہ ڈاکٹر ایکس کا ایجنٹ ہے اور اس نے ڈاکٹر ایکس کے کہنے پر نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ رکھا ہوا ہے بلکہ ان کی ہائپو تھرمیا سے جان بچانے کے لئے انہیں سائی لین کے انجکشن بھی لگوا دیئے ہیں"...... ہفلے نے کہا۔

"یہ تم کیا بک رہے ہو نانسنس۔ کون ڈاکٹر ایکس۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... کرنل راچوف نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا

تو دوسری طرف سے ہفلے نے وہ تمام باتیں دوہرانی شروع کر دیں جو کرنل کارف اور عمران کے درمیان ہوئی تھیں۔ ساری باتیں سن کر کرنل راچوف کا چہرہ حیرت سے بگڑ گیا تھا۔

"میں آپ کے حکم سے کرنل کارف کو مسلسل مانیٹر کر رہا تھا۔ آپ نے جاتے ہوئے مجھے احکامات دیئے تھے کہ میں اس وقت تک کرنل کارف پر نظر رکھوں جب تک کرنل کارف برف کے نیچے سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں نکال کر ان کے ٹکڑے نہیں کر دیتا۔ جب آپ یہاں سے گئے تھے تو اسی وقت مجھے کرنل کارف کی کال موصول ہوئی تھی اس نے مجھے حکم دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں مانیٹرنگ سسٹم کو آف کر دوں اور اپنی نظر ہیڈ کوارٹر پر رکھوں۔ اس کا حکم سن کر میں حیران تو ہوا مگر میں نے اس کی بجائے آپ کے حکم پر عمل کیا تھا اور مسلسل کرنل کارف کی مانیٹرنگ کرتا رہا تھا۔ کرنل کارف نے برف کے نیچے سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ نکالا تھا"...... ہفلے نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

"مائی گاڈ۔ کرنل کارف مجھے ڈبل کراس کر رہا ہے اور اس نے میری غیر موجودگی میں بیس کیمپ اور ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر رکھا ہے اور مجھے محض تماشہ کرنے والا ایک پتلا بنا رکھا ہے"...... کرنل راچوف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میرے سوا یہاں موجود تمام افراد کرنل کارف کے تحت ہیں وہ بظاہر آپ کا حکم مانتے ہیں لیکن وہ سب کے سب کرنل

کارف کے ساتھی بنے ہوئے ہیں اور کرنل کارف کے حکم کو ہی حرف آخر مانتے ہیں''...... ہفلے نے جواب دیا۔

''کیا کرنل کارف کو معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ نہیں ہو''۔ کرنل راچوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''نو چیف۔ میں بظاہر کرنل کارف کے ہی ساتھ ہوں لیکن میں اب تک صرف اس لئے خاموش تھا کہ اس نے آپ کو کبھی کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ آپ کی غیر موجودگی میں ہی اپنے احکام صادر کرتا تھا لیکن اب جب میں نے اس کی اور پاکیشائی ایجنٹ عمران کی باتیں سنی ہیں تو مجھے اس کی اصلیت کا علم ہو گیا ہے کہ وہ ہمارا نہیں بلکہ ڈاکٹر ایکس کا ایجنٹ ہے اور وہ یہاں رہ کر ڈاکٹر ایکس کے لئے کام کر رہا ہے تو مجھ سے رہا نہ گیا اسی لئے میں کال کر کے آپ کو ساری تفصیلات سے آگاہ کر رہا ہوں''...... ہفلے نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اب کہاں ہے وہ اور کیا خلاء سے ڈاکٹر ایکس کے روبوٹس، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لینے کے لئے پہنچ گئے ہیں''...... کرنل راچوف نے پوچھا۔

''نو چیف ابھی تک یہاں کوئی اسپیس شپ نہیں آیا ہے البتہ کرنل کارف اب بھی عمران کے ساتھ ڈارک روم میں موجود ہے اور اس سے باتیں کر رہا ہے اور اور''...... دوسری طرف سے ہفلے نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اس کی آواز لڑکھڑائی اور کرنل

راچوف کو سیل فون میں ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی اونچی جگہ سے دھڑام سے نیچے گر گیا ہو۔

''یہ کیا ہوا ہے۔ ہفلے۔ ہفلے۔ کیا ہوا ہے۔ ہفلے''...... کرنل راچوف نے چیختے ہوئے کہا لیکن جواب میں ہفلے کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ کرنل راچوف بری طرح سے چیخ رہا تھا لیکن دوسری طرف سیل فون تو آن تھا جس میں مشینیں چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن کسی انسان کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہفلے کو کیا ہو گیا ہے وہ میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہا ہے''...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر تک چیخ چیخ کر ہفلے کو آوازیں دیتا رہا لیکن جب ہفلے کی جواباً اسے کوئی آواز سنائی نہ دی تو اس نے غصے سے سیل فون آف کر دیا۔

''تم نے مجھ سے ہی نہیں روسیاہ سے بھی غداری کی ہے کرنل کارف۔ تم نے یہ سب کر کے اچھا نہیں کیا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں گا''...... کرنل راچوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

کرنل کارف خلاء میں موجود ڈاکٹر ایکس کا ایجنٹ تھا یہ سن کر کرنل راچوف کا غیظ وغضب سے برا حال ہو گیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی جا کر کرنل کارف کے ٹکڑے اُڑا دے۔ کرنل کارف نے ڈاکٹر ایکس کے کہنے پر ابھی تک عمران اور اس کے

ساتھیوں کو بھی زندہ رکھا ہوا تھا اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ ریڈ اسپیس شپ اور وہ بلیک باکس بھی ان روبوٹس کے حوالے کرنا چاہتا تھا جس میں پروفیسر تافندی کا انتہائی اہم فارمولا فیڈ تھا۔ کرنل راچوف کو اس بات پر بھی شدید غصہ آ رہا تھا کہ کرنل کارف نے اس کی غیر موجودگی میں کلی طور پر ہیڈ کوارٹر کے افراد اور بیس کیمپ پر قبضہ کر رکھا ہے اور وہ سب کرنل کارف کو ہی حقیقی طور پر اپنا چیف سمجھتے ہیں۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بیس کیمپ اور میرے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد روسیاہ کے نہیں ڈاکٹر ایکس کے وفادار ہیں۔ اس ڈاکٹر ایکس کے جو زیرو لینڈ کی طرح پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔ کرنل کارف کے ساتھ وہ سب بھی روسیاہ سے غداری کر رہے ہیں اور روسیاہ میں رہتے ہوئے بھی روسیاہ کے نہیں بلکہ ڈاکٹر ایکس کے لئے کام کر رہے ہیں۔ میں ان تمام غداروں کو ختم کر دوں گا۔ میں اپنے ہاتھوں سے اپنا ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ تباہ کر دوں گا۔ نہ عمران اور اس کے ساتھی زندہ رہیں گے اور نہ ہی کرنل کارف اور ڈاکٹر ایکس کے ایجنٹ جو سی آر ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ پر قبضہ کئے بیٹھ ہوئے ہیں۔ میں ان سب کو نیست و نابود کر دوں گا۔ کرنل کارف شاید بھول گیا ہے کہ سٹارکا میں ہی نہیں بلکہ روسیاہ کے ہر علاقے میں میرے کئی ہیڈ کوارٹر موجود ہیں اور میری سی آر ایجنسی کتنی بڑی ہے۔ اگر میں اپنے ہاتھوں سے سٹارکا

جزیرے کو تباہ کر دوں گا تو نہ کرنل کارف زندہ رہے گا اور نہ اس جزیرے پر موجود دوسرے غدار۔ میں ان سب کو ختم کر دوں گا۔ کرنل کارف بیس کیمپ اور سی آر ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے ہر راز سے واقف ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ آپریشن سنٹر کے نیچے جو ایٹمی بیٹریاں کام کر رہی ہیں ان کے ساتھ ایک ایسی ڈیوائس لگی ہوئی ہے جس کا کنٹرول میرے پاس ہے۔ میں سینکڑوں کلو میٹر دور سے بھی اس ڈیوائس کو چارج کر سکتا ہوں۔ ایک بار وہ ڈیوائس چارج ہو گئی تو اس سے تمام ایٹمی بیٹریاں دھماکے سے تباہ ہو جائیں گی جن کی تباہی سے سارا جزیرہ بلاسٹ ہو کر فضا میں بکھر جائے گا۔ میں اب ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا ہوں۔ اب وہاں موجود کوئی شخص نہیں بچے گا چاہے اس کا تعلق کسی سے بھی کیوں نہ ہو''...... کرنل راچوف نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا اس کی باتیں سن کر اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے پائلٹ کا چہرہ حیرت اور خوف سے بگڑتا جا رہا تھا لیکن اس نے ایک بار بھی کرنل راچوف سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

''تم بتاؤ۔ تم میرے ساتھ ہو یا تم بھی کرنل کارف اور خلائی حکمران ڈاکٹر ایکس کے ساتھ ہو''...... کرنل راچوف نے پائلٹ کی طرف دیکھ کر غضبناک لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نو چیف۔ میں کسی ڈاکٹر ایکس کو نہیں جانتا۔ میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں ہمیشہ آپ کے ساتھ اسی ہیلی کاپٹر

میں ہوتا ہوں۔ میری کرنل کارف سے آج تک کوئی بات نہیں ہوئی ہے''...... پائلٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھی طرح سے سوچ لو۔ اگر تم بھی غدار ہوئے تو تمہارا میں کیا انجام کروں گا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... کرنل راچوف نے غرا کر کہا۔

''نن۔ نن۔ نو چیف۔ میں غدار نہیں ہوں۔ میں غدار نہیں ہوں''...... پائلٹ نے کہا۔

''اوکے۔ پھر ہیلی کاپٹر جزیرہ سٹارکا کی جانب لے جانے کی بجائے وہاں سے دو سو کلو میٹر دور کراؤسٹ جزیرے پر لے چلو''...... کرنل راچوف نے کہا۔

''یس چیف''...... پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔ جزیرہ کراؤسٹ ایک خالی جزیرہ تھا۔ کرنل راچوف نے اپنے ہی ہاتھوں جزیرہ سٹارکا میں موجود اپنے بیس کیمپ اور سی آر ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے یہ کبھی گوارا نہیں تھا کہ روسیاہ پر کسی ڈاکٹر ایکس کا تسلط قائم ہو اور ڈاکٹر ایکس نے تو اس کے دست راست کرنل کارف کو ہی اپنے قبضے میں کر رکھا تھا جس نے سی آر ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سمیت سٹارکا جزیرے کے بیس کیمپ پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور یہ بات کرنل راچوف کے لئے انتہائی تکلیف دہ تھی کہ وہ بیس کیمپ اور اپنے ہی ہیڈ کوارٹر میں محض ایک کٹھ پتلی کا رول ادا کر

رہا تھا جبکہ وہاں کا کرتا دھرتا کرنل کارف بنا ہوا تھا۔ اسے کرنل کارف کے ڈبل کراس ایجنٹ ہونے پر شدید غصہ آ رہا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ابھی کرنل کارف اور ڈاکٹر ایکس کے خلاف کارروائی نہ کی تو وہ اسے بھی اپنے بس میں کر سکتا تھا۔ اس لئے کرنل راچوف نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ جزیرہ کراؤسٹ میں اس وقت تک رہے گا جب تک خلاء سے ڈاکٹر ایکس کے اسپیس شپ جزیرہ سٹارکا کے بیس کیمپ میں نہیں آ جاتے۔

جب اسپیس شپ وہاں آئیں گے تو وہ ہیڈ کوارٹر کے آپریشن سنٹر کے نیچے لگی ہوئی بیٹریوں کے ساتھ لگی ہوئی ڈیوائس چارج کر دے گا جس سے ایٹمی بیٹریاں تباہ ہو جائیں گی اور ان بیٹریوں کی تباہی کے نتیجے میں جزیرہ سٹارکا پر موجود سی آر ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر، بیس کیمپ اور وہاں آنے والے ڈاکٹر ایکس کے اسپیس شپ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ خودکسی اور ہیڈ کوارٹر میں منتقل ہو جائے گا اور وہاں سے ہی ایکریمین مشن پر کام کرنے کی پلاننگ کرے گا۔

ہیلی کاپٹر تیز رفتاری سے جزیرہ کراؤسٹ کی جانب بڑھا جا رہا تھا اور کرنل راچوف اپنے سیل فون سے نمبرنگ کوڈ ملا کر اس ڈیوائس کو لنک کر رہا تھا جو ایٹمی بیٹریوں سے منسلک تھی۔ جب تمام کوڈز ایڈجسٹ ہو گئے تو سیل فون کے ڈسپلے پر اچانک ایک سرخ نقطہ سا جلنا بجھنا شروع ہو گیا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ سیل فون کا لنک

اس ڈیوائس سے ہو گیا ہے جو ایٹمی بیٹریوں سے منسلک تھی۔ اب کرنل راچوف کے ایک بٹن پریس کرنے کی دیر تھی اور بٹن پریس ہوتے ہی ڈیوائس چارج ہو کر جزیرہ سٹارکا پر قیامت برپا کر دیتی۔

کچھ ہی دیر میں اس کا ہیلی کاپٹر ایک خاموش اور سنسنان جزیرے پر اتر رہا تھا۔ کرنل راچوف نے ہیلی کاپٹر کے ایک خفیہ خانے سے ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر نکالا اور اسے آن کر کے اس کے ایک سافٹ ویئر پر کام کرنا شروع ہو گیا۔

کرنل راچوف کافی دیر تک کام کرتا رہا پھر اچانک سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور سکرین پر جزیرہ سٹارکا کا منظر ابھر آیا۔ یہ منظر بیرونی تھا جس میں بیس کیمپ دکھائی دے رہا تھا۔ کرنل راچوف نے سیٹلائٹ کے ذریعے سٹارکا جزیرے کو کور کیا تھا۔ اب وہ اس جزیرے کو دو سو میل کی دوری سے بھی سکرین پر آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اسے اب ان اسپیس شپس کا انتظار تھا جو خلاء سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو لینے کے لئے بیس کیمپ کی طرف آ رہے تھے۔

کرنل راچوف سیل فون کا بٹن اس وقت پریس کرنا چاہتا تھا جب ڈاکٹر ایکس کے اسپیس شپ بیس کیمپ میں اتر جاتے۔ وہ بیس کیمپ اور ہیڈ کوارٹرز کے ساتھ ان اسپیس شپس کو بھی تباہ کرنا چاہتا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اچانک اسے سکرین پر سیاہ رنگ کے دو بڑے بڑے مشینی پرندے دکھائی دیئے۔ یہ پرندے چیل جیسے تھے جو دس ہیلی کاپٹروں کے برابر تھے۔ ان پرندوں کے عقب میں

اور نیچے کی طرف جیٹ انجن لگے ہوئے تھے جن سے مسلسل آگ کے شعلے سے نکلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان سیاہ پرندوں کو دیکھ کر کرنل راچوف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ پرندے نہیں بلکہ خلاء سے آنے والے وہ اسپیس شپس ہیں جنہیں ڈاکٹر ایکس نے بھیجا ہے۔ ان پرندوں کو دیکھ کر بیس کیمپ میں جیسے ہڑبونگ سی مچ گئی تھی۔

پرندے نما اسپیس شپس نہایت آہستہ آہستہ بیس کیمپ سے کچھ فاصلے پر ایک کھلی جگہ پر اتر رہے تھے۔ اسپیس شپس کے گرد بڑے بڑے شیشے لگے ہوئے تھے جن کے پیچھے بیٹھے ہوئے روبوٹس صاف دکھائی دے رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں دونوں اسپیس شپس ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر زمین پر اتر آئے۔

”گڈ بائے ڈاکٹر ایکس کے روبوٹس۔ گڈ بائے غدار کرنل کارف اینڈ گڈ بائے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس“...... کرنل راچوف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس نے سیل فون کا کالنگ بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اسی لمحے اچانک ڈسپلے پر جلتا ہوا سرخ نقطہ غائب ہو گیا اور دوسرے لمحے کرنل راچوف نے سکرین پر اچانک جیسے جزیرہ سٹارکا کو آتش فشاں کی طرح پھٹتے اور ہر طرف آگ کے شعلے اڑاتے دیکھا۔

ہیڈ کوارٹر کے نیچے موجود ڈیوائس چارج ہونے کی وجہ سے بیٹریاں پھٹ گئی تھیں جنہوں نے اس سارے جزیرے پر تباہی مچا

دی تھی اور جزیرہ جیسے آتش فشاں بن گیا تھا اور اب وہاں ہر طرف آگ کا طوفان اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد کرنل راچوف کو تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے دور بہت دور آگ کا ایک طوفان سا ہوا میں بلند ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ جزیرہ سٹار کا میں ہونے والا دھماکا تھا اور کرنل راچوف تباہ ہوتے ہوئے جزیرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ جزیرے پر اچانک اور ہر طرف سے خوفناک تباہی آ گئی تھی جس نے سارے جزیرے کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا تھا۔ جزیرے پر موجود بیس کیمپ اور اس بیس کیمپ کے نیچے موجود سی آر ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر سمیت وہاں موجود ہر چیز تباہ ہو چکی تھی۔ اس تباہی میں ظاہر ہے کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا۔ نہ عمران اور اس کے ساتھی۔ نہ کرنل کارف اور اس کے ساتھی اور نہ ہی وہاں اترنے والے بلیک اسپیس شپس جو خلاء سے ڈاکٹر ایکس نے بھیجے تھے۔ کرنل راچوف نے اپنے ہی ہاتھوں اپنا بیس کیمپ اور اپنا طاقتور ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا۔ لیکن وہ خوش تھا کہ اس نے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا ہے بلکہ اس نے ان تمام غداروں کو بھی ان کے کئے کی سزا دے دی ہے جو ڈاکٹر ایکس کے غلام تھے اور روسیاہ سے غداری کر رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے ڈاکٹر ایکس کے خلاء سے بھیجے ہوئے دو اسپیس شپس بھی تباہ کر دیئے تھے جن میں بے شمار روبوٹس موجود

تھے۔ جب ڈاکٹر ایکس کو ان اسپیس شپس اور اسپیس شپس میں موجود روبوٹس کی تباہی کا علم ہو گا تو وہ بے اختیار اپنے سر کے بال نوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔ کیونکہ کرنل راچوف نے زمین پر رہتے ہوئے اس کے بے شمار ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیا تھا۔ اس لئے کرنل راچوف بے حد خوش اور مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ کرنل کارف ٹریگر دبا کر عمران پر فائر کرتا عمران نے اچانک دونوں پیر اٹھا کر جوتوں کی ایڑیاں پوری قوت سے زمین پر مار دیں۔ جیسے ہی ایڑیاں زمین پر پڑیں تیز دھماکا ہوا اور کرنل کارف بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اچانک اس کا سر زور سے چکرایا اور وہ لہرا کر خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔ یہی حال اس کے ساتھ آنے والے چاروں مسلح افراد کا ہوا تھا۔

عمران کے جوتوں کی ایڑیوں میں بلاسٹر کیپسول بھرے ہوئے تھے جن میں انتہائی تیز اور زود اثر بے ہوشی کی گیس بھری ہوئی تھی۔ ان کیپسولوں کو، ایڑیاں کسی بھی ٹھوس جگہ پر مخصوص انداز میں مار کر توڑا جا سکتا تھا۔ ان کیپسولوں کے ٹوٹتے ہی آن واحد میں ہر طرف تیز اثر والی گیس پھیل جاتی۔ اس گیس کی زد میں آنے والا

فوراً بے ہوش ہو جاتا تھا۔ ان کیپسولوں سے نکلنے والی گیس سینکڑوں میٹر کے دائرے میں پھیل جاتی تھی جس سے تمام جاندار ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتے تھے۔

عمران چونکہ ایک زیر زمین حصے میں موجود تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جو کیپسول اس نے توڑے ہیں ان سے نکلنے والی گیس سے کم از کم زیر زمین موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔ چاہے وہ کسی بند کمرے یا اس سے بھی نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں ہی کیوں نہ موجود ہوں۔

عمران کے پاس اب کرنل کارف کو بے ہوش کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔ جو انہیں ڈاکٹر ایکس کے حوالے کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا اور اس نے اچانک ہی ریوالور نکال کر عمران پر تان لیا تھا اس لئے عمران نے فوراً پیروں کی ایڑیاں زمین پر مار کر وہاں بے ہوشی کی گیس پھیلا دی تھی۔ ایڑیاں زمین پر مارنے سے پہلے اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔

اس نے کچھ دیر تک سانس روکے رکھا پھر اس نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کیا تو اس وقت تک گیس کا اثر زائل ہو چکا تھا۔ عمران کے ناخنوں سے واقعی بلیڈ نکال لئے گئے تھے۔ اب چونکہ وہاں کوئی ہوش میں نہیں تھا اس لئے عمران کو خود ہی ان رسیوں سے آزادی حاصل کرنی تھی۔ رسیاں عمران کے تقریباً سارے جسم سے لپٹی ہوئی تھیں۔ عمران نے سانس بحال کرتے ہی لمبے لمبے سانس

لیتے ہوئے سینہ پھلانا اور پچکانا شروع کر دیا۔ وہ سینہ پھلا کر انتہائی سخت کر لیتا تھا اور پھر دیر تک سانس کھینچتا تھا۔ اس مخصوص تکنیک کا استعمال کر کے وہ اپنے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں قدرے ڈھیلی کر سکتا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جب اس نے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی ہوتی ہوئی محسوس کیں تو اس نے جسم کو مخصوص انداز میں پھیلانا اور سکیڑنا شروع کر دیا جس سے رسیاں مزید ڈھیلی ہو گئیں۔ عمران نے اپنے دونوں پیروں کو حرکت دیتے ہوئے پہلے پیروں سے بندھی ہوئی رسیاں نکالیں جس سے اس کے جسم پر بندھی ہوئی رسیوں کی گرفت اور کمزور ہو گئی تو عمران نے فوراً دائیں بائیں کروٹیں لینا شروع کر دیں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو بھی حرکت دے رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے دونوں ہاتھ رسیوں کے حلقوں سے باہر آ گئے۔

ہاتھ رسیوں سے آزاد ہوتے ہی عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا اور اس نے اپنے جسم سے باقی ماندہ رسیاں بھی کھولنی شروع کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

رسیوں سے آزاد ہو کر اس نے چند لمحے اپنا جسم وارم اپ کیا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک ایک کر کے اپنے ساتھیوں کو زنجیروں اور کڑوں سے آزاد کیا اور پھر وہ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

عمران جانتا تھا کہ سانس بند کرنے سے بے ہوشی کے اثرات ختم ہو جائیں گے اس لئے اس نے ان کے ناک اور منہ بند کر کے جیسے ہی ان کے سانس روکے وہ سب ایک ایک کر کے ہوش میں آتے چلے گئے۔ خود کو برف کے نیچے ہونے کی بجائے اس کمرے میں پا کر وہ سب بے حد حیران ہو رہے تھے۔ عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی اور یہ سن کر وہ سب ششدر رہ گئے تھے کہ کرنل کارف اس ڈاکٹر ایکس کا ایجنٹ بنا ہوا تھا جس کا کچھ عرصہ قبل انہوں نے ونڈر لینڈ تباہ کیا تھا اور ڈاکٹر ایکس ونڈر لینڈ کے ماسٹر کمپیوٹر کی مدد سے وہاں سے ٹرانسمٹ ہو کر خلاء میں کسی اسپیس اسٹیشن میں منتقل ہو گیا تھا۔

”تو کیا ڈاکٹر ایکس کے روبوٹس اسپیس شپس میں ہمیں لینے کے لئے یہاں پہنچ گئے ہیں“...... صفدر نے ساری بات سن کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ کرنل کارف نے بتایا ہے کہ وہ ڈیڑھ دو گھنٹوں تک یہاں پہنچ جائیں گے۔ ہمیں ان کے آنے سے پہلے یہاں سے نکلنا ہو گا۔ میں نے ہیڈ کوارٹر میں ہر طرف بے ہوشی کی گیس پھیلا دی ہے۔ اس گیس کے اثر سے ہیڈ کوارٹر کے حشرات الارض بھی بے ہوش ہو گئے ہیں۔ میں کرنل کارف کو ہوش میں لا کر اس کے ساتھ جا کر کرنل راچوف کے خفیہ جگہ پر چھپائے ہوئے بلیک باکس کو تلاش کر لاتا ہوں۔ پھر ہم سب یہاں سے فوراً نکل چلیں گے۔

ڈاکٹر ایکس کے اسپیس شپس سے تو ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اگر انہوں نے ہمارے ریڈ اسپیس شپ کو ٹریس کر لیا تو ہمارے لئے یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ آپ نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر ایکس ہمارے ساتھ ساتھ زیرو لینڈ کا ریڈ اسپیس شپ بھی حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ ان کی ٹیکنالوجی سے وہ مزید فائدہ اٹھا سکے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہمارے لئے ریڈ اسپیس شپ انتہائی اہمیت کا حامل ہے ہم اس سے بہت کام لے سکتے ہیں خاص طور پر ریڈ اسپیس شپ ہمیں لے کر آسانی سے ان جگہوں پر پہنچ جاتا ہے جہاں تک پہنچنا ممکن نہیں ہوتا جیسے ہم ان جزائر تک آئے ہیں۔ اس لئے میں ریڈ اسپیس شپ سے ابھی ہاتھ نہیں دھونا چاہتا''...... عمران نے کہا۔

''اگر ہمارے یہاں سے نکلنے سے پہلے ڈاکٹر ایکس کے بھیجے ہوئے اسپیس شپس آ گئے تو''...... جولیا نے کہا۔

''کرنل راچوف کے ہیڈ کوارٹر پر اب ہمارا قبضہ ہے۔ میں کرنل کارف کے ذریعے اس ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم پر قبضہ کر لوں گا اور جیسے ہی ڈاکٹر ایکس کے اسپیس شپس یہاں آئیں گے میں ان پر میزائلوں کی بارش کر کے انہیں تباہ کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ آپ کرنل کارف کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کریں تب تک ہم ہیڈ کوارٹر چیک کر لیتے ہیں اور اگر ہم

آپریشن روم تک پہنچ گئے تو ہم اس پر قبضہ کر لیں گے۔ ہمیں ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کا بھی بندوبست کرنا ہوگا تاکہ ہوش میں آ کر یہ ہمارے لئے مشکلات نہ پیدا کر سکیں''...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے چار مسلح افراد کی گری ہوئی مشین گنیں اٹھائیں اور وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ جبکہ عمران نے کرنل کارف کو اٹھایا اور اس دیوار کے پاس لے آیا جہاں اس کے ساتھی بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے کرنل کارف کو دیوار میں لگے کڑوں اور زنجیروں میں باندھنا شروع کر دیا۔

کچھ ہی دیر میں کرنل کارف دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا کھڑا تھا۔ اسے باندھ کر عمران نے مخصوص تکنیک استعمال کرتے ہوئے اس کی ناک بند کر کے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ کرنل کارف کا دم گھٹا تو اچانک اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوتے دیکھ کر عمران نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ کرنل کارف کے منہ سے ایک تیز کراہ نکلی اور اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھول کر اس نے پہلے خالی خالی نظروں سے عمران کی جانب دیکھا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ تم رسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے اور تمہارے ساتھی۔ وہ سب کہاں ہیں''...... کرنل کارف نے بری طرح سے

چیختے ہوئے کہا۔

"وہ سب اڑنچھو ہو گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اڑنچھو۔ یہ اڑنچھو کیا ہوتا ہے"...... کرنل کارف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لو تم اتنے بڑے کرنل ہو اور تمہیں اڑنچھو ہونے کا مطلب بھی معلوم نہیں ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا"...... کرنل کارف نے بری طرح سے سر جھٹک کر کہا۔

"تو تم جانتے کیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم یہ بتاؤ وہ کیسا دھماکا تھا اور میں بے ہوش کیسے ہو گیا تھا"...... کرنل کارف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایک راز ہے پیارے۔ اگر یہ راز میں نے تمہیں بتا دیا تو میری ماں مجھ سے ناراض ہو جائے گی کیونکہ شوہروں کو قابو کرنے کا یہ ایک خاص طریقہ ہے"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے بتاؤ۔ میں کیسے بے ہوش ہوا تھا"۔ کرنل کارف نے گرج کر پوچھا۔

"میں نے ایک جادو کیا تھا۔ اس جادو کی وجہ سے تم تڑ سے گرے اور پٹ سے بے ہوش ہو گئے تھے اور اسی جادو کی وجہ سے

میری رسیاں بھی کھل گئی تھیں اور میرے ساتھی بھی یہاں سے آزاد ہو کر باہر نکل گئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"عمران"...... کرنل کارف نے غرا کر کہا۔

"کون عمران۔ میں کسی عمران کو نہیں جانتا۔ میرا نام تو مسٹر ٹمبکٹو ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم اس وقت موت کے پنجرے میں ہو عمران۔ مجھے یہاں بند کر تم یہاں سے کسی بھی صورت میں نہیں نکل سکو گے۔ یہاں صرف میرا حکم چلتا ہے۔ صرف میرا"...... کرنل کارف نے کہا۔

"ضرور چلتا ہو گا تمہارا حکم مگر اس وقت تمہارا نہ تو ان دیواروں پر کوئی حکم چل سکتا ہے اور نہ ان چار افراد پر جو تمہارے ساتھ ہی گر کر بے ہوش ہو گئے تھے"...... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... کرنل کارف نے غرا کر پوچھا۔

"وہ بلیک باکس جس میں پروفیسر تافندی کا کوڈ کلاک فارمولا موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ بلیک باکس میرے پاس نہیں ہے۔ وہ کرنل راچوف کے پاس ہے"...... کرنل کارف نے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تمہاری رسائی نہ ہو اور کرنل راچوف کی ایسی کوئی خفیہ جگہ نہیں ہے جہاں تک تم نہ پہنچ سکتے ہو۔ اس لئے ڈیئر مجھے بلیک باکس کا پتہ بتا دو میں اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بغیر کوئی شور مچائے یہاں

سے واپس چلا جاؤں گا پھر تم جانو تمہارا ڈاکٹر ایکس جانے یا کرنل راچوف جانے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کرنل راچوف نے بلیک باکس کہاں چھپا رکھا ہے۔ وہ پرائم منسٹر سے ملنے گیا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ جاتے ہوئے بلیک باکس بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا ہو''...... کرنل کارف نے کہا۔

''اگر بلیک باکس کرنل راچوف لے گیا ہوتا تو تم ڈاکٹر ایکس کو کون سا بلیک باکس دینے والے تھے ڈیئر۔ چلو ایسا کرو جو بلیک باکس تم ڈاکٹر ایکس کو خلاء میں بھیجنے والے تھے وہی مجھے دے دو میں اس میں خود ہی کسی کلاک کی آواز فیڈ کر لوں گا اور اسے ہی ڈی کوڈ کرتا رہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تم سے غلط کہا تھا میں کوئی بلیک باکس ڈاکٹر ایکس کو نہیں دینے والا تھا۔ میری ڈاکٹر ایکس سے صرف تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کے لئے بات ہوئی تھی''...... کرنل کارف نے کہا۔

''مطلب یہ کہ تم اس طرح سے زبان نہیں کھولو گے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے ایک جگہ کرنل کارف کا گرا ہوا ریوالور دکھائی دیا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے ریوالور اٹھا لیا اور ریوالور لے کر کرنل کارف کے سامنے آ گیا۔

''کتنی گولیاں ہیں اس میں''...... عمران نے ریوالور کا چیمبر کھولتے ہوئے کہا۔ چیمبر بھرا تھا۔

''یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو''...... کرنل کارف نے اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''گولیاں گن رہا ہوں''...... عمران نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔ چیمبر میں آٹھ گولیاں تھیں عمران نے ایک ایک کر کے چیمبر سے گولیاں نکال کر ادھر ادھر اچھالنی شروع کر دیں۔

''اتنی ساری گولیوں کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارے لئے تو ایک ہی گولی کافی ہو گی وہ بھی اگر سیدھی تمہارے سر میں اتار دی جائے۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے ایک گولی کرنل کارف کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

''تت۔ تت۔ تم تم''...... کرنل کارف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں تم تم نہیں میں ہوں۔ یہ دیکھو۔ میں یہ ایک گولی چیمبر کے خالی خانے میں ڈال رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس نے گولی ایک خانے میں ڈال کر چیمبر بند کر دیا اور ریوالور کا چیمبر ہتھیلی پر رکھ کر اسے گھمانے لگا۔

عمران کرنل کارف پر ایک گولی اور سات خالی خانوں کی پرانی تکنیک استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کرنل کارف بھی عمران کے اس عمل کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ اس کا چہرہ یکلخت زرد ہو گیا تھا۔

''تت۔ تت۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... کرنل کارف نے خوف

بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ابھی تو کچھ بھی نہیں کیا ہے پیارے۔ میں نے تو چیمبر میں ایک گولی ڈال کر اس کا چیمبر گھما دیا ہے اب نہ تم جانتے ہو کہ گولی کس خانے میں ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ کون سا خانہ خالی ہے۔ میں ریوالور تمہارے سر سے لگا دیتا ہوں اور پھر میں پانچ تک گنتی گنوں گا اگر تم نے بلیک باکس کا بتا دیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا۔ اب یہ تمہاری قسمت کہ پہلی بار میں ہی گولی چل جائے اور تمہارا سر کسی ناریل کی طرح پھٹ جائے اور تم جہنم واصل ہو جاؤ اور یہ بھی تمہاری ہی قسمت ہو گی اگر پہلا خانہ خالی نکل آیا۔ میں اسی طرح سے پانچ پانچ کی گنتی گنتا جاؤں گا اور ٹریگر دباتا جاؤں گا۔ تمہاری زندگی اور موت میں پانچ کا ہندسہ اہم ہو گا۔ پانچ کی گنتی ایک بار میں ہی تمہارے لئے آخری ثابت ہو سکتی ہے یا سات بار مجھے پانچ پانچ کی گنتی گننی پڑ سکتی ہے اس کے بعد ریوالور کی خاموشی ٹوٹ جائے گی اور تم جانتے ہو ریوالور گرجا تو تم ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤ گے"...... عمران نے کہا تو کرنل کارف کی پیشانی پر پسینے کے قطرے سے چمکنا شروع ہو گئے۔

"ایک۔ دو۔ تین"...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے گنتی گننا شروع کر دی۔ ریوالور اس نے پہلے ہی کرنل کارف کی پیشانی سے لگا دیا تھا۔

"رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ میں میں"...... کرنل کارف نے بری طرح

سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"چار اور پانچ اور......" عمران نے اس کی بات سنے بغیر گنتی پوری کرتے ہوئے کہا اور پانچ کہتے ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ جیسے ہی عمران نے ٹریگر دبایا کرنل کارف کے منہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی چیخ نکل گئی۔ لیکن ریوالور سے کوئی فائر نہیں ہوتا تھا۔

"بڑے بزدل ہو یار۔ گولی چلی بھی نہیں اور تم نے چیخنا بھی شروع کر دیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے بلیک باکس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے کہ کرنل راچوف نے اسے کہاں چھپایا ہوا ہے"...... کرنل کارف نے چیختے ہوئے کہا۔

"اب میں دوبارہ پانچ تک گنتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے ایک بار پھر گنتی گننا شروع کر دی۔ پانچ پورے ہوتے ہی اس نے پھر ٹریگر دبا دیا لیکن ریوالور سے ٹرچ کی آواز ہی سنائی دی تھی۔ اس کا اگلا خانہ بھی خالی ہی تھا۔ کرنل کارف ایک بار پھر حلق کے بل چیخ اٹھا تھا۔ اب اس کا جسم بری طرح سے کانپنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران کا یہ نفسیاتی طریقہ خاصا کارگر رہا تھا جس کی وجہ سے کرنل کارف کے ہوش اُڑتے جا رہے تھے۔ عمران نے تیسری بار گنتی شروع کی تو کرنل کارف حلق کے بل چیخنے لگا۔

"بس بس۔ رک جاؤ۔ اب ٹریگر نہ دبانا۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں کہ کرنل راچوف نے بلیک باکس کہاں چھپایا ہو گا"۔ کرنل

کارف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یہ ہوئی نہ اچھے بچوں والی بات۔ چلو بتاؤ۔ جلدی''...... عمران نے کہا تو کرنل کارف نے اسے کرنل راچوف کے آفس کا راستہ بتا کر یہ بتانا شروع کر دیا کہ کرنل راچوف نے بلیک باکس کہاں چھپایا ہو گا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فی الحال یہیں لٹکے رہو۔ میں وہاں جا کر چیک کرتا ہوں۔ اگر مجھے تمہاری بتائی ہوئی جگہ سے بلیک باکس مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ یہ گنتی وہیں سے شروع ہو گی جہاں سے اس کا سلسلہ منقطع ہوا ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے کرنل کارف کے سر پر ریوالور کا دستہ مار دیا۔ کرنل کارف کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی۔ عمران نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگائی تو کرنل کارف کا سر ڈھلک گیا۔

کرنل کارف کو وہیں چھوڑ کر عمران اس کے بتائے ہوئے راستوں سے ہوتا ہوا کرنل راچوف کے آفس میں پہنچ گیا جہاں ایک دیوار کے پیچھے خفیہ سیف تھا۔ کرنل کارف نے عمران کو خفیہ سیف کھولنے کا طریقہ بھی بتا دیا تھا جو نمبرنگ کوڈ سے کھلتا تھا۔ عمران نے نمبرنگ کوڈز سے سیف کھولا تو اسے وہاں واقعی ایک بلیک باکس مل گیا۔

عمران نے بلیک باکس اٹھا لیا اور اسے لے کر باہر آ گیا۔ اس کے سارے ساتھی ہیڈ کوارٹر میں پھیل گئے تھے۔ عمران اور اس کے

ساتھیوں نے وہاں موجود تمام بے ہوش افراد کو کمروں میں ڈال کر کمروں کے دروازے باہر سے لاک کر دیئے۔ انہیں ہیڈ کوارٹر کا آپریشن روم بھی مل گیا تھا جس کی مدد سے عمران نے ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک اسلحے کا ڈپو ٹریس کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسلحے کے ڈپو میں پہنچ گیا۔ اس نے اسلحے کے ڈپو سے چند ٹائم بم نکالے اور ان پر ایک جیسا ٹائم ایڈجسٹ کر کے انہیں ہیڈ کوارٹر کے مختلف حصوں میں رکھ دیا۔ ایک ٹائم بم اس نے اسلحے کے ڈپو میں بھی چھپا دیا تھا۔ وہاں اس قدر اسلحہ تھا جو اگر پھٹ پڑتا تو جزیرہ مکمل طور پر تباہ ہو سکتا تھا۔

عمران کو کرنل راچوف کے آفس میں ایک میک اپ کٹ بھی مل گئی جس سے اس نے کرنل کارف کا میک اپ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی میک اپ کرنے کا کہا اور پھر اس کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے ہیڈ کوارٹر کے افراد کے لباس پہنے اور پھر وہ ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گئے۔

عمران نے چونکہ کرنل کارف کا میک اپ کر رکھا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اسے اور اس کے ساتھ آنے والے افراد کو اب بھلا کون روک سکتا تھا۔ عمران ان سب کے ساتھ وہاں سے نکل کر ایک ہیلی پیڈ کی طرف بڑھا اور ان سب کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔

دوسرے ہی لمحے وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار بحیرہ منجمد شمالی کے

اس حصے کی جانب بڑھے جا رہے تھے جہاں انہوں نے بھنور نما ایک کھائی میں اپنا ریڈ اسپیس شپ چھپا رکھا تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کھائی کے قریب اتار کر اپنے تمام ساتھیوں کو اتارا اور صفدر کو اپنے ساتھ ہیلی کاپٹر میں لے کر کھائی میں چلا گیا۔ نیچے جا کر اس نے ہیلی کاپٹر کھائی میں چھوڑا اور پھر وہ دونوں اس ہول میں داخل ہو گئے جہاں ریڈ اسپیس شپ موجود تھا۔ کچھ ہی دیر میں عمران ریڈ اسپیس شپ کھائی سے باہر نکال لایا۔ وہ سب ریڈ اسپیس شپ میں سوار ہو گئے اور عمران ریڈ اسپیس شپ لے کر اسے فضا میں بلند کرتا چلا گیا۔

وہ ریڈ اسپیس شپ سیدھا سٹارکا جزیرے کے اوپر لے جا رہا تھا۔ انتہائی بلندی پر لا کر اس نے اسپیس شپ ایک جگہ معلق کر دیا۔ اب وہ ریڈ اسپیس شپ کی سکرین پر سٹارکا جزیرے کو کلوز کر کے آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ انہوں نے بیس کیمپ کے پاس دو سیاہ رنگ کے پرندوں جسے بڑے بڑے اسپیس شپس کو اترتے دیکھا۔

”تو یہ ہیں ڈاکٹر ایکس کے اسپیس ورلڈ کے نئے اسپیس شپس“...... عمران نے کہا۔

”اس میں تو صرف روبوٹس ہی ہیں“...... جولیا نے سیاہ رنگ کے اسپیس شپس کے شیشوں سے نظر آنے والے روبوٹس دیکھتے

ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ڈاکٹر ایکس خلاء میں انسانوں کی بجائے روبوٹس کی دنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ زمین پر وہ اپنے ایجنٹ تیار کر رہا ہے تا کہ ان کی مدد سے وہ زمین کے ہر حصے پر قبضہ کر سکے۔ کرنل کارف جیسا انسان ہی ڈاکٹر ایکس کا بہترین معاون ثابت ہو سکتا تھا“۔ عمران نے کہا۔

”بلیک اسپیس شپس تو نیچے پہنچ گئے ہیں۔ تم نے ٹائم بموں پر کتنی دیر کا ٹائم ایڈجسٹ کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم دیکھتے رہ جاؤ اور یہ اسپیس شپس واپس چلے جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”بس دو منٹ اور۔ دو منٹوں تک یہ واپس نہیں جائیں گے۔ اگلے دو منٹوں کے بعد تمام ٹائم بم ایک ساتھ بلاسٹ ہو جائیں گے اور جزیرے کی تباہی کے ساتھ یہ اسپیس شپس بھی تباہ ہو جائیں گے“...... عمران نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک جیسے سٹارکا جزیرے پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔

سٹارکا جزیرہ اچانک کسی آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ یہ جزیرہ کیسے تباہ ہو رہا ہے۔ ابھی تو ٹائم بم پھٹنے میں دو منٹ باقی ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ تم نے دو منٹ پہلے کا وقت لگایا ہو اور تمہاری گھڑی پیچھے رہ گئی ہو“...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں بھلکڑ ہوں مگر اتنا بھی نہیں کہ تمہاری طرح یہ بھی بھول جاؤں کہ کون میرا بھائی ہے اور کون میرا رقیب''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اگر ٹائم بموں کے بلاسٹنگ ٹائم اور آپ کی گھڑی کے ٹائم میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر یہ جزیرہ خود کیسے تباہ ہو رہا ہے''۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ جزیرہ تو ایسے تباہ ہو رہا ہے جیسے اس کے نیچے موجود واقعی کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو یا یہاں پر کسی نے ایٹمی میزائل فائر کر دیا ہو۔ کیا چکر ہو سکتا ہے''...... عمران نے واقعی بڑے حیران لہجے میں کہا۔ اس نے سکرین کے نیچے لگا ہوا ڈائل گھمایا تو اچانک اس کی سکرین پر ایک اور جزیرے کا منظر ابھر آیا جہاں ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ عمران اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر چونک پڑا اس نے منظر کلوز کیا تو یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس ہیلی کاپٹر میں کرنل راچوف موجود تھا۔

ہیلی کاپٹر میں اس کے اور سوائے پائلٹ کے اور کوئی نہیں تھا۔ کرنل راچوف کی گود میں ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر پڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک سیل فون دکھائی دے رہا تھا۔ کرنل راچوف لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھنے کی بجائے ہیلی کاپٹر کی ونڈ سکرین سے سامنے نظر آنے والے آگ کے طوفان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک اور ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ نظر آ رہی

تھی جیسے وہ اپنے جزیرے کو تباہ ہوتے دیکھ کر خوش ہو رہا ہو۔

''یہ شاید کرنل راچوف ہے۔ سی آر ایجنسی کا چیف۔ یہ اس جزیرے پر کیا کر رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اپنے ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ کو تباہ کر کے یہ وہاں ہونے والا تماشہ دیکھ رہا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ کیا سٹار کا جزیرہ اس نے تباہ کیا ہے۔ لیکن کیوں۔ اس جزیرے پر تو اس کا ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ تھا یہ اپنے ہاتھوں سے ایسا کیسے کر سکتا ہے''...... صفدر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس کے چہرے کا اطمینان اور آنکھوں کی چمک سے صاف اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سٹار کا جزیرے کو تباہ کرنے میں اسی کا ہاتھ ہے۔ شاید اس پر کرنل کارف کی حقیقت کھل چکی تھی اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ جس جزیرے پر اس کا ہیڈ کوارٹر اور بیس کیمپ ہے یہ وہاں محض ایک کٹھ پتلی کا رول ادا کر رہا تھا جبکہ سب کچھ کرنل کارف کے ہی ہاتھ میں تھا۔ جس طرح سے ایک نیام میں دو تلواریں اور ایک جنگل میں دو شیر نہیں رہ سکتے اسی طرح ایک ایجنسی کے دو چیف کیسے ہو سکتے ہیں۔ کرنل راچوف کو میں بخوبی جانتا ہوں وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اسے محض ایک کٹھ پتلی کا درجہ دیا جائے اور اس کا جونیئر اس کا سب کچھ حاصل کر

لے۔ شاید اس نے تہہ خانے میں کرنل کارف اور میرے درمیان ہونے والی باتیں کسی خفیہ رسیور کے ذریعے سن لی تھیں اور اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ کرنل کارف سمیت اس کے ہیڈ کوارٹر کے افراد اور بیس کیمپ کے افراد اس کے لئے نہیں بلکہ ڈاکٹر ایکس کے لئے کام کرتے ہیں اس لئے اس نے ان سب کو جزیرے سمیت ہی اُڑا دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب محض تمہارے دماغ کا اختراع بھی تو ہو سکتا ہے''۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میرے دماغ کا کیا کیا اختراع ہو سکتا ہے وہ سب تم جان جاؤ تو اس قدر بلندی پر موجود اسپیس شپ سے باہر ہی کود جاؤ''۔ عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''واقعی عمران صاحب۔ ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہم سب کام پورا کر کے فوراً وہاں سے نکل آئے تھے ورنہ کرنل راچوف نے جس طرح سے اپنے ہی جزیرے پر تباہی پھیلائی ہے اس سے ہم شاید ہی بچ سکتے تھے''...... چوہان نے کہا۔

''یہ تم سب کی نہیں میری اور جولیا کی قسمت کی وجہ سے ہوا ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

''ہم دونوں کی قسمت سے۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھی ہو۔

''ابھی تمہارا اور میرا جنازہ جائز ہونا باقی ہے۔ بغیر جنازہ جائز

کئے ہم بھلا کیسے مر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''جب بھی بکو گے فضول ہی بکو گے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں تو صرف فضول بکتا ہوں۔ تم تو ہمیشہ ہی فضول سوچتے ہو اپنی سوچ کو ٹھیک کرو تو تمہیں سب ٹھیک ہی ٹھیک لگے گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا بکواس ہے۔ میں کیا فضول سوچتا ہوں''...... تنویر نے اسے آنکھیں دکھا کر کہا۔

''یہ کہ میری اور جولیا کی کبھی وہ نہیں ہونے دو گے۔ یہ تمہاری فضول سوچ نہیں ہے تو اور کیا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس دیئے۔

''وہ کیا''...... تنویر نے اسے اسی طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

''وہی جس میں بینڈ بجتا ہے اور بارات آتی ہے اور پھر نکاح کے بعد چھوہارے بٹتے ہیں''...... عمران نے کہا تو اسپیس شپ ان کے تیز اور کھلکھلاتے قہقہوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں خلائی مشن پر لکھا گیا ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

750 سے زائد صفحات پر مشتمل ایک عظیم الشان خاص نمبر

سُرخ قیامت

مکمل ناول

سرخ قیامت ۔۔ ایک ایسی قیامت جس سے پاکیشیا صرف چند ہی منٹوں میں جل کر راکھ بن سکتا تھا۔

سرخ قیامت ۔۔ جسے ایک سیٹلائٹ سے خلاء سے ہی پاکیشیا پر برپا کرنے کی تیاری کی جا رہی تھی۔

ڈاکٹر ایکس ۔۔ جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اپنے ونڈر لینڈ کی تباہی کا بدلہ پاکیشیا پر سرخ قیامت برپا کر کے لینا چاہتا تھا۔

تنویر ۔۔ جس نے شمالی پہاڑیوں میں ایک اُڑن طشتری گرتے دیکھی تھی۔

تنویر ۔۔ جو اُڑن طشتری سے نکلنے والے خلائی انسان کی مدد کے لئے گیا لیکن وہ انسان اس کی آنکھوں کے سامنے ریڈیائی لہروں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا اور ریڈیائی لہروں نے تنویر کو بھی اپنے حصار میں لے لیا۔

تنویر ۔۔ جو ریڈیائی لہروں کا شکار ہو کر اپنی کار سمیت ہزاروں فٹ گہری کھائی میں جا گرا۔ کیا تنویر ہلاک ہو گیا تھا۔ یا ۔۔۔۔ ؟

عمران ۔۔ جس نے اماں بی کے مجبور کرنے پر جولیا سے شادی کرنے کی حامی بھر لی اور عمران اپنے سر پر سہرا باندھنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کیا واقعی ۔۔۔۔ ؟

عمران ۔۔ جسے جولیا سے شادی کرنے پر سیکرٹ سروس کے ممبران نے بھی مجبور کرنا شروع کر دیا اور عمران نے انہیں شادی کا انتظام کرنے کا تمام کام سونپ دیا۔

عمران ۔۔ جس نے اس بار واقعی جولیا سے شادی کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا تھا اور اس کی شادی اٹنڈ کرنے کے لئے سر عبدالرحمٰن نے اعلیٰ حکام کو بھی دعوت دے دی۔

جولیا ۔۔ جس نے عمران سے شادی کرنے کے لئے چیف سے تمام رابطے ختم کر دیئے تھے۔ کیوں ۔۔۔۔ ؟

تھریسیا ۔۔ زیرولینڈ کی ناگن۔ جس نے عمران سے شادی کرنے کے لئے زیرولینڈ چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور وہ سنگ ہی کو بتا کر عمران سے شادی کرنے کے لئے خلاء سے ارتھ پر پہنچ گئی۔

تھریسیا ۔۔ جب ارتھ پر آئی تو یہ دیکھ کر وہ غیظ و غضب کا پیکر بن گئی کہ عمران جولیا سے شادی کر رہا ہے۔ پھر کیا ہوا ۔۔۔۔ ؟

زیرولینڈ ۔۔ جس کے سپریم کمانڈر کو خلاء میں ڈاکٹر ایکس کے اسپیس ورلڈ کا علم ہو گیا اور اس نے سنگ ہی کے ساتھ زیرولینڈ کی ایک بہت بڑی روبو فورس اسپیس ورلڈ کی تباہی کے لئے بھیج دی۔ پھر ۔۔۔۔ ؟

وہ لمحہ ۔۔ جب عمران اپنی ٹیم کے ساتھ اسپیس مشن پر روانہ ہوا اور اسے ہر طرف سے بلیک برڈز اسپیس شپس نے گھیر لیا اور عمران کو ان سے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بچانی مشکل ہو گئی۔ پھر کیا ہوا۔؟ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

وہ لمحہ ۔۔ جب کراسٹی، ٹائیگر، جوزف اور جوانا نے خلاء میں موجود اسپیس شپ کی چھت پر جا کر بلیک برڈز کو نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ مگر ۔۔۔۔ ؟

وہ لمحہ = جب عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو مجبوراً خلاء میں اسپیس شپ کو چھوڑنا پڑا۔ کیوں ——؟

عمران = جس نے خلاء میں موجود ایک اور اسپیس شپ پر قبضہ کرنا چاہا لیکن اس کی اس کوشش سے اس کے تمام ساتھی ہمیشہ کے لئے خلاء میں گم ہو گئے۔

جولیا = جسے تھریسیا نے ایک ایسے اسپیس شپ میں قید کر دیا تھا جو خراب حالت میں اسپیس میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ پھر کیا ہوا ——؟

وہ لمحہ = جب خلاء میں موجود آٹھ سائنس دانوں کے اسپیس شپ کو زیرو لینڈ کی روبوفورس سے ڈاکٹر ایکس کی روبوفورس چھڑا کر لے گئی۔

وہ لمحہ = جب سنگ ہی اور تھریسیا خلاء میں موجود ایک بلیک ہول کے سرکل میں پھنس گئے۔ ان کا کیا انجام ہوا۔ ایک خوفناک سچویشن۔

ریڈ پلانٹ = جہاں جولیا پہنچ گئی تھی اور اس نے ریڈ پلانٹ پر انجانے میں خوفناک تباہی پھیلا دی کہ خود اسے اپنی جان بچانی بھی مشکل ہو گئی۔

کیا عمران خلاء میں اپنے گم ہونے والے ساتھیوں کو ڈھونڈ سکا اور کیا وہ ڈاکٹر ایکس کے 'سرخ قیامت' برپا کرنے والے سیٹلائٹ تک پہنچ سکا۔ یا؟

وہ لمحہ = جب سنگ ہی اور تھریسیا، عمران اور کیپٹن شکیل کو موت کے منہ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ = جب عمران اور کیپٹن شکیل ایک ایسے اسپیس شپ میں پہنچ گئے جس کے تباہ ہونے میں صرف چند ہی لمحے باقی رہ گئے تھے۔ کیا عمران اور کیپٹن شکیل اس اسپیس شپ کی تباہی کے لپیٹ میں آ گئے۔ یا ——؟

کیا واقعی عمران اور جولیا کی شادی ہو گئی تھی؟

سائنس فکشن اور خلائی ایڈونچر پر لکھا گیا ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

جو آپ کے دلوں میں گھر کر لے گا اور آپ عمران کے اس نئے اور حیرت انگیز کارنامے پر عش عش کر اٹھیں گے۔

(تحریر۔ ظہیر احمد)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
lob
333-6106573
336-3644440
336-3644441
n 061-4018666
Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

600 سے زائد صفحات پر پھیلی ہوئی ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی

علی عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور کرنل زید کا مشترکہ ایڈونچر مشن

سلور جوبلی نمبر

ہاٹ لائن

مکمل ناول

☆ حیرت و تجسس اور سنسنی خیز لمحات، جب کرنل ڈیوڈ نے اسرائیل کے ائیر پورٹ پر عمران کو سیلوٹ کیا۔ کیوں ——؟

☆ عمران کی اسرائیلی صدر کے ساتھ میٹنگ، اسرائیلی صدر نے عمران کو اسرائیلی لڑکی کے ساتھ شادی کی آفر کردی۔ کیوں —؟ اور کیا عمران نے یہ آفر قبول کرلی ——؟

☆ اسرائیلی صدر نے اپنی ایجنسیوں کو ہدایت کردی کہ وہ اسرائیل میں آنے والے خطرناک ایجنٹوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ مگر کیوں؟

☆ افریقی ملک کیبون کا خطرناک شہر لیراونی جس پر خطرناک مجرم تنظیم ہاٹ لائن کا کنٹرول تھا اور اس شہر میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں پر میزائلوں کی بارش کردی گئی۔ کیا وہ زندہ بچ سکے ——؟

☆ موت اپنے خونی پنجے پھیلائے رفتہ رفتہ عمران کی طرف بڑھ رہی تھی اور عمران اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔

☆ کرنل فریدی نے عمران اور میجر پرمود کو دھمکی دے دی کہ وہ اس مشن پر کام کرنے سے باز رہیں ورنہ انہیں گولیوں سے بھون دیا جائے گا۔ کرنل فریدی نے جب اس دھمکی کو عملی جامہ پہنایا تو کیا نتیجہ برآمد ہوا ——؟

☆ ہاٹ لائن۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود، کرنل زید اور کرنل ڈیوڈ جیسے تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹوں کو چکرا کر رکھ دیا۔؟

☆ پاکیشیا، کافرستان، بلگارنیہ، اراڈان اور اسرائیل کا مشترکہ دشمن جو انہیں تباہ کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا اور ان پانچوں ممالک کے سیکرٹ ایجنٹ اسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ اس خطرناک دشمن کے بارے میں انہیں آخر تک معلوم نہ ہو سکا۔ کیوں ——؟

☆ چیکو معصوم اور بھولی بھالی نظر آنے والی حسینہ، ہاٹ لائن کی سفاک اور سنگدل سیکشن انچارج، جو انسانی گوشت کا قیمہ بنا کر افریقہ کے وحشی قبیلے کو کھلا دیتی تھی۔

☆ ٹینا۔ کرنل فریدی کی ساتھی جس نے بے ہوش ٹائیگر پر مشین پسٹل سے فائر کھول دیا۔ کیا ٹائیگر زندہ بچ سکا ——؟

☆ جب مجرموں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا تو کرنل فریدی پر مایوسی چھا گئی۔ اس مایوسی کا کیا نتیجہ برآمد ہوا ——؟

☆ شالما جنگل۔ افریقہ کا خوفناک، ہیبت ناک اور وحشت ناک جنگل جہاں قدم قدم پر موت نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔

☆ اس خوفناک جنگل میں میجر پرمود اور کرنل فریدی کی ٹیموں کے درمیان خونی ٹکراؤ ہو گیا۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

☆ راکا دیوی۔ شاؤ کا قبیلے کی حسین اور خونی دیوی جس کے قدموں میں عمران کو قربان کیا جانے لگا۔